فصل پنجم۔ معاملات ملک اودہ

فصل ششم

...کا عہد حکومت اور مرہٹونکے معاملات سنہ ۱۸۰۰ع سے سنہ ۱۸۰۵ع تک

فصل ہفتم - لارڈ ولزلی کا عہد سلطنت سنہ ۱۸۰۴ سے

فصل ششم۔ لارڈ کورنوالس اور سر جارج بارلو کا عہد حکومت ۱۸۰۵ء سے ۱۸۰۷ء تک

فصل نہم - لارڈ منٹو کا عہد سلطنت

...چہارم — سند شاہی کا سرکار کمپنی کو ملنا سنہ ۱۸۱۳ لارڈ ہیسٹنگز (لارڈ موئرا) گورنر جنرل سنہ ۱۸۱۳ سے سنہ ۱۸۱۶ تک

فصل یازدہم ہندوستانی ریاستوں کے ساتھ معاملات سنہ ۱۸۱۴ سے سنہ ۱۸۱۷ تک پنڈاروں اور مرہٹوں کے ساتھ لڑائی سنہ ۱۸۱۷

فصل دوازدہم - پنڈاروں اور مرہٹوں کی لڑائیاں مختلف واقعات سنہ ۱۸۱۷ سے سنہ ۱۸۲۳ تک

فصل سیزدہم - ایڈم صاحب اور لارڈ ایمہرسٹ کا عہد ۱۸۲۳ سے ۱۸۲۸

فصل چہاردہم

لارڈ ولیم بنٹنک کا عہد سلطنت ۱۸۲۸ء سے ۱۸۳۵ء تک

فصل یازدہم

لارڈ ولیم بن٘ٹنک کے عہد زمانہ کین اصلاح اور ترقی گورنمنٹ ۱۸۲۸ء سے ۱۸۳۵ء تک

[illegible]

تمام شد

تنخواہ وقت پر ملا کرے۔ سفید سپاہ اوسکی ملک کی حفاظت کے واسطے کافی تہی۔ پامر صاحب کو جو
گورنر جنرل کے ایجنٹ فقط اسلئے رہتے تہے کہ نواب وزیر اور گورنر جنرل کے خطوط ایک دوسرے کے پاس بہیجا دیں
موقوف کر دیا۔ اس ایجنٹ کا خرچ ۱۱۲۲۳۰ روپیہ سالانہ کا تہا فقط ایجنٹ کی تنخواہ ۲۲۸۰۰۰
روپیہ سالانہ تہی۔ ہیسٹنگز صاحب لکہنؤ میں آئے تہے اور نواب وزیر کی باڈی گارڈ مقرر ہوا تہا وہ برخاست کیا
سیندہیا کے ساتہہ ہیسٹنگز نے صلح کر لی تہی اور اوسکے توسل سے دربار پونہ سے بہی مصالحت
ہو گئی تہی۔ مگر اسکا انسداد کچہہ نہیں کیا گیا تہا کہ مہاراجہ سیندہیا۔ بادشاہ دہلی اور اوسکے
ملک پر دست اندازی نہ کرینگے جب نجف خان نے ۱۷۸۲ع میں اس دنیا سے انتقال فرمایا تو شاہ عالم
شطرنج کا بادشاہ بن گیا۔ اور اوسکو جسنے اختیار پایا ہمرخ ہوکر شہنشاہ دہلی دیگر گہر سے باہر نکالنا چاہا۔ ہیسٹنگز
صاحب نے کوئی شرط سوائے بادشاہ کے معاملہ میں سیندہیا سے نہ ٹہرائی تہی۔ یہہ تمام سازشیں اور فساد ہم نے
شاہ عالم کے حال میں تاریخ ہند حصہ دوم میں لکہی ہیں اونکو پڑہو۔ میکفرسن صاحب نے فائنانس کے
کاموں نظم و نسق کی طرف کمال توجہ کی۔ اور ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ کی تخفیف کر دی۔ اس کفایت شعاری
کے صلہ میں کورٹ آف ڈائرکٹرز نے اونکا شکریہ ادا کیا اور بادشاہ نے بیرونٹ کا خطاب عطا کیا۔ مگر آخر کو
یہہ معلوم ہوا کہ یہہ کفایت بہت بری تہی۔ کہ سرکاری کاموں میں فقط میکفرسن کی ذہانت و فطرت
کی اثرت تہی اور اصل میں کچہہ نہ تہی۔
(۳۰) پلاسی کی لڑائی سے آج تک تمام سرکار کمپنی کے علاقوں کا حاکم اعلی اونکے ملازموں میں سے
ہوتا تہا۔ اگرچہ یہہ حاکم ملک کے حال کا عالم اور تجربہ کار اور آزمودہ کار ہوتا تہا۔ مگر اس ملک کی صحبت سے اوسکی
حسن اخلاق اور عادات میں فرق آجاتا تہا اور اوسکو مشکل ہوتا تہا کہ اون افسروں پر جنکا وہ کل برابر کا
دوست تہا آج حکمرانی اور فرمان روائی جتاوے۔ وزرائے یہہ تجویز کی کہ ہندوستان کے گورنر جنرل کے
عہدہ پر وہ شخص مقرر ہو کہ نہایت شریف نجیب ہو اور اعلی درجہ کا اخلاق رکہتا ہو اور ہندوستان
کے افسروں سے کوئی رشتہ اتحاد اور قرابت نہ رکہتا ہو۔ ان وجوہات پر خیال کر کے لارڈ میکارٹنی
گورنر مدراس اس عہدہ کے لئے تجویز ہوا مگر اونسے دانائی سے یہہ جواب دیا کہ اس عہدہ میں اسقدر

سکھون کا جو اودھ کے پیچھے ایسا لگا ہوا تھا گورنر جنرل نے سپاہ کا جلد کرنا مصلحت نہ جانا۔ روپیہ کو گھٹا کر پچاس
لاکھہ روپیہ سالانہ کا خرچ نواب کے ذمہ کیا۔ اور لکھا کہ ہم تمہارے ملک کی حفاظت کرتے ہین اور اوسکے
عوض مین سپاہ کا خرچ ہوتا ہے وہ ہم لیتے ہین۔ اور اوسکی خانگی امور مین کچھہ دخل نہین دیتے ہین
غرض عوض معوض گلہ ندارد۔ نواب مین نہ خود لیاقت تھی نہ اوسکی سپاہ اس قابل تھی کہ ملک کا انتظام
کر سکتی۔ اگر پوچھو تو یہہ سودا مفت تھا کہ ملک کی حفاظت غیرون کے سپاہ سے اوسکی چوتہائی آمدنی پر
ہوتی تھی۔ اسسے زیادہ کیا سودا سستا ہو سکتا تھا۔ انتظام سے بھی سرکار کمپنی کا کچھہ نزاع تھا وہ بھی
آسانی سے تصفیہ ہو گیا تفصیل اسکی یہہ کہ ۱۷۶۸ء کے عہدنامہ کے موافق نظام سے یہہ عہد و پیمان ہوا
کہ بسالت جنگ کے بعد سرکار گنٹور سرکار کمپنی کو حوالہ کیجائیگی۔ مگر بسالت جنگ ۱۷۸۲ء
مین مرگیا اور نظام نے یہہ سرکار انگریزونکو نہ دی انگریزونے پیشکش ان سرکارون کی بابت نظام کو
نہ دی۔ لارڈ کارنوالس جب آئے تو اونہون نے دیکھا کہ نظام اور سلطان ٹیپو کی آپسمین لڑائی ہو رہی ہے
جب سے ٹیپو سلطان اور انگریزون کے درمیان صلح منگلور مین ہو گئی تھی تو سلطان ٹیپو کے دماغ مین
کوئی کبر نہ تھا جو پیدا نہ ہو گیا ہو۔ کیا غرور و دماغ تھا کہ ابھی صلحنامہ کے سیاہی بھی نہ خشک ہوئی
تھی کہ فرانسیسونکو پانڈیچری مین لکھہ بھیجا کہ اوسکا ارادہ ہے کہ نظام اور مرہٹون کو پامال کرے اور
انگریزون کو ہندوستان سے نکالدے بیس ہزار عیسائیون کو ساحل ملیبار پر پکڑ کر ختنہ کرا دیا اور
کرشنا کے ہندون کے ساتھہ بھی یہی سلوک کیا گیا تھا دو ہزار برہمنون نے اس خوف سے اپنے تئین
ہلاک کیا۔ کورگ کے باشندونکو جنمین عورتین بچے سب ہی تھے سری رنگ پٹن مین بھیجدیا۔ اب
کچھہ بہانہ بناکر نظام سے کہا کہ بیجاپور عنایت کیجئے۔ اور ترگونڈ مین مرہٹون پر حملہ کیا۔ اور کسی حکمت و
دغا سے اوس پر قبضہ کر لیا۔ نانا فرنویس یہہ دیکھہ کر ٹیپو سلطان اپنے باپ کا بھی باوا ہے اوسکی
ہمسائگی نہایت خوفناک ہے۔ اسلئے اونہون نے اس بلا کو دور کرنیکے واسطے نظام سے ۱۷۸۶ء سے پہلے
سلسلہ اتحاد مستحکم کیا۔ اور یہہ آپسمین ٹھہرا کہ اوسکا ملک فتح کر کے آپسمین برابر تقسیم کر لین۔ اب ان دونون
کی سپاہ متفقہ نے اول مئی ۱۷۸۷ء کو بادامی جاکر گھیر لیا اور آخر مہینے مین فتح کر لیا۔

نوبت پہنچنے تک یہہ نزاعی ہنڈولا ہی رہی کبھی نظام بلند ہوجاتا کبھی پست۔ ایسی ہی حال سلطان کا تھا ٹیپو نے
دفعتہً صلح کی درخواست کی اور اپریل ۱۷۸۷ء میں ان نبرد آزماؤں میں صلح ہوگئی بشرائط صلح یہہ تھی
کہ سلطان سینتالیس (۴۷) لاکھ روپیہ خراج دے اور بہت سے مقامات جو اوسنے فتح کئے ہیں پھر حوالہ کرے۔ اس
صلح کا یہہ سبب تھا کہ اوسکو اندیشہ تھا کہ انگریز اس لڑائی میں کہیں دشمنوں کے ساتھ شریک ہوجائیں
وہی مخالفوں سے برسر بن رہی تہی ٹیپو اور زبردست شریک ہوجائیگا تو پھر کیا ٹھکانا باقی رہیگا۔ غرض
ان دو سالوں میں تو کورنوالس نے گنٹور کا اوٹھا مناسب جانا۔ ۱۷۸۸ء میں فرانس سے برابر
صلح رہنے کی امید ہوئی جسسے لڑائیوں میں فرنگستانی شرارت کا خوف رفع ہوا۔ اور ملکی حالتیں کچھ
کی ایسی ہوگئیں کہ جنکے سبب سے گنٹور حوالہ کرنے کی درخواست نظام کو کی گئی جزء احتیاط کی خاطر
سپاہ بھی زیر حکم کپتان کیناوے کے ساتھ حیدرآباد کو بھیجی گئی کہ صلحنامہ ۱۷۶۸ء کی پوری تکمیل نظام سے کرائے
اور اوسے اطلاع دے کہ دو ہفتہ کے اندر سپاہ انگریزی گنٹور میں داخل ہوجائیگی۔ اور اسکی اطلاع پیشوا
کے دربار اور سیندھیا اور راجہ برار ان سبکو کردی تھی۔ مگر کپتان صاحب کو ہدایت تھی کہ
جہانتک ہوسکے مصالحت میں سعی کریں۔ اب نظام کا یہہ خیال تھا کہ وہ انگریزوں کے اتحاد سے
اپنی فلاح اور بہبود کی امید بہ نسبت کسی اور کے زیادہ رکھتا تھا مرہٹوں اور ٹیپو کے ساتھ اتحاد
پیدا کرنے سے انگریزوں کے ساتھ مصالحت کو زیادہ اپنے حق میں فائدہ مند سمجھتا تھا۔ اوسکے ملک کے
گرد جو صاحب سلطنت تھے اون سے اوسکو خوف تھا کہ مبادا کہیں وہ اوسکو نگل نہ جائیں۔ سوا اسکے
گنٹور ایک بے حقیقت ملک تھا اوسسے کچھ آمدنی ہی نہ تھی اسلئے اوسنے فوراً انگریزوں کی درخواست
کو قبول کرکے ستمبر ۱۷۸۸ء میں سرکار گنٹور کو حوالہ کردیا۔ پیشکش کے حساب کتاب کا جو معاملہ تھا
وہ اوسکے مختار نے جاکر کلکتہ میں اوسکا فیصلہ کیا۔ نظام اسلئے بہت خوش تھا کہ جب مختار نے
صلحنامہ کے موافق اس شرط کا پورا ہونا چاہا کہ دو پلٹن سپاہیوں کی [illegible] بہیجی جائیں بشرطیکہ
فرنگستانی سپاہ اوسکی مرضی کے موافق جہان و جس وقت [illegible] منع کرتا تھا کہ ان
بالاگھاٹ جو حیدر علی نے چھین لیا تہا اوسکا [illegible] واپس لینے اور [illegible]

ان دونوں مدتوں میں مستحکم ہو جانے سے گورنر جنرل کو اون میں دو سبب سے تامل ہوا اول تو یہہ کہ
پارلیمنٹ کے ایکٹ کے موافق منع تہا کہ بغیر منظوری ولایت کے ہندوستانی ریاست سے جنگ
کیجائے۔ دوسرا وسے مرہٹوں سے دشمنی اور ناخوشی پیدا ہوتی تہی اور منظور یہہ تہا کہ اونسے اتحاد
پیدا ہو۔ سوا اسکے دو صلحنامون کے موافق یہہ انگریزی گورنمنٹ نے تسلیم کر لیا تہا کہ بالا گہاٹ
کرناٹک کا مالک حیدر علی اور ٹیپو سلطان ہے۔ غرض اس وقت کورنوالس کو بڑی دشواریان
پیش آئین کیا کیجے۔ نظام کے صلحنامہ کی شرائط کا بہی پورا کرنا ضرور تہا۔ اسلیئے اوسنے اوس
فقرہ کے معنی جو صلحنامہ مین بابت بالا گہاٹ کرناٹک کے تہی یہہ بیان کیا کہ زمانے
حالات کو دیکہا اب یہ بات کہ جس بنا پر یہہ شرط صلحنامہ مین داخل ہوئی تہی وہ اپنے جگہہ پر
بالفعل قائم نہین رہ سکتی لیکن آئندہ امید کیجا سکتی ہے کہ سرکار کمپنی اس ملک کو اوسکے مستحقان
آپکو دلا سکے اور سپاہ کی امداد کا بیان ہے جو فقرہ تہا اور اوسمین یہہ بہی لکہا تہا کہ جب ان
کمپنی کی ضرورت اس مدد کی اجازت دیگی اوسکے معنی یہہ بیان ہوئے کہ نظام اس کے سپاہ کو
اپنی مرضی کے موافق کام مین لا سکتا ہے مگر یہہ انگریزی فوج اوس والی ملک سے نہین لڑیگی
جسکے سرکار انگریزی کا اتحاد ہے اور ان والیان ملک کی تفصیل مین تمام مرہٹوں کے سرداروں کے
نام اور نواب ارکاٹ اور نواب اودہ اور تراونکور اور تنجور کے راجاؤن کے نام
مگر ٹیپو سلطان کا نام اوس مین نہ تہا غرض بالا گہاٹ کو دلا دینے کا وعدہ سپاہ سے لڑنے کا
اقرار۔ فہرست احباب انگریزی سے اوسکے نام کا اخراج یہہ تینوں باتین ایسی جمع ہوئین کہ جب جان
شلکم صاحب کی یہہ رپورٹ پہنچی تب ٹیپو سلطان نے انگریزون سے لڑنیکے لیئے ارادہ کیا۔ اسی لئے
کورنوالس کے ذمہ الزام لگتا ہے اور اوسنے پارلیمنٹ کے ایکٹ کی مخالف کام کیا جسسے ٹیپو سلطان
کی ساری توجہ انگریزون سے لڑنے کی طرف ہو گئی۔ اور چہہ مہینہ بعد لڑائی شروع ہو گئی۔
(۵) پہلی بسم اللہ آغاز جنگ کے لئے یہہ ہوئی کہ ایک چہوٹا سا راجہ ساحل ملیبار پر حیدر علی
کا باج گزار تہا اور اوسکے علاقہ مین انگریزون کی کوٹہی ٹلی چیری واقع تہی سمت سے

انگریزون سے اوسکا اخلاص چلا آتا تہا۔ انگریز اوسکے سب اسباب پہونچاتے تہے اور قرض دیتے تہے
جب قرض بہت بڑہ گیا تو ۱۷۶۵ء مین راجہ نے ایک تعلقہ ہاتا ٹیڑہ کا انگریزون کو دیدیا۔ انگریز
بہی اوسکو ۲۰۰۰ روپیہ سالانہ محصول مندرگاہ کا دیتے تہے۔ راجہ نے ۱۷۹۲ء کو شروع مین اوس
علاقہ سے زبردستی انگریزونکو نکالدیا۔ ۱۷۸۵ء سے کہ حساب نہین ہوا تہا جب کورٹ بمبئی نے
حساب کے لئے لکہا تو معلوم ہوا کہ بہت روپیہ راجہ کے ذمہ نکلتا ہے۔ مگر راجہ نے ٹیپو کے خوف سے ایک
روپیہ انگریزون کو نہ دیا کہا کہ ہیرا آتا ہے دلوا دینگے یہہ معاملہ تو تلیچری کے افسر نے ٹیپو سلطان کو لکہا۔
سلطان نے جواب دیا کہ مین نے راجہ کو لکہا ہے کہ وہ تعلقہ پہر انگریزونکو دیدے۔ مگر راجہ نے کہا کہ میرے
پاس تو خط سلطان کا اس مضمون کا آیا ہے کہ حساب کا فیصلہ کر دے۔ غرض ۱۷۹۱ء تک یہہ معاملہ
جہگڑے مین پڑا رہا۔ اس معاملہ سے گورنر جنرل کو آثار بد نظر آئے۔

راجہ ترا ونکوڑ انگریزونکا دوست تہا۔ اوسنے انگریزون کی امداد حیدر علی کی لڑائیون مین کی تہی
اسلئے ۱۷۸۴ء کے عہدنامہ کی ایک شرط یہہ تہی کہ سلطان ٹیپو اس راجہ کے ساتہ صلح رکہے۔ مگر سلطان
کا ارادہ برخلاف عہدنامہ کے یہہ ہوا کہ ترا ونکوڑ کو فتح کیجئے۔ اول اوسنے یہہ کوشش کی کہ راجہ
اوروں کے توسل سے فتح کرائے کالی کوٹ کے راجہ کو ترغیب دی کہ وہ ترا ونکوڑ پر حملہ کرے۔ اگر
سلطان نے ہندوؤن کو اسلام قبول کرنے مین مجبور نکیا ہوتا تو ضرور راجہ اوسکے کہنے مین آجاتا اور
حملہ کرتا۔ پہر اوسنے راجہ کوچین کو اوکسایا کہ وہ اوس ملک کا دعویٰ کرے جو ترا ونکوڑ کی
قبضہ مین کچھ حصہ اوسکا ہے کبہی ایسا ہوا تہا کہ راجہ کالی کوٹ نے جب راجہ کوچین کو مغلوب کرنا
چاہا تہا تو راجہ ترا ونکوڑ نے اوسکی امداد کی تہی اوسکے عوض مین دو چہوٹے ضلعے ترا ونکوڑ کے
شمال مین اوس راجہ کو دیئے تہے۔ راجہ نے ان ضلعون کی حفاظت کے واسطے ایک بڑی فصیل بنائی تہی جسکو پچیس
برس بعد اوسکی تعمیر کو ہوئے تہے اوسکے گرد ۱۶ فیٹ چوڑی اور ۲۰ فیٹ گہری خندق تہی۔ اور گرد اوسکے
بانس کی باڑ تہی۔ یہہ قدرتی فصیل تہی۔ سب مقام پر پہیلی [illegible]
شروع ہوتی تہی۔ اور مشرق کی جانب مین ۳۰ میل تک [illegible] تہی سبب راجہ ترا ونکوڑ و سلطان ٹیپو

یہہ بدنیتیاں معلوم ہوئین تو اوسنے گورنمنٹ مدراس کو اطلاع دی۔ اوسوقت مسٹر کیمبل صاحب
گورنر تھے اونہون نے راجہ کی درخواست سے زیادہ امداد کی اور کئی پلٹنونکو حکم دیا کہ وہ فصیل ترا ونکوڑ
کے باہر مقامات مستحکم پر حفاظت کے واسطے مقیم ہون اور سوا اسکے ٹیپو سلطان کو لکہا کہ تم راجہ
ترا ونکوڑ سے لڑوگے تو عہدنامہ ۱۷۸۴ء شکست ہو جائیگا اور وہ گویا تمہاری طرف سے ایک اشتہار
جنگ گورنمنٹ انگریزی کے ساتھہ ہو جائیگا۔ پہر ٹیپو سلطان نے کہا کہ مین انگریزی گورنمنٹ سے اپنا اتحاد
رکہنا چاہتا ہون۔ مگر کہا کچہہ کیا کچہہ۔ چند مہینے کے بعد ۱۷۸۹ء مین پینتیس ہزار سپاہ لیکر ترا ونکوڑ کی طرف
چلا۔ ترا ونکوڑ کی فصیل کے نہایت نزدیک سمندر پر دو قلعے کرینگانور اور آیا کوٹہ قوم ڈچ کے
تھے جب سلطان ٹیپو اونکے قریب آیا تو موافق عہدنامہ قدیمی کے ڈچ نے راجہ ترا ونکوڑ سے امداد
چاہی۔ پہر راجہ مستعد تہا مگر ہولنڈ صاحب جو گورنر مدراس کے اوسوقت کیمبل صاحب کی جگہ
مقرر ہوئے تہے اونکا مزاج صلح جو تہا۔ اونہون نے راجہ ترا ونکوڑ کو لکہا کہ سپاہ انگریزی غیر علاقہ
مین امداد نہین کریگی بلکہ وہ اوسی ملک کی حفاظت کریگی جو اصل حقیقت مین راجہ کا ہے۔ گورنر
کی حجت تمام کرنیکے لئے راجہ نے ڈچ سے کہا کہ یہہ قلعے میرے ہاتہہ بیچ ڈالو۔ ڈچ نے کہا اچہا جب یہہ
سودا ٹہر گیا تو سلطان ٹیپو نے یہہ شاخسانہ نکالا کہ ڈچ کو اسکے فروخت کرنیکا اختیار اس
سبب سے نہین ہے کہ وہ راجہ کوچین کے باجگزار ہین اور راجہ میرا باجگزار ہے اسلئے اونکا بیچنا گویا
میسور کی سلطنت کا ایک حصہ بیچنا ہے۔ پہر ہولنڈ صاحب سلطان ٹیپو کے طرفدار ہو گئے۔ اور
ایسی جہوٹی بات کا یقین کر لیا کہ ڈچ راجہ کوچین کے باجگزار ہین۔ ڈچ نے تو یہہ دونو قلعے
پرتگیزون سے لڑکر فتح کئے تہے [illegible] حق اونکے بیچنے کا رکہتے تہے سوا ٹیپو سلطان نے خود مان لیا
اور خود خریدار اونکا اسلئے ہوا کہ راجہ ترا ونکوڑ کی جان خوب ضیق مین کرے۔ ٹیپو سلطان نے
اور بہت سی فضول کی باتین گہڑی کہین جنپر ایک مباحثہ طول طویل ہوا۔ آخر کو انگریزی گورنمنٹ نے
کمشنران فیصلہ [illegible] کے واسطے مقرر کئے۔ مگر سلطان ٹیپو نے ان جہگڑونکو اوسی طرح
فیصلہ کرنا چاہا۔ وہ فوج ترا ونکوڑ کی طرف مدت سے بڑہا چلا آتا تہا۔ ۲۸ دسمبر ۱۷۸۹ء کی رات کو

اس وقت معاہدہ کا اہتمام خود اپنے ذمہ لیں۔ مگر اس جنرل کی لیاقت اور قابلیت پر اونکو خود اسنا اعتماد تہا کہ
اب انہوں نے اسکی وہ ضرورت نہ سمجہی۔ گورنر جنرل نے گورنمنٹ مدراس کو لکہا کہ ہماری عزت اسی میں ہے
کہ ہم ٹیپو سلطان سے جو ہماری قوم کا جانی دشمن ہے خوب لڑیں اور اسکی قوت کو ضعیف کریں جب تک یہ
نہو گا ہمارا ہندوستان میں کچہہ اعتبار نہوگا۔

(۶) لارڈ کورنوالس کو تین برس ہوئے تہے اونکی کفایت شعاری کا نتیجہ یہہ تہا کہ صوبہ بار
بنگال کی آمدنی خرچ سے زیادہ دو کرور روپیہ ہو گئے تہے۔ اور اوسی تمام اور پریسیڈنسیون کا خرچ چلتا
تہا اور بیس لاکہہ روپیہ سالانہ کے ایک کروڑ میں سے ولایت کو بہی جاتا تہا۔ مگر اب یہہ سب جمع کی کرائی پونجی
ٹیپو سلطان کی لڑائی میں اوٹہنے والی تہی۔ اب یہہ وقت نہ تہا کہ پارلیمنٹ کے قانون کی تعمیل کیجاتی
اور صلح و جنگ کا مشورہ ولایت میں کیا جاتا۔ اسلئے دکن میں نظام اور مرہٹون سے جو بڑے صاحب
قدرت تہے لارڈ کورنوالس نے عہد و پیمان کئے۔ نانا فرنویس انگریزون کے ساتہہ سرد مہری کرتا تہا
مگر ٹیپو سلطان کی عداوت میں بہی ایسا سرگرم تہا کہ پیغام کرتے ہی بلا تامل اوسکے برباد کرنیکے لئے
انگریزون کے ساتہہ شریک ہو گیا۔ نظام کو ٹیپو سلطان کا خوف ایسا دل میں بیٹہا ہوا تہا کہ وہ بہی انگریزون
کا ساتہی ہو گیا۔ ان تینون میں آپس میں اتفاق ہو گیا اور یہہ شرط ہوئی کہ برسات کے بعد تینون سلطان
ٹیپو کے ملک پر حملہ کرین اور وہ انگریزی سپاہ کے ساتہہ اگر ضرورت ہو تو دس ہزار سوار لشکر شامل ہون
اور انگریزی سپاہ بہی ڈگر ساتہہ ہو گی۔ اور جو ملک و قلعے فتح ہون وہ آپس میں برابر برابر تقسیم ہو جائین
نظام ان تینون میں ضعیف تہا۔ اور یہہ سمجہتا تہا کہ جس وقت ٹیپو سلطان کی طاقت ضعیف ہو جائیگی تو
دکن کا اقتدار بڑہ جائیگا اور وہ سمجہہ گیا تہا کہ اسکے لئے جو مدت ہے نہیں دی بہت دن لگینگے اسلئے وہ
صلحنامہ پر دستخط کرتے ہوئے جہجکتا تہا مگر یہہ خوف انگریزون نے اوسکے دل سے نکال دیا اور خود اسکے
ذمہ دار ہو گئے۔ کہ مرہٹے اوسپر کچہہ قبضہ نہیں کرینگے۔ گو اسے مرہٹے دل میں کچہہ ناراض ہوئے مگر آخر کو ان
احباب ثلاثہ میں اتفاق ہو گیا۔ ان دونو دوستون کو لارڈ صاحب نے اپنے یہہ چار اصلی مقاصد بیان
کر دئے۔ اول جو کچہہ لڑائی میں خرچ سرکار کمپنی کا ہو گا وہ ٹیپو سلطان سے وصول کیا جائیگا۔ دوم

اوسنے اور حیدر علی نے جو ملک نظام و پیشوا کے مفتوح کر لئے ہین وہ واپس کئے جاوینگے سوم کرناٹک
کے پاس پاس کے جو ملک اوسکے قبضہ مین ہین وہ چہین لیا جائیگا چہارم ملیبار کے ساحل پر
جو سلطان نے نائرون کے ہتہون مین تیر دیر کہے ہین اونکو اس عذاب سے نجات دلائی جائیگی۔ اس
پیشوا نے بہی یہہ خیال کر کے کہ ٹیپو سلطان اور حیدر علی کے ہاتہہ سے جو ہمارے نقصان ہوے ہین اونکا
عوض ملے گا۔ کئی ہوئے ملک پہر ہاتہہ آوینگے۔ آئندہ کو کہٹکا اس ظالم بادشاہ سے جاتا رہیگا۔ اوسکی بربادی سے
اپنی آبادی لیتی ہوگی ـــ بہت جلد بطیب خاطر انگریزون سے صلح کر لی۔

(۷) جب جنرل میڈوز جنکو گورنر اور کمانڈر انچیف مدراس مین آئے تو اس مہم کا اہتمام اونکے سپرد ہوا۔
ہولنڈ صاحب کی غفلت سے کچہہ سامان جنگ مہیا نہوا تہا۔ اس سبب سے کئی مہینے کا توقف کرنا پڑا۔ میڈوز کہ
سپاہ ترچناپلی کے میدان مین جمع ہوئی اور چہہ برگیڈ مین منقسم ہوئی۔ ۲۴ مئی کو وہ اس سپاہ کو لیکر
کوئمبتور کی طرف چلا۔ یہہ مقام دشمن کی سرحد پر سب سے زیادہ قریب تہا۔ کچہہ دنون پہلے زمانہ کی رسم کے موافق ایک
خط ٹیپو سلطان کو اپنی گورنر اور کمانڈر انچیف ہونیکے باب مین لکہا تہا۔ اوسکا جواب جب آیا کہ جنرل مذکور
نے سفر کیا۔ اوسکے مضمون کی طرز وہی تہی جو اوسنے ہولنڈ صاحب کو لکہے تہی کہ کمشنرون کے مقرر کرنیکی
راجہ تراونکور کے معاملہ مین کچہہ ضرورت نہین ہے مینے خود ہی اوسکا حال تحقیق کر لیا ہے۔ اگر ایسی ہی
کمشنرون کے بہیجنے کی ضرورت ہے تو بہیجدو۔ آپ بہی ایک خط ۲۲ مئی کو اس کو ... کو مسالہ آبادی
منصب اور اضافہ کا لکہا اور پکر لکہا کہ مین انگریزون کا دوست صادق ہون مجہہ افسوس ہے کہ غلط فہمی
اور معاملہ نافہمی سے یہانتک طول کہنچ گیا کہ سپاہ مین جمع ہوگئین۔ اس مطلب کے سمجہانیکے واسطے مینے ایک
ایک معتمد بہیجا ہون جو آپکو آئیندہ امور نیک کی دوستی کا مستقل کردیگا۔ اسکا جواب ذیل لکہا گیا ہے
کہ آپکا خط آیا اور مین اوسکا مطلب سمجہا۔ آپ شاہزادہ عظیم الشان ہین اور جسوقت آپکی بدسلوکی
خیال کئے جائین جو قیدیون کیساتہہ کئے جاتے ہین تو آپکے اوصاف مین سنگدلی ضمیری کی صفت کا
اضافہ ہوتا ہے۔ آپکو یہہ معلوم رہے کہ ہماری قوم کی یہہ عادت ہرگز نہین ہے کہ وہ اورون کو تہمت دین نہ یہہ دستور
ہے کہ وہ اورون کی اطاعت کرین سبب آپکے ہمارے رفیق راجہ تراونکور پر چڑہ آنے کی ہے

جنرل میڈوز کی لڑائی ٹیپو سلطان کے ساتھ یہہ دوسری لڑائی ٹیپو سلطان سے

شرائط پر حوالہ کیا کہ لوگوں کے نجی کے مال اسباب کو ہاتھ نہ لگایا جاوے۔

کرنیل سٹورٹ پالگہاٹ کی فتح کرنیکے لئے کوئمبٹور سے بہیجی گئی۔ ۲۱ ستمبر سنہ کو اونہوں نے
اوسپر گولے برسانے شروع کئے دوسرے روز قلعہ دار نے اس شرط پر حوالہ کر دیا کہ جو انگریزوں کے ساتھ
ہو گئے ہیں اونکو تکلیف نہ دیں۔

ایروڈ کرنیل اولڈہم نے فتح کر لیا۔ اب یہہ متفرق سپاہ کرنیل فلوئڈ کے علم کے نیچے جمع ہو گئیں وہ
دریاء بہوانی کی جنوبی سمت میں فتوحات حاصل کرنیکے لئے مامور ہوئے تہے۔ اونہوں نے ایک فوج بہیجکر
ستی منگل بے تکلف لے لیا تہا۔ یہہ مقام درہ گجل ہٹی سے تہوڑی دور پر تہا۔ اس درہ سے ستمبر کے شروع
مین ٹیپو سلطان کی فوج اوتری تہی۔ ۱۲ ستمبر کو اوسکے لشکر نے انگریزی لشکر کے پکٹ کو ہٹا دیا۔ ایک
رجمنٹ سواروں کی حفاظت کیواسطے بہیجی گئی تہی وہ بہی گہر گئی اور کسی احاطہ مین اپنی کمک کے منتظر بیٹہے
رہے۔ انگریزی سپاہ نے حملہ کیا اور کئی سو دشمن تہ تیغ کئے۔ او میدان کو صاف کرتے ہوئے اپنے لشکر سے
آن ملے۔ ابہی اس لشکر نے کمر بہی نہ کہولی تہی کہ ٹیپو سلطان کا لشکر آگیا۔ اور انگریزی لشکر مین کچہہ
ایسی ہلچل پڑی کہ کونسل وار (جنگی کونسل) کا یہہ مشورہ ہوا کہ مراجعت کیجئے جب اس فوج انگریزی
نے مراجعت کی سوار آگے پیادے پیچہے تہے کہ سلطان ٹیپو کے پیادوں نے توپ چلانی شروع کی سوار
پیدلوں کی امداد کے واسطے پہر آئے۔ ایک غلط خبر مشہور ہو گئی کہ جرنیل میڈوز کا لشکر آ گیا اور ایک
بڑی عزیز بہادر کے مرنیکی بہی خبر سلطان پاس آئی اسلئے اوسنے کرنیل فلوئڈ کا پیچہا چہوڑ دیا۔ وہ
۱۴ ستمبر کو جرنیل میڈوز کے لشکر سے آن ملا اور کرنیل سٹورٹ کا لشکر بہی پالگہاٹ فتح کر کے آن ملا
جرنیل میڈوز کا مطلب تہا کہ ایک جنگ عظیم ٹیپو سلطان سے کیجئے سلطان گولی بچاتا تہا اپنی حفاظت کیلئے
وہ جرنیل میڈوز کے مقابلہ مین نہ آیا۔ اور اس عرصہ مین اوسنے ستی منگل اور ایروڈ اور دارالحکام
پر پہر قبضہ کر لیا۔ مگر جب اوسکو یہہ خبر ملی کہ انگریزی لشکر بارہ محال پر اپنا زور دکہا رہا ہے تو اوسنے اپنے
بہت سی فوج کا حصہ وہان بہیجا اور باقی فوج کو یہان چہوڑا کہ وہ جرنیل میڈوز کی خبر لیتے رہیں کہ کدہر
جاتے ہیں۔ بارہ محال پر انگریزی لشکر پہلے کرنیل کیلی کے ماتحت کام کرتا تہا مگر اوسکے بیمار ہونیکے سبب

کرنیل میگزول کا کام کرتے تھے سپاہی نو ہزار سپاہ اون پاس تھی۔ یہہ لشکر بنگال سے کنارہ کنارہ لارڈ
کورنوالس نے وارن ہیسٹنگز کی تقلید سے بھیجا تھا۔ اسمین کچھہ سپاہ مدراس کی بھی شامل تھی
وہ ۲۴ اکتوبر کو بارہ محال مین داخل ہوئی تھی۔ اور شروع نومبر مین اوسنے اپنا ہیڈکوارٹر
کاویری پٹم مقرر کیا تھا۔ اب جرنیل میڈوز بھی اپنا لشکر لیکر اس سپاہ سے مل گئے تھے مگر سلطان
ٹیپو کا لشکر تین روز پہلے وہان پہونچا تھا۔ غرض مہمات مین سوا اسکے لشکر سفر وان کرنیسے درماندہ ہو
ادہر آیا اودہر گیا جولاہی کا تانا بانا تہا۔ اور خاک کو دیکر سیر اوڑاتا پہرا اور اوسسے تنگ گیا کچھہ نہ
حاصل ہوا صلح کی بھی قیل و قال سلطان سے ہوئی مگر بیفائدہ جب یہہ حال لارڈ کورنوالس نے
دیکھا کہ اونہون نے خود ارادہ کیا کہ خود چلئے اور مجمل مہم یہہ جسے دوستون کو ظفر و فتح و نصرت کی
امید دشمنون پر ہوگی۔ حقیقت مین اس لڑائی کے اندر کچھہ ہنر اور سلیقہ سپاہ گری کا جرنیل میڈوز
نے نہ دکہایا۔ اور نہ رفیقون کے کچھہ فائدہ کی صورت دکہائی۔ جرنیل میڈوز ویلوٹ مین
۲۷ جنوری ۱۷۹۱ء کو ۱۸ میل پر مدراس سے پہونچا۔ اور لارڈ کورنوالس نے اہتمام جنگ ۲۹ کو
اپنے ذمے لیا۔ اور ویلوٹ سے ۵ فروری ۱۷۹۱ء کو سفر کیا۔ اور ۱۱ کو لشکر ویلور مین پہونچا سلطان
اسوقت ٹیپو چیری مین فرانسیسون سے جوڑ توڑ لگا رہا تھا اس انگریزی لشکر کی خبر سنکر وہ روانہ ہوا
کہ جا کر تمام درون کا انتظام کرے۔ اوسکی غلطی تھی کہ وہ یہہ سمجھا کہ انگریزی لشکر ان درون کے
رستے جائیگا اس سبب سے انگریزی لشکر کو نفع پہنچا میسور کے سامان رسد کے لئے خوب ہاتھہ لگ گئین
اول مطلب انگریزی سپہ سالار کا یہہ تھا کہ بنگلور کو فتح کیجئے۔ وہ ایک بڑا شہر تھا اور قلعہ اوسمین
مستحکم تھا۔ غرض کرنیل مور ہوس نے اپنی توپون سے شہر کے دروازون کے ٹکڑے اڑا دئے اور گرانڈیلیر
کے کندہلون پر سوار ہو کر اول ایک لفٹنٹ انگریزی داخل ہوئی۔ پہر جرنیل میڈوز کی اعانت سے
وہ فتح ہوگیا ٹیپو سلطان بھی کہین یہان آس پاس تہا اوسنے قلعہ دار کو سخت حکم دیا کہ جو کچھہ ہوسکا
اوسے حاصل کرے۔ اوسنے حکم کی تعمیل کی اور چپہ چپہ زمین پر جان لڑا دی شہر کی گلیون اور
کوٹھیون مین دو ہزار آدمیون نے سرفروشی کی۔ انگریزی لشکر کا بھی نقصان ہوا۔ کرنیل مور ہوس جو

نیا توپخانہ منگایا گیا مگر اسی بیچ مین ہوا جب بنگلور کی فتح کی خبر آئی تو اہل قلعہ نے کئی مہینہ مقابلہ
کرکے اپنی تئین حوالہ کیا۔ بہندر بندر کوپول سے تین میل شمال جانب تہا وہ بہی اسیطرح فتح ہوا۔
نظام کی خوش نصیبی تہی کہ یہہ دونو قلعے فتح ہو گئے۔

مرہٹون کا لشکر جو بہیجا گیا تہا پہلا انگریزی لشکر دو پلٹنین کالون اور تین کمپنیان گورونکی اور دو ہندوستانی
توپخانے اور ایک گورونکا توپخانہ بہیجا گیا تہا۔ یہہ انگریزی لشکر بمبئی سے روانہ ہوا تہا اور مرہٹون
مین درجے گورنر کے بہیجا تہا۔ یہہ وقت بہی دریائی سفر کا نہ تہا پہر وہان گہاٹون پر چڑہنا پڑا غرض
اس لشکر نے بسبب لڑائی کے بڑی دقت اور دشواری سے طے کیا۔ کوہ ہٹا مین یہہ سپاہ مرہٹون کے
لشکر سے ملی اور یہہ سب ملکر دس ہزار ایک دستہ اور پرسرام بہاؤ اوسکا سپہ سالار تہا اول
حملہ مرہٹون نے ٹیپو کے دارواڑ پر کیا۔ اور اوسکو محاصرہ کر لیا۔ مگر مرہٹون کی کل سپاہ اس
محاصرہ کے قابل نہ تہی۔ بمبئی سے ایک تیری رجمنٹ اور کالون کی پلٹن اور بہت گورے توپچی کرنیل
فریڈرک کے ماتحت بہیجا گیا۔ ہنگام ہوا اسلیے بے نیل مرام واپس آنا پڑا۔ اور اسی بیچ مین کرنیل
صاحب تو مرگئے۔ پہر جب بنگلور کی فتح کی خبر آئی تو اہل قلعہ نے ان شرائط پر حوالہ کیا کہ ہم
اپنے ہتیار و نقد مال لیکر چلے جائینگے اور توپین اور ذخیرہ قلعہ وغیرہ کا چہوڑ جائینگے غرض اہل قلعہ
چار ہزار تہے جو نہایت مفلس تہے پہر مرہٹون نے انکو خوب لوٹا بدن کے کپڑے تک چہوڑ کر لے گئے
محصورین کے جو مال ہوتے تہی بہی خلاف عہد کیا اور قلعہ مین داخل ہوکر اوسکو الودہ کر دیا۔ اور جتنی ملک
ملی اوسمین غارت اور خیرہ کو غارت کرگئے دارواڑ کے حوالہ ہونیکے بعد قلعہ ہوش اکل بہی جو گیارہ میل
پر تہا اور تمام مقامات جو دریا تنگ بہدرا کے شمال مین تہے مرہٹونکے قبضہ مین اگئے۔

(9) اب لارڈ کورنوالس نے بنگلور سے ۲۲ مارچ کو کوچ کیا اور ناگاہ ٹیپو سلطان کی فوج سے
مقابلہ آن پڑا ٹیپو سلطان کا مطلب یہہ تہا کہ مین دور مقام پر چل جاؤن جہان مجہے لڑنا پڑی اس
کام کو اوسنے مشکل سے حاصل کیا۔ مقصد اس سفر کے دو تہے ایک یہہ کہ نظام کی دس ہزار سوار سے ملے سو
اونکا لشکر بہی مل گیا اور اس سبب تعداد مین زیادہ ہو گیا تہا۔ ان سوارونکی صورت سے یہہ معلوم ہوتا تہا

کہ ہر ایک بیس مارخان ہوگا گہوڑوں پر اونکو چڑہنا خوب آتا تہا ہتیاروں میں کچہہ دم ہوتے تہے نیزہ دیکہئے تو ہاتہہ بہر لمبا تلوار کو دیکہئے تو دو دہاری نہایت آبدار خود آہنی سر پر چڑہے ہوئے مگر جیسا لشکر بے ترتیب تہا لڑائی کے کسی کام کا نہ تہا - وہ اپنے سامان رسد کا سرانجام نہیں کر سکتا تہا اوسکا افسر پنچ ونت سنگہ تہا اور اسد علیخان اوسکا نائب دو مرہٹہ تہا کہ لفٹننٹ کرنیل اولڈہم صاحب چار پانچ ہزار لشکر لیکے آئے تہے اونسے ملنے تو وہ بہی وہی ٹاٹا گہری میں مل گیا - اب لارڈ کورنوالس صاحب اپریل کو بہر بنگلور میں آگئے - اگرچہ لشکر انگریزی کو یہہ کامیابیاں حاصل ہوئیں تہیں مگر پہر بہی اوسکا حال ایسا نہ تہا کہ ابہی گورنر جنرل ایک سخت جنگ عظیم کر سکتا رسد رسانی کا سامان نہایت ناقص تہا -

بار برداری کا سامان نہایت ابتر تہا مگر گورنر جنرل نے اپنی ہمت دلیرانہ اور جرأت بہادرانہ سے سرنگا پٹن کی طرف سفر اختیار کیا - لڑائی کے واسطے اسلئے جلدی و شتابی کی کہ کہیں فرانسیسوں کو ٹیپو سلطان اپنی حمایت کے لئے بلا نہ لیوے - کہ جسسے اور کام میں دشواریاں پیدا ہو جائیں سامان ضروری ساتہ لیا باقی بنگلور میں چہوڑا - افسروں کو بہی حکم تہا کہ جہانتک ہو سکے وہ بوجہہ زیادہ نہ لیں بغرض ۴ مئی ۱۷۹۱ء کو لشکر نے پہلی منزل طے کی - راہ میں جنگل دریا کہار نالے گڈہے بہت تہے - ادہمین جو پانی برسا تو چار دن چت ہو کر لیٹ گئے - اور مر گئے اور کہتے گئے بہت سا ذخیرہ اور اسباب کو اسلئے تلف کرنا پڑا کہ کوئی اونکا اوٹہانیوالا نہ تہا - سلطان ٹیپو نے بہی دشمنوں کی راہ کو ایسا ویران کر دیا تہا کہ سامان ضروری کسی طرح بہم ہی نہ ہو - کہیں آگ لگا دی - کہیں اناج کو دبا دیا - باشندوں کو کہدیا کہ اگر دشمن راہ بہولے تو کوئی بتلانیوالا نہ ملے - غرض یہہ سفر ایسے ملک میں تہا جہاں قضا و قدر نے اپنے ہاتہہ سے حادثہ عظیم پیدا کر کے انسان کا نام نہ رکہا ہو اور کوئی چیز جسپر انسان کی زندگی کا مدار ہو باقی نہ رکہی ہو - آخر کار تالاو میں جا کر کچہہ اناج ملا مگر اسکی کیا ہو سکتی تہی ہر شخص کو اپنی نصف خوراک کہانی پڑتی تہی سوا مئی ۱۷۹۱ء کو کاوری کے کنٹیرا میں خدا خدا کرکے لشکر پہونچا جب لشکر انگریزی ایسا پاس آیا تو ٹیپو سلطان کے دل میں ہراس آیا جب سے بنگلور فتح ہوا تہا اوسکو اندیشہ تہا کہ اب کی دفعہ اس دار السلطنت کی بہی خیر نہیں اسلئے اوسنے اپنے اہل و عیال اور دولت و مال کو جنگل درگ میں

سمجھا جاتا مگر اوسکی بابت منع کیا کہ اسی لشکر میں محمود ہمراہ ہین پیدا ہوگا پہر اوسکی بابت نظام کو خط لکھا کہ میری تحریر
سے جو گستاخی آپ کے خاندان کے ساتھ بعنفوان شباب مین کہ انسان کی طبیعت طغیانی میں اور غلیان قوت
غضبی کا موسم ہوتا ہی کی ہو معاف کرین - اکیا وڈر یوک ہی کی بات سنی کہ بازارون مین دیوارون پر انگریزون
کی تصویرین بیہودہ شکلون کی تعداد اونکی تذلیل و تحقیر کیلئے بنائی گئی تہین - اونکو سلطان نے حکم دیا کہ وہ سب
مٹا دی جاوین جو سلطان کی انگریزون سے نفرت کا نشان ہو رہے تھے - جب انگریزون کے اہل دار السلطنت
مین آئے تو دیکھا جاتا کہ سلطان نے اپنا دل بہلانے کیلئے بنوایا تہا جسمین ایک ٹیپو ہاتھی کے تلوے سے قیدیون کا
چہرہ دبا رہا تہا - ابتدا ہی سے ٹیپو ایسا ہی وحشی ان کو گرایا ہو کہ و بعض مر قیدیون کو مار ڈالا - غرض کہ
بنگلور کی قبضے اور سری رنگ پٹن پر حملہ ہونیکے خیال نے ٹیپو صاحب کو ہلا دیا تہا جو حرکت تہی وہ ایسی
تہی کہ جیسے انگریزی کو اپنے دار السلطنت سے چند میل پر کہیڑا کر دیکہا تو اپنی ہوش حواس درست
کرکے [illegible] اپنا لشکر انگریزی لشکر سے جس کے فاصلے پر ڈالا - ٹیپو سلطان اپنا آپ کو دیکھ چکا تہا کہ ایک جا جمع کر
انتظام [illegible] سے کو فائدہ اوسکو نہین حاصل ہوتا تہا جیسا کہ متفرق دستہ دستہ سپاہ کو لڑنے سے اوسکو
وہ جہانتک ممکن تہا ایسی لڑائی سے بچتا تہا - اب دریا طغیانی پر چڑہا ہوا تہا لارڈ کورنوالس جس ادہر دیکھ رہا
کہ دیکھنے کہ کونسا مقام دریا پار جانیکے لئے رہا ہوگا - اسمین یہہ خیال تہا کہ جنرل ایبرکرومبی بمبئی
سے لشکر لیکر پیری پٹم میں سری رنگ پٹن سے چالیس میل پر مغرب کی طرف پڑا ہین کیونکہ لشکر سے
شامل ہو - ان لشکرون کا ملنا ایک امر اہم تہا - اب انگریزی سپہ سالار کو معلوم ہوا کہ ٹیپو سلطان کا سا لشکر اور
اقامت گاہ اور سری رنگ پٹن کے درمیان پڑا ہی - بائین طرف دریائے کاویری ہی اور داہنی
طرف پہاڑون کی قطار ہی - اور زمین ساری کہائیون و ٹیلون سے بہری ہوئی ہی اور توپین جا بجا لگی ہوئی مین کہین
سامنے جانیکے لئے رستہ نہین - دریا اور پہاڑون کے درمیان کہین فاصلہ ڈیڑہ میل سے زیادہ نہین تہا غرض
یہہ مقام ایسا قلب تہا کہ اوسمین دشمن پر حملہ کرنا نہایت دشوار تہا اسلئے لارڈ کورنوالس نے چاہا کہ دشمن کے داہنی
طرف کو پہاڑون کی اوٹ کرکے دشمن کے عقب میں جا کے اور دشمن کا رستہ سری رنگ پٹن جانیکا
بالکل بند کر دیجئے - مگر رات کو وہ دہوان دہار مینہ برسا کہ لشکر کا قدم اوٹھانا مشکل کر دیا جب حکمت

اچانک کچھ سوار دکھائی دیا اور یہہ شبہ ہوا کہ ٹیپو کے سواران پہونچے۔ مگر پھر یہہ تحقیق ہوا کہ وہ مرہٹوں کے
سوار ہیں اور خوش خبری لائے ہیں کہ ہری پنت کا لشکر اور پرسرام بہاؤ کا لشکر بھی چلا آتے
ہیں۔ اگر مرہٹے دیر کرتے تو اس مہم میں انگریزوں کو ناکامی نہوتی بلکہ کامیابی ہوتی۔ اس وقت
انگریزی سررشتہ خبر رسانی کا نہایت خراب تہا۔ ٹیپو سلطان نے سررشتہ جاسوسی ایسی عمدہ طرح سے قائم
کیا تہا کہ انگریزی لشکر میں خبر کو جانے ہی نہیں دیتی تہی۔ ڈیڑہ سو میل پر جب جٹے تہے۔ انہوں نے متواتر
اپنے قریب آنیکی خبریں سوناسدون کے ہاتہہ بھیجی ہونگی مگر وہ سب راہ میں ٹیپو سلطان کی فوج نے روک لئے۔ اب اس انگریزی لشکر میں مرہٹوں کے آجانے سے ہل و بہت سامان آگیا اور سامان کی افراط
ہوگئی۔ مرہٹوں کا بازار کیا تہا ایک بنا بازار تہا۔ وہ کسی بڑے شہر کا نہایت عمدہ بازار معلوم ہوتا تہا۔ دنیا
کی چیزیں جنسیں سب میں موجود تہیں۔ ایک طرف الماس کے ڈہیر تو دوسری طرف کانچ کی چوڑیاں۔ ایک جانب
اگر کشمیری شال ہے تو دوسری جانب گڑ کے لوتڑا اور بچھونے پوشش موجود ہیں۔ کسی ایک طرف تمام انگریزی
اسباب کی دکانیں لگی ہوئی ہیں۔ سب اسباب ولایتی موجود ہے۔ ایک طرف صرافوں کی دکانوں پر
روپیوں کے ڈہیر لگے ہیں۔ سارے ہندوستان کے سکوں کی چہا چہن ہو رہی ہے۔ ادہر شرقی اسباب کی چمک مات کر تو
غارت کرو کے غنیمت نے دکہا رکہی تہی ادہر مغربی صنعت کی بہار تاجروں کی منفعت نے۔ بہیڑ بکری گائے
بیل مرغی اور کاٹہہ کی خشک مچہلیاں بہی موجود تہیں۔ انگریزوں کے لشکر کو جو سامان رسد مرہٹے بہم
پہونچاتے تو وہ بہت گران قیمت پر ان کے ہاتہہ فروخت کرتے۔ مگر اس قحط زدہ لشکر کو یہہ بہی غنیمت تہا
(۱۰) اپریل کو انگریزی لشکر ہولی ور درگ تیس میل پر پہونچا۔ یہہ قلعہ ایک پہاڑی پر
واقع تہا۔ ان شرائط پر قلعہ دار نے قلعہ حوالے کیا کہ لوگوں کے بچ کا مال نہ لوٹا جاوے اور مرہٹوں کی دست انگریزی
سے بچایا جاوے۔ غرض ان باشندوں نے مدور اکی سمت سفر کیا۔ انگریزی لشکر انکی حفاظت کیلئے ساتہہ
تہا اور وہ مدور اک تک ان کو بخیر و عافیت پہونچا دیا مگر کہیں مرہٹا لوٹنے والا نظر نہیں آتا تہا۔ سلطنت
ان مسافروں کے افسر نے انگریزی افسر سے کہا کہ آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں چلے جائیے ہم پہونچ جائینگے
مگر انگریزی افسر جسوقت ان کو چہوڑ کر چلا آیا دوسرے مرہٹوں نے ان غریبوں کے سارے کپڑے لتے اتروا لئے

[illegible]

اس قلعہ مین رئیس قیدی تہے عجب مصیبت مین تہے کوئی ایسی جگہ بند تہا کہ سیدہا کہڑا نہین ہوسکتا تہا
کسی کی بازو ایسے پیچہے بندہے ہوئے تہے کہ وہ بازو کو ہلا نہین سکتا تہا غرض اس قید سے ہر قیدی کا کوئی نہ
کوئی عضو بیکار ہوگیا تہا۔ اس قلعہ کی فصیل ڈہادی گئی اور سپاہ آگے چلی۔ اوسترا ڈروگ
ساونڈبروگ کی قلعہ دار مین آئی قلعہ دارون سے کہا گیا کہ قلعے حوالہ کرو مگر اونہون نے انکار کیا اونکو سر ہونا
بہی انگریزی لشکر نے مصلحت نہ جانا۔ ۱۱ جون کو لشکر بنگلور مین پہونچا لشکر کے پہلے پہونچنے سے
تیاریان دوسری مہم کی شروع ہوگئین تہین۔

پیشتر جب انگریزی لشکر سے ملگئے تہے تو انہون نے لارڈ کارنوالس سے کہا تہا کہ جب تک ہمارے روپیہ سے امداد
نہ ہوگی ہم میدان جنگ مین نہین ٹہر سکتے۔ پہر بارہ لاکہ روپیہ قرض لارڈ صاحب نے دیئے اور اسطرح دیگر
اگر کوئی اور افسر دیتا تو معلوم نہین کیا دا ابت والی اور سکوا آدمی ہاتہون لیتے چین کو چہا جاتے تہے۔
او مین ڈور اوتار کر او لنکار روپیہ مدراس مین ڈہال کر دیا گیا غرض انگریزون کا اس مہم مین بہت خطیر
خرچ ہو رہا تہا۔ اور مرہٹے باوجودیکہ غنیمت کے مال سے مالامال ہوتے تہے۔ مگر پہر بہی انگریزون سے روپیہ
اونکے دشمن سے لڑنیکے لئے مانگتے تہے اور لارڈ صاحب کو بغیر روپیہ دیئے کوئی اور چارہ نہ تہا۔ اب پرشرام بہاؤ
اپنی فوج اور انگریزی سپاہ بمبئی کی لیکر سیرا کی طرف روانہ ہوئے تاکہ شمال مغرب مین معرکہ آرائی اور جنگ کی
کرین۔ اور نظام کی سپاہ اسد علی کے ماتحت شمال مشرق کیطرف ہنگامہ کارزار گرم کرنے گئی۔ لارڈ کورنوالس
کی سپاہ سرنگاپٹن کے مالک وسط مین رہی تاکہ اپنے ملک کی حفاظت کرے اور دوسری مہم کے واسطے
سامان بہم پہونچائے۔ اور ایسے قلعے اور مقامات پر قبضہ کرے کہ جہان کہانے پینے اور سامان ضروری کا
ٹہکانے ہوسکتے ہے۔ مدراس سے سرنگاپٹن تک رستہ کہین بند نہ ہو جائے کہ جب دوسری دفعہ سرنگاپٹن
کو آئین تو قلت غلہ کی پہلی مصیبت سر پر نہ آئے۔

اول لارڈ کورنوالس نے اوسور کی جانب جنوب مشرق کی طرف لشکر کی باگ ڈہیلی جب لشکر اس
مقام کے قریب ہوا تو اہل قلعہ نے اپنے تئین حوالہ کر دیا قلعہ توڑوا دیا۔ مگر اہل قلعہ نے لکہنا نہین
لیکن پہلے گرفتار کین آگ دی جا او نکا حال معلوم ہوگیا تہا کہ یہ بہی مصیبت کر یہان قید ہوئے تہے

حیدر علی کے سامنے شہادت دلادی کہ وہ خوب شاہی بدن پر نیل پڑ گئے ہین۔ مگر مشرقی امرا کی شان مین
یہہ کہا گیا ہی کہ گاہی سلامی بہ تجند گاہی بدشنا خلعت دیتے۔ نہ کچہہ مہربانی کا قاعدہ ہی نہ نامہربانی کا
دستور ہے اکثر مہربانی اور نامہربانی دونو غلط ہوئی ہین۔ پہر لطف علی بیگ کے حال پر لطف ہوا۔
اور وہ وکیل بنکر قسطنطنیہ بہیجے گئے اور وہان سے سرنگاپٹن جانیکا ارادہ کیا مگر سلطان روم کی نظر
مین وہ کچہہ اچہا نہین اسلئے ایک پانچ برس بعد جیسے گئے تہے ویسے ہی آئے کچہہ کام بنا کر نلائے بیس لاکہہ روپیہ خرچ کرائے
اور کئی سوا اپنے ہمراہیون کو وباکے ہاتہہ سے منزل آخرت پر پہونچا آئے۔ اور ایک عجب سفرنامہ دفتر میسور مین
داخل کرنے کے لئے بنالائے۔ اب انہون نے اس قلعہ کو بہی حوالہ کر کے اپنے ہمیشہ کی ناکامیابیون کی تعداد
ایک کا عدد اور زیادہ کر دیا۔ میسور کی ریاست مین سب سے زیادہ مستحکم اور استوار یہہ قلعہ تہا جو انگریزون کو
یون ہاتہہ لگ گیا جب یہہ قلعہ فتح ہو گیا تو کرنل میکزویل کے ماتحت ایک دستہ سپاہ بارہ محال مین
بہیجا گیا یہان باقر صاحب جنکے باپ قلعہ دار دارکے میدان جنگ مین قتل ہو گئے تہی بڑی شورش
برپا کر رکہی تہی غرض اس سپاہ کے بہیجنے سے یہہ تہی کہ وہ اس ملک کو دشمنون سے صاف کر دی کہ سامان رسد
کی راہ مین کوئی خار راہ اور سنگ پا نہ رہی۔ یہہ قلعہ جلدی سے ہاتہہ آگیا اور باقر صاحب چلا گیا کرنل
صاحب کشن گڈہی پر متوجہ ہوئے تاکہ دشمن کی غارتگری کے واسطے کوئی کمین گاہ اور مامن نہ رہے
انگریزی لشکر نے حملہ کیا مگر بہت نقصان اوٹہا کر واپس آنا پڑا۔
میجر کوپیج صاحب کے یہہ کام سپرد ہوا تہا کہ ضلع کوانبتور مین قلعہ کوانبتور اور پالی گہاٹ کی
باحفاظت درست کرین اور انکو دشمنون کے ہاتہہ سے بچائین۔ کوانبتور کے قلعہ مین تو جان سے مقابلہ
کرنے کی تہی نہین اسلئے توپین اور تمام اسباب پالی گہاٹ مین میجر صاحب لیگئے لفٹنٹ شامرز کو
کوانبتور مین چہوڑ گئے۔ اونہون نے تین لمبی توپین پڑی ہوئی تہین انکو کام کا بنا کر قلعہ کوانبتور
پر چڑہا دین۔ اور پانچ سو گولی میجر صاحب کے چلتے دفعہ لے لئے۔ غرض اپنے نزدیک انہون نے ایسا سامان
کر لیا تہا کہ اگر قلعہ پر حملہ ہو تو چند روز اوسکا مقابلہ ہو سکے پہلے تو فقط یہہ خیال ہی تہا کہ دشمن کا
حملہ ہوا اب اوسکا وقوع بہی ہوا۔ دشمنون کے دو ہزار پیدلون اور بہت سے سوار اور آٹہہ توپون نے انگر

قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ یہان قلعہ مین ایک ہزار سپاہی تہے جنمین آدہے تو محاصرہ ہوتے ہی رفوچکر ہوئے۔
اور جو باقی رہے وہ مرکش تہے کہا نہین مانتے تہے۔ اب دشمن نے مورچے جماکر حملہ کیا **شامرز** صاحب نے جہانتک
شجاعت اور عالی ہمتی کا مقتضا تہا کئی ہفتے تک مقابلہ کیا **پالی گہاٹ** سے کمک بہیجی گئی۔ اتنے مین
قمر الدین خان ایک لشکر عظیم آٹھہ ہزار پیدل اور چودہ توپین اور چار ہزار سوار لیکر آن موجود ہوا۔ کوٹ پیچم
صاحب تین پلٹنین سپاہیون کی جنمین دو ہزار آدمی تہے اور دو گورون کی پلٹنین اور چہہ میدانی توپین لیکر محاصرین کے
دفع کرنے کے واسطے چلے **قمر الدین خان** نے صاحب کو روک دیا گو ایک دفعہ پہر اونسے شکست کہائی اور
وہ مجبور ہوکر پہر پالی گہاٹ کو چلے گئے اور **قمر الدین** نے پہر آکر کوئمبتور کا محاصرہ کرلیا قلعہ کے اندر **شامرز**
صاحب اور نبنیش جنت دونون ایک ہی دن زخمی ہوئے۔ اس محاصرہ کا بیان تاریخ مین لکہنے کے قابل نہ تہا اگر فقط
شامرز صاحب نے جس دلیری و دلاوری سے مقابلہ کیا اوسکے سبب سے وہ قابل بیان ہوگیا غرض صاحب نے لاچار
ہوکر اس شرط پر حوالہ کیا کہ وہ پالی گہاٹ پہنچا دئے جائین۔ مگر اس شرط کا ایفا نہ ہوا۔ اور یہہ عذر پیش
ہوا کہ سلطان کی منظوری اس شرط کے لئے نہ آئی تہی۔ سب قیدی بن کر **سری رنگ پٹن** گئے۔ **بنگلور**
اور **سری رنگ پٹن** کے درمیان سنگستان اور درختستان بنگلور کے پاس سے دریاء مدور تک پہیلا ہوا تہا
غرض یہہ ملک خود ہی انگریزی لشکر کی سد راہ تہا۔ اور پہر راہ مین قلعہ **ساون ڈرگ** اور غضب تہا
اس قلعہ کے سبب دشمن **سری رنگ پٹن** اور بنگلور کے درمیان آمد و رفت بند کرسکتا تہا جب لارڈ
کورنوالس نے بنجارون سے اناج کے سرانجام کرنے کے لئے کہا تو انہون نے کہا کہ اگر یہہ قلعہ دشمنون کے ہاتھہ
مین رہیگا تو ہم آگے اناج کے پہنچانیکا وعدہ نہین کرتے ہین اوسکا حصار آدہ میل اونچے پہاڑ پر
واقع تہا اور اسکے قاعدہ کا محیط آٹھہ میل تہا اور اوسکے گرد خارستان اور جنگل جہاڑی کوسون
تک تہا۔ پہر اوسکے گرد بانسون کی باڑ غرض ایک تودہ خود قلعہ خدا آفرین تہا۔ پہر اوسپر انسان کی
صنعت نے اور اوسکو مستحکم کردیا تہا۔ دیوارین فصیلین برج بارہ سب سخت تہے پہر پہاڑ کی حصون مین تقسیم
تہا بیچ مین اوسکے خلا تہا۔ اور چوٹی کے اوپر اوسکے ایک قلعہ بنا ہوا تہا۔ اگر حصہ زیرین دشمن لے بہی لے
تو حصہ بالا پناہ کے واسطے خوب تہا۔ غرض اوسکا ایسا دو مستحکم دستور قلعون کی برابر تہا۔ اگرچہ اس قلعہ کے

اسکا کام اسکی فتح سے انگریزوں کا جی چھڑواتا تھا۔ مگر انھوں نے اور مستحکم قلعے جنکو شش ولاد ہندوستانی
سمجھتے تھے۔ اور یہ جانتے تھے کہ آدمیوں سے وہ فتح نہیں ہونگے۔ البتہ دیو جن ملک تو فتح ہوں انگریزوں نے
انکو تسخیر کر لیا تھا اسی لئے اس قلعہ پر حملہ کرنے کے لئے جرأت ہوئی۔ اس قلعہ کی فتح کرنے کا کام
کرنیل سٹوورٹ کو سپرد ہوا سا ایک بردست توپخانہ اور دو پلٹنیں گوروں کی اور تین ہندوستانی جمعیت
انکے سپرد ہوئیں اور باقی سپاہ اسلئے مقرر کی گئی کہ وہ سب رستے سری رنگ پٹن کی طرف سپاہ کے
آنیکے بند کر دے۔ ۱۰ دسمبر ۱۷۹۱ء کو کرنیل صاحب بہادر تین میل پر نتال کی جانب خیمہ زن ہوئے انجنیروں
نے دیکھ بھال کر یہی تجویز کیا تھا کہ یہی جانب حملہ کرنیکے لئے اچھی ہے خیمہ گاہ سے پہاڑ تک توپوں کے
لیجانیکے لئے راہ بنانی سخت دشوار کام تھا بانسوں کے بڑے بڑے درخت جھاڑی اور خارستان سے
تمام راہ گھری ہوئی تھی اور اس محنت و مشقت پر آب و ہوا کی فساد کے سبب وبا کا اور اندیشہ تھا جب ٹیپو
سلطان نے یہ سنا کہ انگریزوں نے اوسکے فتح کا ارادہ کیا ہے۔ تو اوسنے اپنے نوکروں کو مبارکباد دی کہ
انگریزوں کی دیوانگی دیکھتے ہو کہ کس قلعے کو فتح کرنے گئے ہیں جسمیں قطعی اونکو شکست ہوگی۔ اور انکی
گوروں کی سپاہ تو بیماری اور وبا سے مرجائینگے اور آدھی سپاہ حملہ میں ماری جائینگے۔ مگر اس قلعہ
کا فتح کرنا تو انگریزوں کی فرزانگی تھی یا دیہہ خیال سلطان کا دیوانگی تھی۔ ۱۷ دسمبر کو مورچے ہزار اور
سات سو گز کے فاصلہ پر جا لگے پھر توپوں نے دہوئیں کی کالی گھٹا اوٹھائی اور زر تعلّون بجلی چمکائی
اور گولوں کا پہاڑ پر مینہ برسایا۔ گولوں کا اثر اس سبب کم ہوا کہ دیوار بڑے بڑے پتھروں کی بنی
ہوئی تھی اور نیچے کے پتھر اوسکے پہاڑ سے لوہے کی جوڑ سے جوڑے گئے تھے ۱۹ کو ایک اور توپخانہ اوپر لگایا گیا
اب ڈھائی سو گز کے قریب لگوا رکھے گئے تھے اور دیوار شق ہوگئی ۲۱ تاریخ حملہ کا حکم تھا دو بانسوں کے
درختوں کا گھن جو بہت بنا ہوا تھا گو دشواری پیش کرتا تھا اب اوسکے پاس پہنچانیکے واسطے ایک گلی بنائی گئی
ان درختوں کی آڑ میں اور پہاڑوں کی کھوؤں میں بنیلیں ایسے فاصلے پر کمین گاہ
بنایا گیا۔ لفٹنٹ کرنیل نسبٹ کو حکم ہوا کہ چار مختلف مقامات سے حملہ کریں گیارہ بجے پر حملہ ہوا اہل قلعہ
بھی پیچھے دشمنوں سے لڑنیکے لئے اوترے مگر جب دیکھا کہ لشکر دیوار کی دراڑوں سے اندر آگیا ہے تو

ہوش خطا ہوکر۔ اور یہہ اوپر چڑہ گئے۔ غرض شرقی پہاڑی تو فتح ہوئی۔ کرنیل مولنٹن صاحب بہی
پہاڑی فتح کرنے کے لیے مقرر ہوئی تہی اونہیں بڑی بڑی دقتیں پیش آئیں۔ مگر وہ سب آسان
ہوئیں اور یہہ قلعہ ایک گہنٹہ میں ہاتہہ آگیا۔ اور تمام دستانیں اوسکی متانت اور حصانت کی ختم
ہوگئیں اور پہر سننے میں نہ آئیں۔ انگریزوں کا ایک آدمی بہی نہیں مرا فقط ایک زخمی ہوا۔ سیاوندرگ
کا بہائی ایک دوسرا قلعہ اوتراڈرگ تہا جب قلعہ دار سے کہا کہ اسی میں خیریت ہے کہ قلعہ حوالہ کرد
تو اوسنے کہا کہ جب تک تم سری رنگ پٹن نہ لے لوگے میں یہہ قلعہ نہ دونگا۔ پہر اوسکے بہل منسات
کے ساتہہ کہا گیا اور علم صلح بہیجا گیا۔ جو افسر ساتہہ گیا تہا اوسکو اہل قلعہ نے پاس آنے کا اشارہ کیا
وہ ساتہہ گز کے قریب پہونچا تو اونپر بندوق سے گولیاں ماریں۔ افسر بچ گیا پہر اس قلعہ پر حملہ ہوا او
انگریزوں کی سنگینوں کے خوف سے دشمن پہاڑیوں سے گر گر مرگئے۔ ایک طرح کی موت سے بچے دوسرے
طرح کی موت میں پہنسے۔ آگ سے بچے پتہروں سے مرے۔ غرض انگریزوں کی ہیبت نے اس قلعہ کو آسانی
سے فتح کرا دیا۔ لارڈ کورنوالس کے لشکر نے تمام وہ قلعے جو کسی طرح سدراہ لشکر سری رنگ پٹن کے
جانے میں ہوتے اور سامان رسد کے بہم رسانی میں سنگ راہ بنتے فتح کر لئے۔ مدراس سے بہی لشکر اون پاس
آگیا۔ دشمن کے ملک سے بنجارے پچاس ہزار بیل اناج کے بہر کر ساتہہ ہوئے۔ ان بنجاروں نے وہ کام کیا جو
ایک لشکر عظیم بہی نہ کر سکتا تہا۔ اونکو قیمت اناج کی ٹیپو سلطان کے لشکر میں نہیں ملتی تہی اور حاکم اون پر
جبر اور قہر بہت کرتے تہے اسلئے وہ یہاں آگئے۔ یہہ بنجارے بہی جب اسباب لاد کر چلتے ہیں تو ایک لشکر معلوم
ہوتا ہے سب ہتیار بند ہوتے ہیں۔ کوئی حملہ کرے تو مارنے مرنے کو بہی موجود ہوتے ہیں۔ غرض اسی ملک کا
وحشیانہ پن ثابت ہوتا ہے کہ تاجر سپاہی بن کر اپنا اسباب کہیں لیجا سکتا تہا۔ اب نظام کی فوج
کا حال سنئے کہ گورم کونڈا کے محاصرہ میں مصروف تہے۔ توپخانہ نظام کا اس کام کا نہ تہا کہ اوس کے
حصہ زیریں کو فتح کرتا۔ اسلئے لورڈ کورنوالس نے توپیں اوسکے فتح کرنے کیلئے بہیجیں۔ غرض نظام کی
فوج سے جب تک کچہہ نہ ہوسکا۔ کپتان ریڈ صاحب انگریزی سپاہ لیکر نہ آئے۔ اونہوں نے دو روز کے عرصہ میں
قلعہ زیریں فتح کر دیا۔ بعد اس فتح کے نظام کا ایک بہاری لشکر مشیر الملک نظام لیکر آئے۔ وہ اپنا

سپاہ کا بڑا حصہ اور انگریزی سپاہ کو ساتھہ لیکر لارڈ کورنوالس کے لشکر مین چلے اور قلعہ زیرین کی
حفاظت کے واسطے تہوڑا سا لشکر چہوڑ گئے۔ مگر دسمبر ۱۷۹۱ع کو سلطان ٹیپو کا بڑا بیٹا کورم کونڈ مین بارہ
ہزار سوار اور پیدل لیکر آیا۔ اور اوسنے پہر انتظام کر لشکر سے یہہ قلعہ زیرین لے لیا اور سپاہ قلعہ بالا کی
کمک کے لئے چہوڑکر پہر سری رنگ پٹن کو چلا گیا۔
اب مرہٹون کے لشکر کا حال سنئے کہ جب لارڈ کورنوالس سے پرسرام بہاؤ اپنا لشکر لیکر رخصت ہوا۔
اور اپنے ساتھہ انگریزی سپاہ بہی کپتان لٹل کے ماتحت لیکر چلا تو قلعہ دوراور وگ پر پہونچا۔ بہاؤ
سمجہتا تہا کہ وہ آسانی سے فتح ہوگا۔ مگر بہاری پتہر نکا ہجوم کر چہوڑ دیا۔ کئی دفعہ حملہ کیا مگر ناکامیاب
رہا تو آگے سفر کیا اور چتل ڈروگ مین پہونچا۔ اس مقام کو دیکہا بہالا تو معلوم ہوا کہ وہ نہایت
مستحکم اور استوار ہے اور ہاتہہ آنا دشوار ہے اسلئے قلعہ دار کو بہلایا بہت کچہہ دینے کا وعدہ کیا۔ مگر قلعہ دار نے
اپنی ایمانداری کے سبب سے یا اسلئے کہ اوسکا سارا گہر بار سری رنگ پٹن مین تہا بہاؤ کے پیغام پر لعنت
بہیجی۔ بہاؤ کی عادت تہی کہ جب ایسے اوسکو مایوسیان ہوا کرتی تہین تو وہ لوٹ مار ہی کو غنیمت سمجہا کرتا تہا
کچہہ دنون علالت مزاج کے سبب سے توقف کیا اور پہر ۱۴ دسمبر ۱۷۹۱ع کو لشکر لیکر آگے بڑہا۔ اور ہولی اونور
پر پہنچا۔ اوسمین پانچ سو آدمی تہے مگر انہون نے مقابلہ مین ذرا بہی ہاتہہ پیر نہ ہلائے۔ اور بے دست و پا ہوکر
اپنے تئین کپتان لٹل اور لفٹنٹ مور کے حوالہ کر دیا۔ ان دونون صاحبون نے چاہا کہ مرہٹون کی لوٹ
سے یہہ قلعہ بچے۔ اسلئے دروازہ بند کر دیا۔ زینے بہی علحدہ کر دئے۔ مگر مرہٹے ایسے اوستاد تہے کہ کہین نہ
کہین سے ڈہب لگا کر قلعہ مین گہس آئے اور حشرات الارض کی طرح سب جگہہ پہیل گئے۔ کہ ان کو ایسا صاف
کیا کہ پہر زحمت جاروب کو جانہ رہی۔ اب انگریزون نے بہی اپنی سپاہ کو لوٹنے کا حکم دیدیا اسپر
بہاؤ نے انگریزی سپاہ کو حکم دیا کہ قلعہ سے باہر چلے آؤ۔ چونکہ سپاہ اوسکی زیر حکم تہی۔ اسلئے ناچار
سپاہ کو خالی ہاتہہ آنا پڑا۔ غرض جو شکار انگریزون نے کیا تہا اوسکو بہاؤ نے کہا لیا۔ اور اوسمین حصہ بہی نہ دیا
یہہ مرہٹون ہی کا کام تہا کہ دوسرے کے شکار پر اپنی تلوار چلائین۔ ایک بڑا گہرانا انگریزون کی حمایت
مین تہا۔ مگر اس رولے مین ایک نوجوان لڑکی کہ گم ہو جانے سے اوس گہر مین کہرام پڑ رہا تہا۔ ایک

انگریزی افسر نے اوس لڑکی کو تلاش کرکے گہر پہونچا دیا تو اسپر پورنیس نام بہاؤ نے اپنے لشکر اور انگریزی سپاہ پر بڑا افتخار کیا کہ یہہ کام نہایت نجابت اور اشرافت کا ہی اور تاکید کی کہ تمام سپاہ اور افسرون کو ہمیشہ عورتون کی ناموس اور عزت کا خیال رکہنا چاہئے۔ آئندہ اس حکم کی تعمیل سپاہ نے خوب کی۔ کبہی عورتون کی عصمت مین فرق نہین ڈالا۔ پہر یہہ لشکر جنوب مغرب کی سمت شمی گا پر پہونچا۔ ٹیپو سلطان نے اپنی سپاہ ضلع بیدنور مین جمع کر رکہی تہی۔ اور جس سمت سے یہہ سپاہ لیکر رضا صاحب یہان آگیا تہا۔ کوئی کہتا ہی کہ گیارہ ہزار سپاہ تہے کوئی کہتا ہی سات ہزار سپاہ تہے وہ ایک جنگل مین مقیم تہا دس توپین تہین اور یہہ ارادہ تہا کہ انگریزی اور مرہٹون کی لشکر پر قلعہ سے اور اس لشکر سے ایک ہی دفعہ لڑنا چاہئے۔ مگر جب یہہ مرہٹونکو معلوم ہوا تو ایک ہزار سپاہ انگریزی اور چار ہزار مرہٹون نے خود اوسپر حملہ کیا۔ مگر وہ ایک ایسے قلب مکان مین مقیم تہا کہ مرہٹونکو تو ایسی شکست ہوئی کہ پہر وہ دشمن کے آگے سامنے اتنی دیر بہی نہ ٹہرے جتنی دیر کوئی آگ لینے جاتا ہی سارا کام انگریزی لشکر کے سر پر آپڑا۔ کپتان لٹل نے بڑی دلاوری اور مردانگی سے میدان جنگ مین قدم جما کر دشمن کو پیچہے ہٹایا۔ اور تین توپین اوسکی چہین لین اور پانچ میل تک تعاقب کیا اور باقی سات توپین بہی لیلین اور رضا صاحب کے سارے لشکر کو پراگندہ اور پریشان کر دیا انگریزی لشکر دشمن کے مارنے مین مصروف تہا اور دشمن اپنی جان بچانے مین مارا مارا پہرتا تہا۔ مرہٹون کے دشمن کے خیمون کا صاف کرنیکے لئے ہر تکلف موجود تہے۔ اونکو سپاہ بیقدر ملگئی تہی کہ ایک عمدہ پستول دو روپیہ کو بکتا تہا۔ انگریزی ایکہزار لشکر نے اپنے سے دس گنے لشکر کو شکست دی اسلئے یہہ فتح بہی انگریزی تاریخ مین ایک کارنامہ گنا جاتا ہی۔ کپتان لٹل صاحب اسطرح رضا صاحب کی سپاہ کو تباہ کرکے قلعہ شمی گا کی تسخیر پر متوجہ ہوئے۔ توپین لگائی تہین کہ اہل قلعہ نے کہا کہ ہم مین قلعہ داری کی طاقت نہین ہے اپنے تئین حوالہ کرتے ہین۔ وہ مرہٹون کی دغابازی اور بدایمانی سے خوب واقف تہے اسلئے اونہون نے یہہ شرط پیش کی کہ ہم کو انگریز اپنی حمایت اور حفاظت مین رکہین۔ یہہ شرط قبول ہوئی جب تک انگریزون کا سایہ اونکے سر پر رہا سب بیسر عزت خوش و خرم رہے۔ مگر جونہین انگریز وہان سے ہٹے مرہٹے اونپر لوٹ کہسوٹ کے لئے ٹوٹ پڑے۔ پہر تو یہہ نوبت اونکی پہونچا دی کہ بڑی بڑی افسر اپنے گہر بیچ کر گذران کرتے تہے چہوٹے افسرونکو مرہٹے کہانا دیتے تہے مگر اونکے بیبیون کی بیٹیون کی چیخ کی آواز سنتے تہے ایسے ایسے معاملے

مرہٹوں کی انسانیت کا اندازہ کرلو۔
پورشرام بہاؤ کو لارڈ کورنوالس کے لشکر سے ملنا چاہئے تھا مگر اب وہ کپتان لٹل سے کہا کہ
بیدنور کو فتح کر دیجئے۔ مگر قمر الدین خان لشکر سلطانی لیکر آگیا تھا اور اوسنے شموگا کو دوبارہ لے لیا
اسلئے بہاؤ جی بہی کے ماری سیدہے لارڈ کورنوالس کی طرف چلا آیا سمجھ گئے کہ اور فتوحات سے کچھ
فائدہ نہیں حاصل ہوگا۔
(۱۱) اب ہم لشکر کورنوالس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ اوٹرادروگ میں [illegible]
نظام کے لشکر کا منتظر تھا جب طرح طرح سے ساز و سامان درست ہوگیا تو پہلے روز ہندوستانی امراء کو لشکر انگریزی
کی شان و شکوہ دکہائی گئی جسکو وہ دیکہہ کر متحیر ہوگئے مگر یہہ حیرت انکی ایسی تہی جیسی کہ بچوں کو ہوتی ہے
کبہی ایسا مرتب آراستہ و پیراستہ لشکر انگریزی پہلے نہ دیکہا تہا رسالہ ہاتھیوں پر سوار تہا انگریزی
جرنیل گہوڑوں کی پیٹھ پر تہے۔ ظاہر میں پستی اور بلندی کا فرق تہا مگر باطن میں حقیقت شناس سے
جانتے تہے کہ میدان جنگ میں گہوڑے کی پیٹ پر بیٹھنا کام آتا ہے اور ہاتھی پر چڑہنا حماقت بتلاتا
یہہ لشکر مرتب ہوکر اونکو یوں دکہایا گیا تہا اول تو ہاتھی خزانہ [illegible] کے پیچہے ساٹھہ ہزار بیل
بنجاروں کے اناج سے لدے ہوئے پھر تین سواری فیل [illegible] بہاری توپوں کی پھر پیادہ و [illegible] توپیں
اور سوار [illegible] یہہ لشکر نبولی ڈروک کو چلا۔ اور [illegible] میں مرتفع پہاڑی
جو سری رنگ پٹن کے سامنے شمال مشرق کی جانب ہے سارا لشکر کوہستان میں چہپ کر دار السلطنت
سے [illegible] ہوا۔ دریا کاویری [illegible] جزیرہ سری رنگ پٹن کے محاذی ایک بڑا قطعہ زمین تہا وہ باغات
اور جنگل سے بہرا تہا وہ گویا دار السلطنت کی [illegible] تہا۔ اوسمیں سوار کا گذر نہ تہا شمال کی جانب میں
ایک حال میں ٹیپو کی سپاہ تہی اوسمیں بہت سے [illegible] اور [illegible] ایک مورچہ بلندی پر تہا وہ نہایت
سخت تہا۔ اور بہت سی ایسی عمارتیں بنائیں تہیں کہ [illegible] وقت [illegible] بہت دیر
ہی ہو سکتی تہی۔ اور اسکے سامنے ایک لین [illegible] بہاری توپیں چہپی ہوئی لگی تہیں۔ قلعہ [illegible]
دوسری لین تہی۔ وہاں تین سو توپوں سے کم نہ لگی ہوئی ہونگی۔ لارڈ کورنوالس خود [illegible]

توپون کے دشمن کے تمام کامون کو خود دیکھنے گئی۔ بیدل در گروہ اوسکا دیکھکر رفیقون کی سیاہ رنگ رہ گئی کہ یہ انگریزی جنرل خود اسطرح بیخوف و خطر چلا گیا جیسے کوئی ادنی کپتان جاتا ہے۔ غرض ۵ کی شام کو جبکہ سارا لشکر لڑائی کے لئے تیار ہوا۔ ساڑے آٹھ بجے سفر کا حکم ہوا۔ چاندنی رات تھی سپاہ چپ چاپ چلتی تھی۔ لشکر کے تین حصے ہوئے۔ میسرہ مین دو گورون کی پلٹنین اور پانچ ہندوستانی پلٹنین تھین جنرل میڈوز اوسکے افسر تھے۔ قلب مین تین گورونکی پلٹنین اور پانچ ہندوستانی پلٹنین۔ اوسکے سپہ سالار لارڈ کورنوالس تھے۔ میمنہ مین ایک گورونکی پلٹن اور تین ہندوستانی پلٹنین کرنل میکسویل کے ماتحت تھین۔ ہر ایک لشکر کے ذمہ ایک کام متعلق تھا۔ سلطان ٹیپو بھی شام کا کھانا کھا کر سوار ہوا۔ اس حملہ کی خبر اوسکو چند دفعہ پہلے دی گئی تھی اول اوسکو یقین کرنے مین تامل ہوا۔ مگر آخر کو یقین ہوا۔ لڑائی پر وہ مستعد ہوا۔ ٹیپو نے بھی اپنی جلادت اور شجاعت کو دکھایا مگر وہ انگریزی شہامت اور صولت کے آگے پست ہوا۔ صبح ہوتے تک تمام مورچون پر انگریزون کا قبضہ ہوگیا۔ ۵۳۰ آدمی مقتول ہوئے اونمین ۳۶ افسر تھے۔ ٹیپو سلطان کے چار ہزار سپاہی ضائع ہوئے۔ غرض اٹھتالیس گھنٹے مین سری رنگاپٹن کا دو طرف سے محاصرہ ہوگیا اور دشمن کا لشکر شکست پاکر شکستہ خاطر ہوگیا اور انگریزی لشکر ظفر پاکر اور شیر دل ہوگیا۔ اب یادہ محاصرہ کی تیاریان ہونے لگین۔ مشرق کی طرف ایک بیشہ تھا اوسمین ایک باغ تھا جسمین حیدر علی کا مقبرہ تھا۔ درخت بڑے عالیشان تھے۔ اونپر انگریزون نے اپنے پیلے چڑھا رکھے تھے۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ وہی درخت کہ جنکے پہلو سے جو لوگ تنومند اور جنکے سایہ سے بہرہ مند ہوتے تھے آج اونہین کا شجر حیات کاٹنے کے لئے اونکی ٹہنی اور تنہ شہتیر کاٹ رہے تھے۔ ہر روز ہی انگریز اسی فکر و تدبیر مین تہے کہ شہر اور قلعہ کو فتح کرین۔ ٹیپو نے کوئی اپنی جیسی دلاوری نہین دکھائی سوا اسکے کہ بیفائدہ تفنگ و بندوق بادہوائی چھوڑتا رہا اور توپون پر بارود گولہ بیکار رائیگان کرتا رہا۔ اور اونکے دہوئین کو اپنی آنکھون کا پردہ بناتا رہا۔ کہ دشمن جو کام چاہین کرین اوسکو نظر نہ آئے۔ دشمنونکو نقصان پہنچانیکے لئے جو کام کیا وہ اونکے فائدہ کا ہوگیا۔

(۱۲) اب سلطان نے صلح کا ارادہ دل مین مصمم کر لیا۔ جان لیا کہ دشمنون سے لڑائی مین عہدہ برآ نہو سکونگا اگرچہ وہ ایسے پیغام مہینہ بہر سے لارڈ کورنوالس سے کر رہا تھا۔ مگر آخر کو جواب غصہ سے لارڈ صاحب نے یہہ دیا تھا

[illegible]

کرکو انگشور مین جو تم نے نقض عہد کرکے انگریز گرفتار کیے ہین اونکو بہیجدو تو مین اپنی سفارش صلح کے باب
مین مشورہ کرونگا۔ اب ٹیپو نے کپتان شامر اور ڈیش صاحب کو تیسری بار بلاکر پوچہا کہ تم لارڈ صاحب کے رشتہ دار ہو
اونہون نے جواب دیا نہین پہر پوچہا کہ کوئی جلیل القدر عہدہ رکہتے ہو اونہون نے کہا کہ نہین۔ غرض پوچہنے کی
یہہ تہی کہ اگر ایسا ہوگا تو زیادہ تر اونکا پاس خاطر ہوگا۔ پہر کپتان صاحب سے ٹیپو نے پوچہا کہ تم گورنر جنرل
سے ملاقات کر سکتے ہو اور کپتان صاحب نے کہا کہ ہان تو اونہون نے اپنا خط دیا اور دو شال اور پانچ سو روپیہ
دئے اور کہا کہ باقی اور سب بات تمہین سمجہا جائیگا تم جاکر میری طرف سے صلح اور آشتی کا معاملہ لارڈ صاحب کو
اور پہر کپتان شامر نے کہا کہ مین بسر و چشم یہہ خط لارڈ صاحب کے پاس پہونچا دونگا مگر اس سے زیادہ کسی امر
کام کی توقع مجہسے نہ رکہئے۔ ٹیپو سلطان نے کوئمبتور کے قیدیون کے باب مین یہہ عذر کیا کہ قمر الدین نے نقض
یہہ اقرار کیا تہا کہ مین سلطان سے سفارش کردونگا غرض ایسی باتون مین ٹیپو سلطان دوستانہ تہا۔
بات کا بتنگڑ بنا لیتا تہا۔ ان قیدیون کے ہاتہ اونسے صرف یہہ پیغام بہیجا کہ مجہے اجازت دیجئے کہ میرے وکیل انگریز
مصالحت کے باب مین گفتگو کرین۔ اب جبکہ یہہ پیغام صلح لیکر کپتان شامر اور ڈیش کو بہیجا ہے
اوسی روز ایک جتہا سوار دستہ سوارونکا لارڈ کورنوالس کے مارنیکے لیے روانہ کیا۔ یہہ سوار انگریزی لشکر مین
چلے آئے اور وہ لفظ سوار سمجہے گئے جب خیمون کے پاس آئے تو اونہون نے ایک توپچی سے پوچہا کہ بڑا صاحب
کہان ہے۔ اونسے اپنی بڑی صاحب جنرل ڈف کے خیمہ کو بتادیا۔ وہ اس خیمہ کی طرف لپکے اور یہہ سمجہکر لارڈ
کورنوالس یہی ہین پہر رستہ مین جو دو چار آدمی ملے تو اونہون نے مار ڈالے۔ آخر مین ناکام اپنا قتل ہونا
بہتر یقین سمجہا۔ ہندو مورخ لکہتا ہے کہ بہت دنون تک سلطان ٹیپو کا یہہ ارادہ [illegible]
خالی نہ تہا۔ اس سبب سے لارڈ کورنوالس کو اپنی جان کی اور زیادہ حفاظت کرنی پڑی۔ پہلے بہی ایک
دفعہ ٹیپو سلطان کے لشکر کے تین سوار ایسے شب کشتی مین بدمستی [illegible] اونہون نے لارڈ کے مارنیکا
قصد کیا تہا۔ اب ۱۶ فروری ۱۷۹۲ء جنرل ابرکرومبی بہی اپنا لشکر لیکر لارڈ کورنوالس سے
آن ملے۔ اور محاصرہ سرنگاپٹن مین سرگرمی ہوگئی۔ اسمین کی دشوار گزاری اس لشکر کو بہت محنت
اور مشقت اٹہانی پڑی سو لارڈ کورنوالس نے ٹیپو سلطان کو اجازت دیدی کہ وہ اپنے وکیلون کو صلح کو

ان ہنگاموں کے سبب سے انگریزوں کی طرف سے آمادگی اسباب محاصرہ کی تدبیر میں کوئی تقصیر نہیں ہوتی تہی اور ٹیپو سلطان
کی طرف سے اپنی حراست و حفاظت میں کوئی بات فروگذاشت نہ ہوتی تہی قلعہ کی شکل مثلث کی سی
تہی اور اوسکے دو ضلعوں کی طرف دریا کی دو شاخیں بہتی تہیں تیسرا ضلع جزیرہ کی طرف تہا۔ وہ برج
اور بارہ دری بہت درست تہا۔ اوسکے گرد خشتی فصیلیں بہت چوڑی تہیں اور ایک دوسرے سے بڑا فصل رکہتی
تہیں اور اون پر بہت کچہہ عمارتیں دشمنوں کے روکنے کے لئے بنی ہوئیں تہیں۔ ایک گہری خندق اوسکے
گرد تہی اور اوس پر تختوں کے پل لگے ہوئے تہے کہ جب چاہو لگا لو جب چاہو کہینچ لو غرض قلعہ کی سنوار
اور صفائی میں اہل یورپ کی تمام صنعت ٹیپو سلطان نے خرچ کرائی تہی۔ مگر اب ہی لوگ جنہوں نے
اوسکو مضبوط بنایا تہا اوسکے ڈہانیکے لئے آمادہ تہے۔ اور اوسکی ضعیف پہلوؤں کو جانتے تہے پہلے یہہ
تجویز ہوئی کہ حملہ جزیرہ کی اس جانب پر کیا جاوے۔ مگر یہہ صلاح ٹہری کہ دریا پار ہو کر جانب ضعیف پر حملہ کرنا
چاہیئے۔ یہاں خندق بہاڑ کو کہود کر بنائی گئی تہی وہ خشک تہی۔ گو اسطرف دریا حائل تہا۔ مگر
اوس پر عبور کرنا کچہہ مشکل نہ سمجہا گیا۔ سپاہ انگریزی کو یورا الیقین تہا کہ اب ہم قلعہ کو لئے لیتے ہیں۔ اب ٹیپو سلطان
کی ہر دم پاس بڑہتی جاتی تہی اور پہر ان دشمنوں کے ہٹانیکی امید گہٹتی جاتی تہی۔ ایک نہر کے پانی سے
انگریزی لشکر فیضیاب ہوتا تہا اوسکے پانی کو بند کرنا چاہا مگر انگریزونکو اوسکی خبر ہو گئی اور اونہوں نے
اوسکا علاج کر لیا۔ ۲۲ فروری کو جنرل ابیرکرومبی بہی اپنے مقام سے آگے بڑہ کر حملہ آوری کے کاموں
میں شریک ہو گئے ٹیپو سلطان نے انگریزی مورچے ہٹانے کے واسطے سپاہ بہیجی مگر اوسکو شکست ہوئی۔
یہاں سب کا چلنا درست ہو گیا۔ بہٹیاں گولیوں کے ڈہالنے کی بن گئیں۔ بہت بڑی توپیں موجود
قائم ہو گئیں۔ پہلے حملہ کرنے سے یہہ ضرور تہا کہ شہر پر گولوں کا مینہہ برسانا چاہئے۔ شہر کے اندر تمام مکان
چوبی اور کاہی تہے۔ وہ گولوں کی آگ سے جلکر شہر کو خوب روشن کر سکتے تہے۔ اور اہل شہر میں کہلبلی ڈال
سکتے۔ اب دشمن کی حیرانی اور پریشانی کو اور زیادہ کرنے کے لئے پرشرام بہاؤ کا لشکر اور کپتان
لٹل کا دستہ سپاہ آگیا تہا۔ اور میجر کوپ نے بہی اپنی سپاہ لیکر کوابشور سے چلے آئے۔ ان دستوں
کی سپاہ سے انگریزی لشکر کو یہہ بڑا فائدہ تہا کہ سامان کہانے پینے کا بافراط میسر ہو جاتا تہا غرض انگریزی

جسوقت یہہ سمجھنے لگے کہ ہم نے سری رنگ پٹن لے ہی لیا ہے تو ۲۴ فروری ۱۷۹۲ء کو ایکبیک یہہ حکم
تمام مورچون پر آیا کہ جو تیاریان حملہ کرنے کی ہو رہی تہین وہ سب موقوف کی جاوین سب یہہ سنکر
حیران تہے کہ دفعتہ کیا تہا کیا ہو گیا مگر یہہ حیرانی رفع ہو گئی جب یہہ معلوم ہوا کہ صلح کی گفتگو کئی روز سے
ہو رہی تہی ۲۴ فروری کو وہ ختم ہو گئی اور ٹیپو سلطان نے بہی شرائط صلح کو منظور کر لیا۔ اسوقت نظام اور
مرہٹون کے افسرون کے دلون پر لارڈ کورنوالس کا رعب ایسا چہا گیا تہا کہ انہون نے صلح مین کچہہ
چون و چرا نہ کی اور اوسکے رای پر سارا معاملہ چہوڑ دیا کہ جو چاہے سیاہ سفید کرے۔ ان پانچ شرائط پر صلح
ہو گئی۔ اول لڑائی سے پہلے جس ملک کا سلطان ٹیپو قابض تہا اوسمین سے آدہا بحق فتح کنندون کے
ملک کو متصل جدا کر دے۔ دوم ٹیپو سلطان تین کرور تیس لاکہ روپیہ بطور تاوان ادا کرے کہ آدہا تو
ابہی دیدے اور آدہا تین قسطون مین یا چار مہینے کے فصل سے ادا کرے۔ اگرچہ اول چہہ کروڑ روپیہ
اوس سے طلب ہوا تہا مگر وکیلون نے قسم کہا کر عرض کیا کہ ہمارے آقا مین اسقدر روپیہ دینے کی استطاعت نہین
سوم انگریزون نظام مرہٹون اور ٹیپو ان چارون کے جن آدمیون کو حیدر علی کے زمانہ سے قید کیا تہا
وہ سب چہوڑ دئے جاوین۔ چہارم شرائط صلح کے ایفا کے واسطے سلطان کے دو بیٹے اول مین دئے جاوین
پنجم جب یہہ دو بیٹے اول مین آوین تو صلحنامہ کہ ٹیپو سلطان کے دستخط کر کے بہیجا جاوین اور اوسکا
نقل تینون نظام مرہٹون انگریزون پاس بہیجدین۔ اور تمام مرفاش جو جنگ کے قائم ہوئے موقوف
کئے جاوین اور ہمیشہ کے لئے اتحاد اور وداد اور مصالحت و مودت قائم کی جاوے۔ سلطان نے جامع مسجد مین اپنے
ارکین سلطنت کو بلا کر اور قرآن شریف کو آگے رکہکر اونسے کہا جو مین سوال کرون اوسکا جواب
نیک نامی اور ایمانداری اور تصدیق سے ہی قرآن پر ہاتہ رکہکر دینا۔ اور شرائط صلح کو سنایا اور پہر یہہ
سوال کیا کہ مین لڑون یا صلح کرون۔ اسپر تمام ارکین سلطنت نے کہا کہ ہم حضور کے بندہ فرمان ہین۔
جان مال سب سلطان پر قربان ہے مگر سپاہ افسردہ خاطر و شکستہ دل ہو رہی ہے۔ اس سے کچہہ بہروسا
اور اعتبار نہین ہو سکتا ہے۔ اب سلطان نے بہی دیکہا کہ وہ لوگ سنان جیسے تمام امیدین نا امید
ہو گئین۔ تو اوسنے صلحنامہ پر دستخط کر کے لارڈ کورنوالس پاس بہیجدیا۔ اور لڑکون کے بہیجنے کے لئے کچہہ

مہلت مانگی جسکو لارڈ صاحب نے اپنی جبلی دریا دلی کے سبب دیدی۔ شاید ساری عمر میں ٹیپو سلطان کے
اہلکین کو یہ اتفاق نہ ہوا ہوگا کہ ایسی خودپرست اور خود رائے زبردست آقا کے سامنے خوشامد پر صداقت کو
ترجیح دیں۔ یہہ پہلی ہی دفعہ تھی جس میں انہوں نے سلطان سے انگریزوں کے خوف کے مارے سچی بات کہی اور تملق
کی بات نہیں کہی۔ لارڈ کورنوالس نے اپنی مروت اور رعایت کو سلطان کے ساتھ دکھایا مگر اسکی عوض میں
دشمن کی طرف سے سوا مخاصمت کے کچھہ نہ پایا۔ باوجودیکہ صلحنامہ پہنچ گیا مگر پہر بھی کئی گھنٹے تک سختی
ساتھ سلطان کے لشکر سے گولے اور گولیاں آتی رہیں اور ایک افسر کئی سپاہی زخمی ہوئے سلطان
کی وحشیانہ حرکت سے سبب تھی کہ لوگوں کو جتلائے کہ یہہ صلح جو ہوئی ہے تو فقط اس سبب سے کہ
میں نے بڑی دلاوری اور سلطنت کی حفاظت کی خوبی سے کی ہے کہ دشمن مجبور ہو کر صلح کا خواہاں ہے۔ اب
انگریزی سلطنت کی تہذیب اور شائستگی دیکھو کہ باوجود تمام سامان مہیا ہو سکنے اور قلعہ و شہر کے لینے کی
قدرت کے گورنر کے حکم کے ساتھ ہی سب سپاہیوں نے خالی بندوق تک دشمن کی طرف نہیں چھوڑی۔ لارڈ کورنوالس نے
حکم میں یہہ فقرہ بھی تحریر فرما دیا تھا کہ مجھے اس بات کے بیان کرنے کی جو انگریزوں کے آگے ضرورت نہیں ہے
کہ مردان دلاور جب کہ میدان جنگ میں اپنی شجاعت شعاری دکھانے کو فرض جانتے ہیں ویسی
بعد فتح و ظفر کے اعتدال سے باہر قدم رکھنے کو برا جانتے ہیں۔ یہاں تک کہ دشمن مغلوب کے سامنے ایک لفظ
بھی طعن اور طنز کا زبان سے کنایتہً یا صراحتہً نہیں نکالتے ہیں۔ ۲۶ فروری ۱۷۹۲ء کو جو تہی شرط صلحنامہ
کا ایفا ہوا۔ ایک بیٹا ٹیپو سلطان کا تین برس کا تھا وہ میدان میں لڑائیاں لڑ چکا تھا۔ باقی دو بیٹوں میں
ایک دس برس کا اور دوسرا آٹھ برس کا تھا یہہ دونوں اسطرح اول میں آکر ہر ایک ہاتھی پر سوار تھا۔ ہاتھیوں
پر جھولیں زرق برق کی پڑی ہوئی جواہرات اور زر جھلک رہے تھے۔ میسور کے وکیل صاحب فیل بنے اور انکے
ساتھ بہت سے چوبدار اور سونٹہ بردار چاندی سونے کی چوبیں اور سونٹے لیے ہوئے اور دو سو پیادہ اور سو
سوار اردلی میں تھے۔ ایک ازدحام خلقت کا اونکے گرد تھا سلطان خود فصیل پر حسرت کی نگاہ سے اپنے
ان لخت جگر کو دیکھ رہا تھا۔ لڑکے سوار ہوئے تو قلعے سے توپیں سلامی کی چھوٹیں۔ جب وہ انگریزی خیموں
کے نزدیک پہونچے ہیں تو وہاں بھی اکیس توپیں سلامی کی سر ہوئیں اور جس سپاہ انگریزی میں اونکا

گذر ہوا اوسنے سلامی اوتاری - اور نظام اور مرہٹون کے وکیل اور مسٹر جان کناوی ایجنٹ گورنر جنرل
استقبال کے واسطے آئی اور اونکو اون خیمون پر لائے جو اونکے واسطے تجویز ہوئی تہی - پہر یہان خیمہ
گورنری مین گئے - گورنر جنرل اور اوسکے بڑے بڑے افسر خیمے سے باہر جب لڑکے آتے ہی اوتر کر لینے آئے
اور لارڈ صاحب دونو کا ہاتھ ہاتھ مین ہاتھ دیکر خیمے کے اندر لیگئے - وکیل نے گورنر جنرل سے عرض کیا کہ آج
صبح تک یہہ ہمارے سلطان کے بیٹے تہے مگر اب اونکا حال بدل گیا اب حضور انکے باپ ہین - پہر گورنر جنرل نے
وکیل سے ارشاد فرمایا کہ اونکے ساتھ ایسا سلوک کیا جائیگا کہ اونکو یہہ معلوم ہوگا کہ ہم باپ سے جدا ہوئے
اس بات کے سنتے ہی لڑکون کا چہرہ بشاش ہوگیا - پہر لارڈ صاحب نے اونکو سونے کی گہڑیان دین جنکو وہ
دیکھکر بڑے خوش ہوئے - انگریز دلکوان دونو شاہزادون پر خصوصاً چہوٹے شاہزادہ پر رحم آتا تہا کیونکہ اوسکی
ما اس صدمہ سے کہ ٹیپو سلطان کے دوسرے لین پر حملہ ہوا تہا مر گئی تہی - غرض ان شاہزادون کی ایسی
خاطر داری ہوئی کہ سلطان نے اس خوشی کی اکیس ۲۱ توپین سر کین - اب ایک گورنر دیہہ ہی سلطان نے
بہیجدیا - ملک کی تقسیم مین جہگڑے شروع ہوئے - وکیل نے عرض کیا کہ جنت اضلاع کے کاغذات انگریزی کے
تلف ہوگئے - اور اونکی جگہ اوسکا کاغذات پیش کیے جنمین اون اضلاع کی آمدنی کو بڑہاکر لکہا جو دی گئی جاتی
اور اونکے اضلاع کی آمدنی کو کم کرکے لکہا جو سلطان کے پاس تہے - اسکے جواب مین کاغذات نظام اور
مرہٹون کے وکیلون نے بنائے کہ جنمین حساب بالکل برعکس دیا - بہ غلط ہی جہگڑا نہ تہا بلکہ سلطان کے
سکہ کی قیمت کی بابت مین قضیہ شروع ہوا - اوسکے سکہ کی قیمت قانون سرکاری کے موافق ٹہری اور
اوسکے مطابق مطالبہ ہوا - اب اسپر وکیل نے کہا کہ یہہ قیمت وہ ہے جو خزانہ سلطانی مین داخل ہونے
کے وقت ہوتی تہی - مگر جب وہ یہہ خزانہ سے نکلتا تہا تو وہ سکہ کا نرخ سلطان کے حق مین فائدہ مند ہوتا تہا -
غرض نظام اور مرہٹون کے وکیلون نے یہہ فیصلہ کیا کہ روپیہ کا وہ نرخ لگایا جاے جو سلطان ٹیپو اپنے عرض
مین کہ اپنی رعایا کو دیتا تہا لیتے وقت لگایا کرتا تہا فیصلہ آخر یہہ ٹہرا کہ سکہ کا اوسط نرخ لگایا جاے
آدہا فائدہ ادہر آیا اور آدہا ادہر گیا - اور اسی طور پر تقسیم اضلاع مین فیصلہ ہوگیا - اب اس تقسیم مین بعد
انفصال یہہ جہگڑا مشکل آپڑا کہ انگریزون نے کورگ کا ضلع مانگا وہ پہاڑون مین واقع تہا آمدنی اوسکی

چندان نتہی۔ وہان کے باشندے ہندو تہے اور اونکی عادتین ملیبار کے نائرون کی سی تہین۔ وہ جنگجو اور
پرخاش خو ہوتے تہے کسی غیر کی عملداری کو پسند نہین کرتے تہے حیدر علی نے اونکو مطیع کیا تو کئی دفعہ
اونہون نے حرکت مذبوحی سلطان کی جبری کرنے سے نکل جانیکے واسطے کی مگر نہ نکل سکے۔ راجہ وہانکا
نوجوان سلطان کی قید مین تہا کہ وہ بہاگ گیا اور اونسے بہت سے آدمی اپنے پاس جمع کیے اور فتنہ
و فساد کہڑا کرکے اپنی حیثیت اور ریاست کی صورت اچہی کی۔ اب جو جنرل ایبرکرومبی کا لشکر آتا تہا تو
اوسکو اپنی ریاست مین راہ دی اور سامان رسد و ضروریات کا اچہی طرح سرانجام کیا۔ خبر رسانی اور
جو امداد کہ اوسکی قدرت مین تہی وہ انگریزونکی کی۔ ان حسن خدمات کے سبب سے وہ مستحق تہا کہ انگریز اوسکے
سر پر ہاتہہ رکہین اور انگریزی گورنمنٹ کا اعزاز اور احتشام کا مقتضا بہی اسی مین تہا کہ کورگ
اس راجہ کو دلا دین۔

ان وجوہات کے سبب سے جب سلطان ٹیپو سے کہا گیا کہ کورگ بہی حوالے کیجیے تو وہ غصہ کے مارے اپنے جامہ سے باہر
ہوگیا۔ اوسنے کہا کہ کیا کورگ انگریزون کے ملک کے پاس ہے کسواسطے وہ اوسکو مانگتے ہین۔ وہ تو
سری رنگ پٹن کی فتح باب کی کنجی ہے۔ دشمن میرے بہالکو خوب جانتے تہے کہ مجہے قلعہ کرد ڈرون
مین مرنا منظور ہوتا اگر کورگ دینا منظور ہوتا۔ اب سپرکے کون اور خزانون کو دغا سے لیا ہے صلحنامہ
مین کورگ کا نہ ذکر ہونا غفلت سے خالی نہ تہا اسلیے کہ یہہ وہ مقام ہے جہان سے سلطان کی پیش قدمی اور
دست یازی کے روک جا رو نظر ہو سکتی تہی یہی مقام تہا جہان کے راجہ نے کیسی حسن خدمات کین تہین
اب اوسکے لینے پر اڑ نہ سکے نہ دینے پر ایسا اصرار ہوا کہ پہر لڑائیون کی تیاریان ہونے لگین اور وہی روز
اول پہر آن موجود ہوا تہا۔ اب انگریزون کو یہہ دقت پیش آئی کہ بہت کچہہ سامان جو قلعہ کے لینے کے
لیے جمع کیا تہا وہ اس توقف کے سبب سے خراب ہوگیا تہا۔ دوسرے بیماری نے انگریزی لشکر مین بہر پہیلا رکہے
تہے سوا اسکے اور طرف سے بہی اندیشے تہے جو رئیس صاحب اخلاص اوسوقت تہے اونکی وفاداری پر
اعتماد نہ تہا سپند سپاہی انگریزونسے صاف نہ تہا غرض یہہ سب اسباب ایسے جمع ہو گئے تہے کہ انگریزی
لشکر کا زور روز بروز کم ہوتا جاتا تہا۔ اور مشکلات بڑہتی جاتی تہین جب سلطان نے کورگ کے

دینے سے انکار کر دیا۔ بہاؤ کے لشکر نے غارتگری بھی اپنی شروع کر دی کچھ اونٹ اور مویشی دشمن کے
چھین لئے۔ اور انگریزون نے شاہزادونکو مطلع کیا کہ اونکے کرناٹک بھیجنے کی مرضی ہے اونکے ملازمون
کے ہتیار لے لئے گئے۔ غرض کیا وہ شاہزادہ بہر اب قیدی ہو گئے اور اونکا سفر بھی کرناٹک کی طرف
شروع ہوا۔ مگر ان لڑکون کا اسے ذرا تغیر حال نہوا۔ وکیل نے لاچار اگر کہا کہ حضور ایک ورق کا اور
اپنے حکم کو اجرا مین فرماوین۔ ۱۹ مارچ کو رسم صلحنامہ بھی کی ان شاہزادون نے ادا کی سلطان ٹیپو
ملک کی آمدنی دو کرور بیالیس لاکھ روپیہ کی تہی جسکا نصف تین اتحادیون مین تقسیم ہوا اور
ساڑہے اونتالیس لاکھ روپیہ کا ملک ہر ایک کے حصہ مین آیا اور اس سبب سے مرہٹون کا ملک سرحد
تنگبہدرا سے لگ گئی جو تیرہ برس پیشتر ہی تہا اور نظام علی کا جو ملک اس دریا کے شمال کی طرف ہاتہہ
نکل گیا تہا وہ حاصل ہو گیا اور اوسکے صوبہ مین کرپا ہاتہہ لگا۔ انگریزون کے حصے مین یہ علاقے
آئے ملیبار۔ کورگ۔ ڈنڈی گل بارامحال ان علاقون سے سرکار کمپنی کی عملداری کو بڑی
تقویت حاصل ہوئی۔ اور یہ علاقے انہیں مل گئے۔ سپہ سالار نے سپاہ کی محنت شعاری و نیک
اعمال پر نظر کر کے چہہ مہینہ کا بہتہ اون روپیہ سے دیا جو سلطان سے ہاتہ آیا تہا۔ اور صاحب و جنرل
میڈوز نے غریب پروری کی کہ اپنا حصہ غریب سپاہیون کو دیدیا۔ ایک کمیٹی مقرر ہوا تہا اوس
کمیٹی مین سات ممبر شاہی و بمبئی و مدراس و بنگال سپاہ کی طرف سے مقرر ہوئے تہے جنہون نے
غنیمت کے مال کو اچہی طرح تقسیم کر دیا۔ ہر قوم کی عادت مین یہہ امر داخل ہے کہ جس دشمن کو وہ
سے خوف کہاتے ہین اوسکے ساتہہ تمام دنیا کی برائیان منسوب کرتی ہے اور اوسکی خوبیون کے دیکہنے مین
آنکہین بند کر لیتی ہے اور برائیون کے دیکہنے مین خوردبین کا شیشہ آنکہون پر لگا لیتے ہین۔ یہہ خباثت
تمام خباثت انسانی مین بدتر ہے۔ اگر اور قومون مین اسکا ظہور ہو تو تعجب نہین ہوا کیونکہ تعلیم و تربیت
و تہذیب کے زیور سے وہ عاری ہین وہ اس خبث کو نہین روک سکتے مگر جب اسکا ظہور انگریزی قوم
مین افراط کے ساتہہ ہوتا ہے تو نہایت تعجب ہوتا ہے اونکی ترتیب تعلیم و تہذیب اسکی مقتضی نہین ہے
کہ وہ سلطان ٹیپو مین تمام جہان کی برائیان ناحق لگا دین کوئی اوسکو یہہ کہے کہ وہ رکہتا تہا

سوچ جانی دیا۔ اب اس لڑائی کے انجام پر جسکے لیے زبان پر سو دو بار نظر ڈالین تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ انگریزونکو نفع تو یہہ
ہوا کہ سلطان ٹیپو کا غلو جسے جانے نے اوسکو صلح جو بنا دیا اور آئندہ لڑائی کی صورت مین اوسکا خوف جاتا رہا
مگر یہہ امر خیالی تہا۔ تجربہ نے دکہا دیا کہ اس لڑائی نے سلطان کو ایسا ضعیف نہین کیا۔ کہ وہ اپنی پرخاش
خوئی کو صلح جوئی سے بدلتا اور انگریزون کے دلون سے اپنا خوف گہٹوا دیتا۔ دوسرا فائدہ یہہ تہا کہ ایک نیا ملک ہاتہہ
آیا۔ لیکن اگر خرچ جنگ کا خیال کیجئے تو اوسکا سود اس ملک کی آمدنی سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس ملک کا زیادہ کرنا
بالکل پارلیمینٹ کے قانون کے خلاف تہا کیونکہ لارڈ کورنوالس کو سخت ممانعت کی گئی تہی کہ وہ کبھی زمین کیلیے
لڑائی بہڑائی نکرے۔ مگر اسپر بہی پارلیمینٹ نے اور ساری قوم نے اس کام کی واہ واہ کی۔ گو ایک گروہ وہ بہی
ایسا تہا کہ اس توسیع ممالک سے بہت گہبراتا تہا۔ اور اس کام کو لارڈ کورنوالس کے اچہا نہ سمجہتا تہا

(۱۳۳) سرنگا پٹن کے گرد انگریزی لشکر مین وبا پہیل رہی تہی اسلیے لارڈ کورنوالس نے
جلدی سے کیمپ توڑ دیا اور وہ خود ۱۷۹۲ء مین مدراس مین آئے اور جولائی مین بنگال مین
پہونچے جب یہہ لشکر چلا گیا تو سلطان ٹیپو نے اپنے ملازمان عالی قدر کو بلا کر کہا کہ تین کروڑ تیس لاکہ
روپیہ جو حفاظت کی قیمت مین دیا گیا اوسکا سرانجام تمام سپاہ اور رعایا کے ذمہ ہے۔ ایک کروڑ دس لاکہہ
روپیہ یعنی ایک تہائی سلطان ہونیکے سبب سے مین دیتا ہون۔ ساٹہہ لاکہہ روپیہ سپاہ دے اور باقی ۱
کروڑ ساٹہہ لاکہہ روپیہ اہل قلم اور باشندے دین غرض اس حساب کے موافق فہرست تیار ہوئی۔ کئی
برس کے بعد بہی ساٹہہ لاکہہ روپیہ اس مد کی بابت باقی تہا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رعایا کو یہہ روپیہ دینا
شاق گذرا ہوگا۔ اب آگے اسکے مجمل حال یہہ ہے کہ دو برس کے آخر مین دونو شاہزادے سلطان پاس
بہیجے گئے۔ کپتان دوٹن انکے ہمراہ تہے۔ سلطان ٹیپو کو اپنی نفرت دلی کے سبب سے اسمین تامل تہا
کہ مین کپتان صاحب کو اپنے سامنے بلاؤن یا نہین۔ سپر اوسکے مصاحبون نے عرض کیا کہ آپ اس نفرت
قلبی کو مخفی رکہئے اور دلی سے ظاہری طاہر کیجئے۔ غرض اوسنے کپتان صاحب کو بلایا اور انکی بڑی
خاطرداری کی۔ یہہ لڑائی لارڈ کورنوالس کا ایک بڑا کارنامہ ہے اور دوسرا یہہ ہے کہ اونہوں نے فرانسیسیون
کے تمام علاقون پر قبضہ کر لیا۔ اور یون تمام میسور کے جہگڑے دبا دیا۔ فرانس مین انقلاب عظیم ہونیسے تمام

یوروپ مین زلزلہ پڑ رہا تہا۔ اور نپولین بوناپارٹ کا ارادہ تہا کہ ساری دنیا کی تخت و تاج کو تاراج
کرون اور سلطنتونکو خاک مین ملاؤن۔ اس فرانسیسی جن کی گرفتاری کیلئے انگلستان اپنی لوہو کا
فلیتہ روشن کر رہا تہا۔ اسلئے انگریزی گورنمنٹ کی توجہ ہندوستان مین بہی اس طرف ہوئی کہ فرانسیسیون
کے تمام علاقونپر قبضہ کرلین۔ یہہ تمام علاقے بڑے جہگڑے انگریزون کے قبضہ مین آگئے۔ لارڈ کورنوالس نے
پونڈیچری کی تسخیر کیلئے آئی مگر اونکے پہونچنے سے پہلے اگست ۱۷۹۳ء کو کرنیل برتہ ویٹ صاحب
اوسکو فتح کرلیا۔ اب پونڈیچری نہ تہی کہ سرا پیرکوٹ کی طرح اوسکے فتح کرنیمین سرزنی کرنی پڑی
اب تمام ہندوستان مین جاکر دیکہو دو حال مین فرانسیسی نظر آتے تہے یا تو وہ انگریزون کے قیدی تہے
یا ہندوستانی رئیسون کے ہان ملازم اور خدمتگار تہے۔ غرض وہی حال ہوگیا جو تیس برس پہلے تہا۔

(۱۴) جسوقت میسور کی تیسری مہم کی تیاریان ہو رہی تہین اور سرجان شور نے نواب کرناٹک کا
ایک بڑا معاملہ طے کیا۔ یہہ تمکو یاد ہوگا کہ لارڈ میکارٹنی نے نواب کے ملک کی تمام مالگذاری کا کام اپنے
ہاتہ مین لے لیا تہا اور کورٹ ڈائرکٹرز کے حکم سے اوسکو پہر واپس کر دیا تہا جبکہ ولی جاہ سر آرچبالڈ کیمبل
صاحب گورنر مدراس ہوے تو اونکو حکم ہوا کہ اس معاملہ کی طرف اپنی توجہ کرکے فیصلہ کرین۔ بورڈ کنٹرول
نے حکم دیا تہا کہ نواب کے قرضخواہ بارہ لاکہ پگوڈا سالانہ پایا کرین۔ گورنر اور کونسل نے جو حساب کیا کرناٹک
اس مین اکیس لاکہ پگوڈا سالانہ خرچ حفاظت ملک کرناٹک تہا۔ اسلئے نواب نے تجویز کیا کہ وہ
اس روپیہ کا انصرام اپنی حیثیت کے موافق زر مالگذاری سے کرین۔ اس حساب سے نواب کے گورنمنٹ کا خرچ زمانہ
صلح مین ساڑہے دس لاکہ پگوڈا کا تہا۔ مگر گورنر نے نواب سے بہت کہا کہ ڈیڑہ لاکہ پگوڈا چہوڑ دیا غرض
نو لاکہ یہہ اور بارہ لاکہ قرضخواہون کو دینے کیلئے ایک عہدنامہ ۲۴ فروری ۱۷۸۷ء کو
نواب نے لکہدیا۔ زمانہ صلح کیلئے تو یہہ فیصلہ ہوا اور ایام جنگ مین یہہ شرط کی کہ چار پانچوین حصے ملک کے
آمدنی کے انگریزون کو دین۔ اسمین بہت سے جاگیرین نواب کے خاندان کے خرچ کیلئے جدا کر دی گئی
تہین۔ اگر روپیہ وقت پر ادا نہو تو یہہ ٹہری کہ سرکار کمپنی کے آدمیون کو بیجکر خاص اضلاع سے جنکا نام
لکہے ہوئے تہے روپیہ وصول کرلے۔ کیمبل صاحب کے اس انتظام کی بڑی تعریف ہوئی

[illegible]

۲۱ جون سنہ ۹۰ء کو سپریم گورنمنٹ نے یہہ اظہار کیا کہ چونکہ ممکن ہے کہ نواب سے زر موعود وقت پر وصول نہو
اسلیے گورنمنٹ مدراس کو حکم ہوتا ہے کہ وہ نواب کے ملک پر قبضہ کرکے زر مالگزاری کو وصول کرے جسمیں
لڑائی کا کام چلے اور نواب کے خاندان کا بہی خرچ موافق اوسکی شان کے حاصل ہو۔ پہلے نواب سے کہا
گیا کہ وہ ملک کو اپنی خوشی سے دیدے مگر اوسنے ایک نسنی اور بہت سی حرفتین وہ کام مین لایا اور
یہہ سمجھا کہ ہر چہ از دوست میرسد نیکوست۔ مگر اسوقت جنگ مین نواب سے اوسکے ملک کا نکال لینا نہ
مروت سے نہ انسانیت اور عدالت سے نہ ضرورت کے اعتبار سے بعید تہا۔ نواب نے اپنی نالائقی سے اپنی
نوبت یہہ پہونچائی۔ انگریزون کے اغراض اوس سے ایسی متعلق ہوگئی تہین کہ بغیر اسکے کہ ملک نواب سے
لے لیا جائے کام ہی نہین چلتا تہا۔ لارڈ صاحب کو اندیشہ تہا کہ ولایت مین ضرور اسپر غل مچیگا کہ ایسے نواب کا
ملک لے لیا جو مدت العمر سے سرکار کا خیر خواہ رہا اور خدمات نمایان اوسنے کی ہین۔ اسلیے ایک رسالہ اونہون نے
بہی بہت فصاحت و بلاغت سے لکہا جسسے وہان سب چپکے بیٹہے رہے۔ اگر آئین اخلاق کے موافق اس کام کو
دیکہیے کہ ایک دوست بے ریا اور صادق الوفا سے زبردستی بغیر اوسکی مرضی کے ملک لے لیا اور اوسکے جی کو
دکہا دیا تو انسانیت سے بعید اور مروت سے دور معلوم ہوتا ہے لیکن دین جہان آرائی مین تو دانشمندان
دور بین نے اور ہی فتوی دے رکہے ہین اوسکے مطابق ایسی ضرورت مین یہہ ملک لے لینا نہ انصاف سے
بعید تہا نہ مروت سے۔ نواب کی عقل کا تجربہ ہوچکا تہا کہ اگر وہ سو مرتبہ مرکر جنم لے تو بہی اوسمین انتظام
ملک کی قابلیت نہین پیدا ہوگی۔ اوسکی حماقت سے ہزارون غریب رعایا کا نقصان جان و مال کا تہا۔
پس ایک شخص کی دل شکنی سے ہزارون کی دلداری ہوتی تہی پہر ایسا کام عدالت سے کیون
بعید ہونے لگا۔

جب اس لڑائی کا خاتمہ ہوا تو ملک کی آمد و خرچ کی شرائط جو ہنگام جنگ ٹہری تہین وہ نہین رہین
اب ہنگام صلح کی شرائط کے موافق اوسکا انتظام کیا گیا۔ مگر اس انتظام مین فریقین کو شکایت تہی
اسلیے ایک جدید عہد و پیمان انگلش گورنمنٹ اور نواب کے درمیان لارڈ کورنوالس نے کیے کہ امن
کے زمانہ مین نواب نو لاکہہ پگوڈا سالانہ ملک کی حفاظت کے واسطے دیا کرے۔ اور قرض خواہون کو

بارہ لاکھ پگوڈا سالانہ دیتا تھا اوسے گھٹا کر چھ لاکھ اکیس ہزار ایک سو پانچ پگوڈا دیا کرے اور جب
لڑائی ہو تو چار پانچویں حصے ملک کی آمدنی دیا کرے۔
اور اس روپیہ کی تکفیل کے لئے یہہ قاعدہ ٹھہرا کہ جس وقت لڑائی ہو تو سرکار کمپنی تمام ملک کی آمد و خرچ کو
اپنے ہاتھ میں لے لے۔ اور جب امن ہو جائے تو پھر اوسکو دیدے۔ اور اگر امن کے زمانہ میں نواب روپیہ وقت
پر نہ ادا کرے تو خاص اضلاع کو سرکار اپنے قبضے میں لے لے۔ اور وہاں سے نواب کے افسروں کو نکال دے۔
اضلاع مدورا اور ترنیولی جہاں کے پولی گار (زمیندار) بڑے سرکش و متمرد تھے سرکار کمپنی
کے حوالہ کر دئے گئے

فصل دوم

مال و دیوانی و فوجداری و پولس کا نظم و نسق

(۱) لارڈ کورنوالس نے جو غیر ریاستوں کے ساتھ جنگ و آشتی میں اپنی عقل [illegible] جہاں تک [illegible] زیادہ
اوپر بیان ہوا۔ اور جو اپنی دانش و فطرت عالی کو ملک کے انتظام [illegible] میں صرف کیا [illegible] بیان
ہوتا ہے۔ اب جو گورنمنٹ ہند جدید قائم ہوئی تھی جس میں ظاہر میں [illegible] اور حقیقت میں وزرا
شاہی اختیار و اقتدار رکھتے تھے۔ اوسکی نظر سے زیادہ زمین کی زر آمدنی [illegible] ہم پہلے اوسکا
ذکر کرتے ہیں۔ زمانہ قدیم سے ہندوستانی سرکاروں کا یہہ قاعدہ چلا آتا ہے کہ ملکی آمدنی زمین کی
پیداوار سے ہوتی ہے۔ اونکا حق اس پیداوار کا ایک حصہ جو غیر منضبط ہوتا ہے۔ اسلئے زمین [illegible] بندوبست
اور زر مالگزاری پر تمام سلطنت کا دار [illegible] ایک عظیم الشان اور اوسی پر تمام رعایا کی [illegible] اور
آسایش اور آرام موقوف ہے۔ اب ہم فقط ہندوؤں کے [illegible] بیان کرتے ہیں [illegible] انتظام
دیہات میں یہہ قاعدہ تھا کہ بہت دیہات شامل کرکے اوسکا ایک پرگنہ یا محال بنا [illegible] اور ہر گانو
میں ایک مقدم ہوتا تھا اور پھر ان مقدموں پر ایک افسر اوس محال یا پرگنہ میں مقرر ہوتا تھا
وہ گانو والوں ہی میں سے مقدم کو مقرر کرتے تھے اور وہ مالگذاری [illegible] ہوتا تھا۔ مگر یہہ
وہ حاکم کی طرف سے مقرر نہ [illegible]۔ اوسکا کام یہہ ہوتا تھا کہ [illegible] بادشاہ کا حصہ پہنچا کر

لارڈ کارنوالس کا مال و دیوانی و فوجداری و پولس کا [illegible]

اپنی حقوق رعایا بعوض مین زر وصول شدہ مین سے فیصدی کچھ اوسکو ملتا تہا۔ اور سوا اوسکے گانو والون
کی تعدادات بعلاوہ اوسکو دیجاتی تہی پس یہہ شخص گویا راجا اور رعایا کی بیچ مین واسطہ ہوتا تہا۔
[illegible] ہی ہے جو پہلے تجہ کی طرف سے افسر ہوتا تہا اور ایک اعتبار سے وہ رعایا کا وکیل ہوتا تہا۔ راجہ کو یہہ
[illegible] زمیندار کی [illegible] وہ اپنے اس عہدہ سے موقوف کردے مگر وہ رعایا کی طرف سے بدستور اپنا عہدہ رکہتا تہا۔ اور
[illegible] ہوتی تہی وہ بدستور رہتی تہی۔
[illegible] جسکی ابہی ذکر ہو رہا ہے اوسکے دو سو برس پہلے راجہ **ٹوڈرمل** وزیر **اکبر شاہ** نے ان اضلاع زیرین کا
ہرسال زر مالگزاری تہا کہ زمین کی پیمائش کرکے اور اوسکی قدر وقیمت کا اندازہ کرکے کاشتکارون کو
[illegible] سکت سے جمع زر لگان جسکو زر بیج اور لگنی بہی کہتے ہین ٹہرالیا تہا۔ اب عینت سے اس زر لگان
کی جمع وصول کرنیکے واسطے اور اوسکو خزانہ شاہی مین پہونچا دینے کے واسطے بادشاہ کی طرف سے عامل
مقرر ہوئے۔ اور محالون اور پرگنون وغیرہ مین وہ مقرر کیے گئے اور زر وصول شدہ مین سے فیصدی اونکا
حق السعی مقرر ہوا۔ اب رفتہ رفتہ تحصیل مالگزاری کا عہدہ موروثی ہوگیا۔ کچھہ تو اس سبب سے کہ
یہان ہندوستانی سرکارون کا دستور ہے کہ ہر عہدہ موروثی ہوتا ہے کچھہ مصلحت ملکی کے سبب سے کہ ایسے
کام کے واسطے ایسی خاندان کا ہونا ضروری ہے جو زمین کی خواص اور رعایا کی حال سے واقف ہو اور تمام
اگلے پچھلے کاغذات حساب وغیرہ کے اوسکے قبضہ مین ہون پس اس عامل کے ذمہ زر لگان کے تمام جوابدہی
قائم ہوئی اور اوسکو وہ اختیارات جو محصل زر کے لیے ضروری ہین دیے گئے۔ اوسکو اجازت دی گئی
کہ وہ سپاہی بہی مقرر کرلے غرض عہدہ کے بڑہتے بڑہتے یہانتک نوبت پہونچی کہ گیا تو وہ زر لگان کے
اوگہانے کے عوض مین حق السعی کا عوضانہ پاتا تہا یا اب اوسکا زمین مین حق ملکیت سمجہا جانے لگا
اور وہ عہدہ دار سے زمیندار ہوگیا۔ اور راجہ بن گیا اور حقیقت مین وہ زمین کا مالک ہوگیا۔ زمین کے
مالک ہونیکے یہی معنی ہوتے ہین کہ جو اوسکی پیداوار سے منفعت ہو اوسے حاصل کرے۔
جب انگریزی عملداری نئی نئی آئی تو پہر اونہون نے زمیندارون کو بمنزلہ کلکٹر (زر لگان جمع کرنیوالا)
سمجہا اور اونکو بے تکلف بیدخل کرنا شروع کردیا جب کسی زمیندار کی زمین کا خراج زیادہ دیکر کوئی اور

ایسی صورتون [illegible] رعایا پر علم کافی بندوبست کرنیکے لائق حاصل ہوگیا ہی بیس برس کے عرصہ مین حالات اراضی
کی [illegible] پر علم حاصل کرنیکے لئے پانچ انتظام گورنمنٹ نے کیے مگر ہنوز روز اول ہی اور اوسکی لاعلمی کا حال
[illegible] جو پہلے تہا کلکٹر صاحب بہی کچھ نہین تشخیص کرسکتے - زرالگان اور جو حقوق رعایا اور
[illegible] اونکی سمجھے نہین کرگیا ہی - نہ وہ یہان آدمیون سے ملتے ہین نہ اونکی زبان جانتے ہین - سارے کام
[illegible] ہندوستانی افسرون کے ہاتہہ مین ہین اور یہہ عملا ایک بات شریف ہی جہانتک اونکا مقدور ہے
[illegible] اونکی آنکہون پر پٹی باندہکر اونکی ہاتہہ مین دیکر جدہر چاہتے ہین لیجاتے ہین - اگرچہ یہہ معلوم ہے
[illegible] مال زرمالگزاری کسقدر وصول ہوا ہے مگر یہہ کچھہ تحقیق نہین ہوسکتا کہ آیا ملک مین زیادہ زرمالگزاری
[illegible] کی سکت ہے یا موجودہ زرمالگذاری دیتے ہین وہ بہی بار سنگین اونکے سر پر ہے جسسے وہ پسے جاتے ہین
سرجان شور صاحب لارڈ کورنوالس کے بڑے معتمد علیہ تہے - وہ اپنی تجربہ اور مشاہدہ سے لکہتے ہین کہ
انگلش گورنمنٹ کا نظم و نسق اونکی جو ولایت مین ہے وہ یہان کے حسب حال نہین - اوس سے اہل ہند کی آسودگی
اور فلاح کچہہ زیادہ نہین ہوسکتی - سلاطین سرکار کمپنی کو علم و عقل و فراست و ذہن وہ نہین ہی جو انتظام
ملکی کو آئین اور قوانین کی ترتیب دینےکے لئے چاہئے - جو صاحب گورنمنٹ کے ارکان ہین وہ ہمیشہ تنزل
کی حالت مین رہتے ہین - اونکے پیچہے اتنے کام لگا دئے ہین کہ اونکو دم لینے کی بہی فرصت نہین ہوتی - اتنی
مہلت اور جمعیت قلب کام کی کثرت سے حاصل نہین ہوتی کہ وہ تدابیر اور انتظام رفاہ ملک کا سوچ سکین - اور
اوسکو تجربہ کرکے دیکہہ سکین مدت ملازمت اونکی قبل اسکے کہ اونکو تجربہ حاصل ہو اور اوسکا عمل ہو ختم
ہوجاتی ہے - علم اور تجربہ ہونا تو ایک مشکل کام ہے جب تک واقعات اصلی پر خبر نہو وہ حاصل نہین ہوسکتی
جو صاحب ہندوستان کے حاکم مدتون تک رہے ہین اونمین سے دو کو بہی ایک رای پر اتفاق نہین ہے
بلکہ ایک ہی افسر کی رای کبہی کچہہ ہے کبہی کچہہ ہے - جو کچہہ کچا پکا علم اونکو حاصل ہوا ہے اوسپر اساس محکم
انتظام ملکی کی نہین رکہی جا سکتی - اگر بعض ظاہری امور واقعی معلوم ہوگئے ہون اور بعض مخفی امور
نفس الامری پردہ مین رہے ہون تو ضرور ہے کہ اون تعلقات پر بہی لاعلمی رہی ہوگی کہ جو ان معلوم
اور مجہول امور واقعی مین ہے - پس ایسی علم سے کوئی امر رفاہ خلائق اور ترقی جمہوریہ بنسبت زمانہ ماضی کے

زمانہ آیندہ کو نہین پیدا ہو سکتا۔ مسٹر جان شور تمام انتظام کی خرابیان اس جہالت کے سبب سے کہتے
ہین اور جہالت کی وجہ ملازمان سرکاری کے ذمہ کام کی کثرت بیان کرتے ہین۔ مگر یہہ عذر بدنظمی کا
بدتر از گناہ ہے یہہ عذر اون غلطیون کے واسطے ہو سکتا ہے جو خاص یہان کی خصوصیات کی لاعلمی سے پیدا ہوئین
ہون۔ مگر جو غلطیان کہ ایک جہالت امور عامہ اور اصول کلیہ سے پیدا ہوئین ہون وہ ہمیشہ قابل ملامت
ہین۔ الحاصل ان اسباب کی جہت سے لارڈ کورنوالس نے اون حکام کورٹ ڈائرکٹرز کی تعمیل کو ملتوی کیا
جو درباب بندوبست اراضی و مالگزاری ہے۔ اور چارون طرف سے تحقیق اور تفتیش کے درپے ہوا۔ اگر حقیقت
مین زمین کی مالک وہی تہی جو سب سے پہلے اوسکو آباد کرین مگر آخر کو زمانہ قدیم سے جو امر تسلیم کیا گیا ہے
کہ زمین کا مالک بادشاہ ہے۔ گو فرانسس اور بعض اور صاحبون نے یہہ دلائل بیان کین کہ زمین کا مالک
حقیقت مین زمیندار ہے۔ مگر اکثر کی رائے یہی ٹہری کہ یہان کے قدیمی دستور کے موافق زمین کا مالک بادشاہ
ہے مگر جب طرح کی تحقیقات ہو چکی ہے تو لارڈ کورنوالس نے اپنی شاہانہ فیاضی اور عالی ہمتی
سے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ زمین کا مالک زمیندار ہے خواہ وہ اصل مین تہا یا نہ تہا اور اس تدبیر سے گویا
زمین کی قدر و قیمت کو بڑہا دیا اور زمیندارون پر باب دولت کہول دیا۔ زمیندار کو زمین کے مالک ماننے
مین آسانی یہی تہی کیونکہ پہلے سے ایک شخص جو زمیندار کہلاتا تہا ایسا موجود تہا کہ رعایا سے لگان
لیتا اور سرکار کمپنی کی جمع ادا کرتا یہہ بحث عبث تہی کہ زمین کا مالک کون ہے۔ خواہ بادشاہ ہو خواہ زمیندار
کلام دونو صورتون مین وہی زمیندار کا تہا کہ راجہ اور رعیت کے بیچ مین واسطہ دار تہا غرض سرکار
اور زمیندار کے درمیان تو یہہ تعلق آسانی سے قائم ہو گیا مگر بڑی دشواری اسمین تہی کہ رعایا اور زمیندار
کے درمیان تعلقات کیونکر قائم ہون۔ سلطنت تیموریہ مین جو ضابطے کسانون کی حفاظت کے واسطے
[illegible] ہو گئے تہے وہ کافی نہ تہی۔ زمیندار کسانون [illegible] زبردستی [illegible] بہت [illegible] زمیندارون سے چارہ
[illegible] پاس [illegible] اور کچہری کے [illegible] بہت [illegible] کرتے تہے [illegible]
[illegible] مگر [illegible] کو [illegible] جو چاہین کرین [illegible]
[illegible] ظلم و تعدی [illegible] گو قانون اس ظلم کے [illegible] مگر غریب

صرف مالکان زمین کی ذات پر موقوف ہو اور کسی اور طرح سے ممکن نہیں۔ لارڈ صاحب و اونکے مشیروں نے بھی یہی
خیال کیا کہ اراضی کی ترقی اور سرسبزی کے لیے مالکوں کے شمول کو دیکھنا چاہیئے تین باتیں ایسی ہیں کہ وہ مالکو
کے ہاتھ سے ترقی زمین کے مانع ہیں اول جہالت دوم بہت کم سرمایہ کا پاس ہونا سوم مزارعین پر بہت کچھ
اختیار ہونا۔ یہ پچھلی بات اس ملک میں بہت ہے سوا اون لوگوں کے جنکا دل و دماغ تعلیم و تربیت اور گورنمنٹ
نے مہذب و شائستہ بنا دیا ہے بہت آدمی دولت کی نسبت حکومت کو زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ زمینداروں کا دل
جیسا کہ کاشتکاروں پر حکومت کرنیکو چاہتا ہے ایسا زمین سے روپیہ پیدا کرنیکو نہیں۔ اس شوق کو پہلو میں جگہ دینے
کو تھا انکو یہ معلوم ہوگا کہ وہ زمین کی ترقی میں سب سے زیادہ حارج پیدا کرتی ہے۔ اس جہالت کا یہ نتیجہ ہے
زمیندار اسیر رہتا ہے کہ کسان میرا غلام بنا رہے جب وہ مر جاتا ہے تو اوسکے بیاہ کرنیکے لیے اپنے گھر ایک جاک
میں ملانیکے لیے موجود ہو جاتا ہے پس ساری توجہ اوسکی سامیوں کے مغلوب کرنے پر ہوتی ہے اور زمین کی
ترقی قابلیت و پیداوار کا وہ خیال ہی نہیں کرتا۔ تیسری بات یہ ہے کہ جب زمیندار کے پاس سرمایہ کثیر
ہوتا ہے تو وہ بالکل چین کا بندہ ہو جاتا ہے۔ زمین کے اندر پیشتر رہنے میں ایسی آرائش دست
بتدریج قلیل ہوتی ہے اور یہ خیال نہیں کرتا اور اسکا اثر اوسکے دل پر نہیں ہوتا مگر جو زمیندار کہ سرمایہ قلیل
رکھتے ہیں وہ اوسکی پروا نہیں کرتے دن اراضی کی سرسبزی اور شادابی کی طرف توجہ کرتے ہیں حقیقت میں
زمین کی ترقی اوس کاشتکار پر موقوف ہے جسکو یہ توقع ہو کہ جو اس زمین کی پیداوار بڑھانے اور زیادہ کرنے سے
فائدہ ہوگا وہ میرا ہی ہوگا۔ یہ توقع جیسا زمین کی ترقی اور زراعت پر اثر کرتی ہے کوئی اور چیز نہیں کرتی
پس یہ بات ایک ہندوستان میں ایسی تھی کہ جسکی مثال کہیں اور تاریخ میں نہیں کہ بادشاہ اور کاشتکار کے
درمیان کوئی اور واسطہ دار نہ ہوتا اور حقوق زمینداری کا بھی معاوضہ کامل ادا ہو جاتا مگر اب زمین کی ترقی
کے لیے بادشاہ کا حق مالکانہ کاٹ کر جو زمینداروں کو دیا گیا وہ کاش کاشتکاروں کو دیا جاتا تو ایک گروہ کثیر التعداد
امیر ہو جاتا۔ اور زمین سرسبزی اور شادابی سے نہال ہو جاتی۔
جس وقت تک اس بندوبست کی تدبیر پختہ ہوئی انگریز ایسے ملک کے حال سے ناواقف تھے کہ حیران تھے کہ کس طرح
بندوبست کیا جائے بعض کہتے تھے کہ جمع جو ابوالفضل نے لکھی ہے ... ادا نہیں کی جائیگی بعض کہتے تھے

بہت تیز ہوا جسکو ٹہرانا چاہیئے مگر گورنمنٹ نے بھی کئی سال کا اوسط نکال کر اوسکے موافق بندوبست کر دیا
ولایت سے اسکی ممانعت ہوئی کہ زمین کی پیمائش و حیثیت کی تحقیق میں پڑکر معاملہ کو جھمیلے میں نہ ڈالیں
اور یہہ فقرہ نہایت رعایا پروری کا اس موقع پر لکھا آیا کہ اگر جمع نرم ہو تو اوسکو نہ بدلو سخت مت کرو
اسلئے کہ جمع نرم سے رعایا کی دولت بڑہیگی اور رعایا کی دولت بڑہنا عین سرکار کا دولت بڑہنا ہے۔
اس بندوبست کی ہدایتیں صوبہ **بنگال** میں ۱۷۸۹ء میں بھیجی گئیں اور سال آئندہ میں **بہار** میں اور
۱۷۹۰ء میں اس انتظام جدید کیلئے مجموعہ قوانین کی اشاعت ہوئی۔ اس سال میں تینوں صوبوں **بہار**
بنگال۔ اڑیسہ اور **بنارس** سے ۳۰۲۵۴۵۹۳ روپیہ مالگذاری کے وصول ہوئے ہیں ۱۷۹۳ء میں
ہر ضلع میں بندوبست دہ سالہ ہوا۔ لارڈ **کورنوالس** کی تحریک کا بندوبست استمراری کے باب میں وہ اثر
کورٹ ڈائرکٹرز پر ہوا کہ اوسی سال میں اوسکی منظوری بھی بھیجدی۔ اور آخر کو یہہ اشتہار دیا گیا۔
چونکہ بطور سرمایہ میں اشیا تجارت کو دیکھئے تو وہ پیداوار زمین ہیں اگر یہاں کے آدمیوں کی خوراک کو دیکھئے تو
وہ زمین کی پیداوار ہے غرض سارے کاموں کا مدار زمین کی پیداوار پر ہے۔ اسلئے سرکار انگریزی کی توجہ
ان صوبوں کے انتظام میں امور ترقی زراعت پر از حد متوجہ ہوئی اول اوسنے سب سے عمدہ تدبیر یہہ کی کہ
اوائل ایام سے تا زمان حال اراضی کی جمع سرکاری کبھی ایک طور پر قائم نہیں رہی مگر اب سرکار نے ملکیت اراضی کو
زمینداروں کے مفوض کیا۔ اور مالگذاری سرکار ہر محال پر برائے دوام مقرر کی۔ ان تدبیر سے مالکوں کو
اپنی اپنی اراضی کی حیثیت کی زیادہ کرنیکا حوصلہ ہوگا اور جو سرمایہ کہ ترقی زراعت کے واسطے ضروری ہے
وہ اونکو حاصل ہوگا پیشتر حسب ضابطہ کبھی ملکیت اراضی زمینداروں کو مفوض نہیں ہوئی اور نہ اونکو بلا حصول
منظوری سرکار یہہ اجازت تھی کہ اپنے حقوق مقبوضہ کو منتقل کریں یا باستغراق اراضی روپیہ لیں اور مطالبہ
سرکاری کا حال سب اراضی کی نسبت یہہ تہا کہ حسب مرضی سالانہ یا اکثر اوقات زمین میں تغیر و تبدل
ہوتا رہتا تہا اور اوسکی تعداد اس نہج پر مقرر کیجاتی تہی کہ جو لگان رعایا اسامیوں پر بابت ہر ایک قطعہ
اراضی مزروعہ کے واجب الادا ہوتا تہا اوسکے مجموعہ کا اہلکاران سرکاری تخمینہ کر لیا کرتے تہے اور اوس میں
بعد وضع اخراجات تحصیل کے بطور معمول گیارہ حصوں میں سے دس حصے حق سرکار پہنچے جاتے تہے اور باقی ایک حصہ

سبب سے کچھ زبردستی قیمت ٹہرائی جاتی ہے - افیون کا ٹہیکہ بہی نمک کی طرح سے سلطنت مغلیہ مین دیا جاتا تہا مگر
اب لارڈ کورنوالس نے یہہ ٹہرا دیا کہ افیون بونے والے کو ٹہیکہ دار اس حساب سے قیمت دیا کریگا اور پہر وہ
ٹہیکہ دار سرکار کے ہاتہہ اس قیمت سے افیون بیچا کریگا - اس سے وہ قاعدہ جو ٹہیکہ دار افیون کے کاشتکار پر
زبردستی خاص قیمت ٹہرا کر لیا کرتے تہے جاتا رہا -

رعایا اور زمیندار کے درمیان جو ایک سلسلہ جبر و ظلم جاری تہا اوسکے انقطاع کے واسطے یہہ قانون مقرر
کیا گیا - کہ جو کاشتکار اپنی اراضی کا قبضہ اندازہ دوازدہ سال رکہتے ہون اونپر بیشی لگان کی نہ
عہدہ داران سرکاری کرسکتے ہین اور نہ زمیندار یا دوسرا واقعی مالک اراضی کا - جو اپنی اراضی کی بابت
اقرارنامہ مالگذاری داخل کرچکا ہو اور جو استمرار دار کہ جمع مقرری پر قبضہ اپنی اراضی کا اتنی مدت
نہین رکہتے ہین اگر اونکی نسبت بہی زمیندار نے یا دوسرے واقعی مالک اراضی نے بذریعہ سند کے یہہ لکہدیا ہو
کہ اونپر بیشی لگان نہین کیجائیگی - تو وہ اپنی نفع کے واسطے مجاز انحراف شرائط مندرجہ سند مذکور کا
نہ ہوگا بلکہ اوسکو نسبت لگان کے بقدر مطالبہ کا پابند رہنا پڑیگا جو برضا و رغبت اوسنے قبول کیا ہوگا
اگر کسی حال مین یہہ ثابت ہوگا کہ زمیندار یا دوسرا مالک اراضی اپنے حق سے زیادہ کاشتکار سے اخذ لگان
کرتا ہے تو عدالت کو لازم ہوگا کہ اوسے بطور تاوان بقدر دو چند تعداد اوس اخذ بالجبر کے معہ خرچہ
نالش فریق دادخواہ کو دلائے -

لارڈ کورنوالس نے دیوانی عدالتون کے انتظام مین بہت کچھہ ترمیم کی پہلے جو کلکٹر مال کا ہوتا تہا
وہ دیوانی کا جج اور فوجداری کا مجسٹریٹ ہوتا تہا - اب ۱۷۸۶ع مین حکام کی یہہ مرضی ہوئی کہ یہہ تینون
عہدے علیحدہ علیحدہ ہوجائین - بعد تجربہ کے لارڈ کورنوالس نے بہی ۱۱ فروری ۱۷۹۳ع مین اپنی یادداشت
مین لکہا کہ جو انتظام بالفعل ہے اوسمین ہندوستانیون کی حفاظت و حریت کلکٹر کے ذات پر موقوف ہے
اگر وہ نیک اندیش اور انصاف دوست اور شریف اور خوش نیت ہے تو رعایا کی زہے نصیب ہے اگر اوسکا
مزاج اسکے خلاف ہے تو وہان رعایا کی عجب کم بختی ہے - اگر کلکٹر ظلم کرے تو اوسکے ظلم کا فریاد رس وہ
خود ہے - گو اوسکے احکام کے واسطے بورڈ ریونیو اور صدر دیوانی عدالت ہے - مگر وہ اس قدر

فاصلہ پر رعایا سے ہے کہ وہان آتے ہی آتے تک خرچ کی زیرباری سے غریب مظلوم کا تو دم نکل جائے چونکہ طرح سے
یہہ منظور تہا کہ ملک کی زراعت اور تجارت کو ترقی ہو اسلئے یہہ تدبیر عمل مین آئی کہ ابتک سرکار اور زمیندار
کے فیمابین تمام تنازعات اور تشخیص جمع اور مالگزاری سرکار کی تحصیل کی بابت مقدمات اور دعاوی
متنازعہ فیما مین زمیندار اور اونکے رعایا و دیگر اشخاص متعلقہ تحصیل لگان کے عدالت ہائے مال مین رجوع
ہوتے تہے - اور ان مالی عدالتون کے حاکم صاحب کلکٹر ہوتے تہے - اور اونکے فیصلے کے اپیل محکمہ بورڈ مال
مین ہوتے تہے - اور بنا راضی حکم صاحبان بورڈ کے نواب گورنر جنرل کی اجلاس کونسل کے ضیغہ مال مین
اپیل ہوا کرتے تہے پس جبتک کہ حاکمان مال کو یہہ اختیارات تجویز مقدمات مفوض ہین مالکان اراضی
کو جو حقوق دیئے گئے ہین اونکی حفاظت پر اطمینان نہین ہو سکتا ہے - علاوہ اسکے اعتراضات ان
عدالتون کی نسبت اس وجہ سے بہی پیدا ہوتے ہین کہ اونکی کارروائیان بے قاعدہ اور بطور سرسری اور
اکثر یکطرفی ہوا کرتی ہین - اور نیز صاحبان کلکٹر بسبب اپنی امورات مالی مین مصروف رہتے ہین تو کار عدالت
کو انفصام یا ملتوی کر دیتے ہین - اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ اگر احیاناً قوانین تشخیص و تحصیل مالگزاری سرکار
سے انحراف کیا جائے تو خود حاکمان مال انحراف کرنے والی ہونگے - اور جن شخصون کو کہ واسطے اون کے
ایک اختیار کے ضیغہ سے ضرر پہنچا ہو وہ امید نہین رکہہ سکتے ہین کہ حاکمان مذکور اپنی دوسرے ضیغہ مین جو
ضیغہ کے اختیار سے داد رسی کرینگے - علے ہذا القیاس حاکمان مال بوجہ کثرت امورات مالی کے فیمابین مالکان
اراضی اور اونکی اسامیون کے انصاف قانوناً کرنے کے لیے لائق نہین ہین اسلئے کہ زراعت کی ان
ترقیون کی امید ہو سکے جو مطلوب ہین یہہ لازم آیا کہ واسطے حفظ ملکیت اراضی اور اون حقوق کے جو اوسپر
لاحق ہوتے ہین کوئی اور تدبیر کیجائے - سرکار کو چاہئے کہ جو حقوق و استحقاق کہ سرکار نے بمنصب توضیح
قوانین کے زمینداران اور کو دئے ہین اون مین دست اندازی بمنصب حاکمی نکرے پس لازم ہوا کہ عہدہ
مال سے اختیارات عدالت لیے جائین - سرکار نے تمام دعاوی مالی جب اونکی نسبت بموجب قوانین کے
تنازع ہو جائے کہ عدالت دیوانی مین سماعت کیے جائین جنکے حاکم صاحبان جج بمنصب اپنے عہدون اور
بلحاظ نوعیت امور مفوضہ کے اپنے فیصلون کے نتائج مین بالکل بے غرضانہ عمل کرینگے سلکراو نیز لازم ہوگا

درمیان سرکار اور مالکان زمین اور نیز درمیان مالکان زمین اور اونکے اسامیون کے بلا طرفداری فیصلہ کرین اور
صاحب کلکٹر مال کو صرف اختیار تجویز کرنے خود اپنے کیے ہوئے امورات کا ہی دیا گیا بلکہ چاہیے کہ بابت
اون امور کے اونپر عدالت دیوانی مین نالش ہو سکے اور سرکاری مطالبون کو اس قید سے وصول کیا کرین کہ
اگر زیادہ ستانا اس تعداد سے جو منجانب سرکار اونکو مطالبہ کی جائز ہی انکی ذات سے عمل مین آئے یا جو قوانین
متعلق تحصیل کے واسطے مقرر ہین انحراف کرین تو بابت ایسے امر کے خود اونکی ذات پر نالش ہو سکے۔ ایسی
صورت مین کوئی نام لیا... طے لازم ہو حقوق کہ زمیندارون کو از روے قوانین دیے گئے ہین اون مین وہ
دست اندازی کر سکے یا بالیت اپنی املیت مین مخل انداز ہو نتیجہ بالضرور یہ ہوگا کہ ملکیت اراضی بسبب
ملکیتون کی یادہ چند بیش قیمت ہو جاوینگی اور لوگ زراعت کی اور ترقیون کی طرف توجہ کرینگے جو واسطے بہبود
خلائق اور ملک کے بدرجہ سارے لابدی ہین پس یکم مئی سنہ ۱۷۹۳ء سے عدالت ہاے مال موقوف ہوئین
اور دیوانی عدالتین اسطرح قائم ہوئین کہ ہر ضلع مین اور بعض بڑی شہرون مین ایک عدالت دیوانی اور سیشن
حاکم عدالت مقرر ہوا جو کلکٹر سے بڑا عہدہ رکھتا تھا اور اوسکے ساتھ ایک رجسٹرار مقرر کیا گیا اور بعض اور حکام
متعلقہ اوسکے اسسٹنٹ یعنی مددگار مقرر کیے گئے۔ اور ہر جج کے ساتھ مفتی اور پنڈت مقرر ہوئے تاکہ جن مقدمات کا
فیصلہ شرع اور شاستر پر موقوف ہو اوسمین فتوی اور بیوستھا مفتی اور پنڈت سے لیا جاوے۔ اس عدالت کے
ماتحت تمام آدمی تھے باستثناء اہل ولایت کے جنکے واسطے سپریم کورٹ مقرر تھا۔ سو روپیہ تک کے
مقدمات کو رجسٹرار فیصل کر دیتا تھا ہر ضلع مین چھوٹی چھوٹی عدالتین مقرر کی گئین اور اونمین ہندوستانی
کمشنر مقرر کیے جو پچاس روپیہ کے مقدمات کا فیصلہ کرتے اونکی تنخواہ کچھ نہین مقرر کی بلکہ ایک آنہ فی روپیہ
اونکی فیس مقرر ہوگئی جتنے روپیہ کے مقدمات فیصل کرتے اوتنے روپیہ لیتے حقیقت مین یہ لوگ پنچ تھے
جو مقدمات کو سرسری یعنی فقط اپنی عقل کے موافق فیصل کر دیتے تھے وہ عدالت دیوانی کے پیچ پاچ
کے دستورات اور تحقیقات مین نہین پڑتے تھے ضلع کی عدالت مین اونکے فیصلہ کا اپیل بھی ہو سکتا تھا
رجسٹرار اور ان ہندوستانی کمشنرون کے فیصلون کا اپیل مین صاحب ضلع کی جج کا حکم ناطق و نافذ تھا اور پھر اوسکے
اپیل نہین ہوتا تھا پہلا اپیل بورڈ اور دوسرا یعنی گورنر جنرل مع کونسل مین ہوتا تھا۔ اونکے کام کے بوجہ

ہلکا ہونیکے لیے گورنر جنرل مع کونسل نے یہہ تجویز کیا کہ ہزار روپیہ کا اپیل نہین سنا جائیگا۔ یہان پر
شاذ و نادر ایسے مقدمات ہوتے تہے کہ جو اس مقدار کے ہون اسلیے گویا اپیل کی عدالت سے ہندوستانی
بالکل محروم کر دیے گئے سوا اسکے اگر مقدار کم بہی کر دی جاتی تو کلکتہ کے جانیکا اور اخراجات ایسے تہے
کہ کون اپیل کرتا تہا۔ اس عیب کے دور کرنیکے لیے لارڈ **کورنوالس** نے چار اپیل کی نئی عدالتین ایک
کلکتہ کے قریب جوار مین اور باقی ڈہاکہ۔ پٹنہ۔ مرشد آباد مین مقرر کین۔ عدالت مین تین جج
اور ایک رجسٹرار اور دو ایک اسسٹنٹ اور قاضی اور مفتی اور پنڈت مقرر ہوے۔ اور یہہ عدالت
ضلع کی عدالت کے فیصلونکا اپیل سننے لگی۔ اور اوسکو اختیار رہا کہ وہ عدالت ماتحت کے فیصلون کو
منسوخ کرے یا ترمیم کرے یا واپس بہیجدے۔ یا ازسرنو تحقیق کرے۔ پہر ان عدالتون پر بہی ایک عدالت
صدر دیوانی مقرر ہوئی۔ اوسکے حاکم گورنر جنرل اور اوسکی کونسل کے ممبر اور قاضی القضاۃ و مفتی
اور دو پنڈت اور رجسٹرار اور کئی اسسٹنٹ تہے۔ وہ عدالتہای مرافعہ اولی اور ضلع کی عدالتون کے
فیصلون کے مرافعہ اخری کو سماعت اور تجویز کرتی۔ اول ہزار روپیہ تک مقدمون کا اس عدالت
مین مرافعہ ہوتا مگر مقدمات کی کثرت ہوئی تو بجای اسکے یہہ خیال کرتے کہ اپیل کے بہت ضرورت رعایا کو رہتی
ہے مقدمات کی مالیت کو اپیل سننے کے واسطے زیادہ بڑہا دیا جسسے اپیل کرنے والے دادرسی سے محروم ہو گئے
پچاس ہزار روپیہ کا مرافعہ ولایت مین بہی بادشاہ کے حضور مین بہی پیش ہو سکتا تہا۔ دیوانی عدالت کے
جتنے کام گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہوتے وہ سب ایسے پیچیدار تہے کہ بیان سے سیدہے سادہے دیوان کو بڑی
دقت اوٹہانی پڑتی۔ سیکڑون اصطلاحین قانون مین داخل نہین اونکے سمجہنے کے لیے بڑی سمجہ
درکار تہی عبارتین ایسی مشتبہ اور مغلق تہین کہ صاف صاف مطلب سمجہہ مین نہین آتا تہا۔ یہان کے
باشندے دیوانی کی قانون کی پیچیدگیون کے سبب اپنے مقدمہ کو عدالت کے روبرو پیش نہین کر سکتے
تہے اسلیے ضرورت پڑی کہ وکلا نئے کیے گئے اور ہر شخص جو اہل مقدمہ کی طرف سے مقدمہ کو عدالت کے لیے
قانون کے موافق پیش کرے وہ مقرر کیا جائے۔ پہر اس فرقہ کی تیاری کے واسطے ایک قانون جاری
ہوا اور یہہ فرقہ تیار ہوا۔ اوسکو دلائل فیس فیصدی مقرر ہوئی۔ پہلے یہان کا دستور تہا کہ حاکم

کرنیکے عوض مین جو تیرہ پیسے پچیس فیصدی لیتا تہا اسکو سرکار کمپنی نے موقوف کر دیا تہا۔ اوسکی جگہہ
فیس مقرر کی جو ہر مقدمہ کے دائر کرنے مین اہل مقدمہ کو دینی پڑتی تہی۔ لارڈ کورنوالس کے
نزدیک یہہ سمجہتے تہے کہ جو چیز داد رسی کو روکے وہ بری ہے اور اس مقولہ پر اونکا عمل تہا کہ جہان
انفصال تنازعات کیلئے عدالت ارزان نہین ہے وہان عدالت ہی نہین ہے۔ اسلئے اونہون نے اس
فیس کو بہی موقوف کر دیا اور کسی قسم کی فیس باقی نہین رکہی۔ فقط وکیلون کے اور گواہون کی
فیس کو قائم رکہا۔ ججون کے واسطے بہی سوا تنخواہ رہا ہوا کے کوئی اور صیغہ بالائی یافت کا نہین
چہوڑا۔ یہہ ایک بڑا احسان ہندوستانیون کی جان پر اونہون نے کیا۔ لارڈ کورنوالس کی توجہ کچہہ
مال و دیوانی سے فوجداری کی طرف کم نتہی۔ ۱۰ نوامبر ۱۷۹۰ء کو اونہون نے کورٹ ڈائرکٹرز کو لکہا کہ جو ملک
تمہارے قبضہ مین ہے اوسکا انتظام درست تب تک نہین ہو سکتا اور رعایا کی جان و مال کی حفاظت بخوبی
نہین ہو سکتی کہ فوجداری کی عدالت کا حسن انتظام نہو اوسکا حال نہایت ابتر ہے مجہے اس امر کا
دل سے شوق ہے کہ وہ برائیان جنسے گورنمنٹ کی بیعزتی ہو رہی ہے۔ تجارت کے بازار بند ہو رہے ہین۔ تمدن
اور معاشرت میں رعایا مین خلل پڑ رہا ہے اونکا علاج مدراس جانے سے پہلے کر دون۔ اونہون نے فوجداری کے
قوانین کی تعمیل کے واسطے چار دوران کرنیوالی کچہریون کے ججون کو حاکم مقرر کرکے چار کچہریان فوجداری
کی قائم کین۔ اور دیوانی کی طرح اس صیغہ مین ایک رجسٹرار اور اسسٹنٹ اور ہندوستانی افسر اوسکے
مددگار مقرر ہوئے۔ اور اونکا کام دورہ کرنیکا مقرر ہوا۔ چارون شہرون مین جہان ضلع کی عدالتین تہین
وہان حوالاتی قیدیون کے مقدمات کی تجویز کیلئے یہہ مقرر کیا کہ ہر مہینہ مین
ضلع کلکتہ مین چار اجلاس و دیگر اضلاع مین سے ہر ایک ضلع مین دو اجلاس ہوا کرین
جج ہر سال دو دورے کرین یعنے دورہ اول یکم اپریل سے اول جج اور صاحب رجسٹرار و مفتی شروع کرین
اور دورہ ثانی دو جج اور ہندوستانی افسر اور یہہ صاحبان جج اپنی اپنی قسمت مین جمیع اضلاع کے صاحبان
مجسٹریٹ کے صدر مقام مین جایا کرین اور حوالاتی قیدیون کے مقدمات کی تجویز کیا کرین۔
پس جب یہہ جج دورے کے مقدمات مین مصروف ہوئے تو محکمہ اپیل بند ہو جاتا ۱۷۹۲ء مین ہی اسکے

خرابی معلوم ہوئی اور یہہ حکم ہو گیا کہ ایک جج مرافعہ سننے کے لئے دورہ کو نہ جایا کرے۔ مگر مرافعہ سننے کے واسطے قانون
کے بموجب دو ججون کا ہونا ضرور تہا اسلئے اس قاعدہ کی کارروائی بخوبی نہ ہوئی اسلئے ۱۸۲۹ء مین حکم ہوا کہ
دو جج دورہ کو نہ جایا کرین سوا ان عدالتون کے صدر نظامت کی بہی عدالت تہی اوسکے حاکم گورنر جنرل
مع ممبران کونسل اور قاضی القضاۃ اور مفتی تہے۔ یہہ جج دائرہ سائرہ کے ضلعون مین جاتے وہان کے
مجرمون کے ثبوت جرم اور عدم ثبوت جرم کے گواہ لیتے اور اونکے اظہار قلمبند کرتے اور اگر مجرم اقرار کرتا تو
اوسکا اقرار لکہتے۔ پہر یہہ کاغذات مفتی اور قاضی کو جو کہ مقدمہ کے صاحب جج کے ساتہہ سماعت کرتے تہے
دیتے اور وہ مسلمانون کی شرع کے موافق جو سزا مناسب تہی لکہتے اور اوسپر اپنی مہرین ثبت کر دیتے
اب اگر صاحب جج اور قاضی اور مفتی کی رایون مین اتفاق ہو جاتا تو مقدمہ فیصل ہو جاتا اور اگر خلاف ہوتا
تو صدر نظامت کو تمام کاغذات مقدمہ بہیج جاتے صاحب جج اپنی راے اور سبب اختلاف اوسکے ساتہہ لکہتے
جب جج دورہ سے فارغ ہو کر آتے تو اونکو اپنے تمام کامون کا روزنامچہ صدر نظامت کو بہیجنا پڑتا۔
اور ان ججون سے معمولی رپورٹین طلب ہوتی تہین جنسے یہہ معلوم ہوتا کہ کیا کیا پریشانیان باقی ہین اور اونکی
کیا کیا علاج ہین یہہ کام تو ایک دانشمند اور فرزانہ گورنمنٹ کا ضرور تہا۔ لارڈ کورنوالس نے قانون کی
تعمیل کے لئے یہہ آلات اور اسباب تیار کئے ہو۔ مگر اب سوال یہہ ہے کہ وہ قانون کیا تہا جسکی چلانے کے لئے یہہ کل
بنائی گئی۔ ہندوستانیونکو جو حقوق سرکار کی طرف سے دئے گئے تہے اب قانون کا کام یہہ تہا کہ وہ ان
حقوق کی تعریف کرتا کہ وہ کیا ہین اور اونکا نقض کیا ہے۔ یہہ بہی تو ناقص ہونا تمام تہی کہ آدمی قانون
کی تعمیل کے لئے مقرر ہون اور درحقیقت قانون موجود ہی نہون۔ بن دو لکی طرح مسلمانون اور ہندوون
کے قوانین جو اونکے حقوق کرتے ہین قرآن شریف اور دہرم شاستر ہین۔ مگر وہ قانون آدم انسانون کے
حقوق قائم کرنیکے ہین کچہہ ہندوستان کے لئے مخصوص نہین ساری خدائی کے لئے ہو سکتے ہین۔ قاضی
اور مفتی اور پنڈت جو اونکے موافق فتوے اور بیوستہ لکہتے وہ خود متردد اور ڈانواڈول رہتے۔ غرض جو
کام تہا بے ثبات اور غیر محقق تہا اسلئے جو جسکا جی چاہتا تہا وہ کرتا تہا تہوڑی باتین ایسی تہین جو
قانون کی احاطہ مین آئی تہین باقی عدالت کے لئے کوئی قانون نہ تہا جو عدالت چاہتی وہ اوسکے قانون

بنالیتی جج کے لئے کوئی مجموعہ قوانین نہیں بنا جسکا وہ پابند ہوکر کام کرتا۔ اور خلاف اسکی کام کرتا تو سزا پاتا
اپنی لئے وہ آپ ہی قانون بناتا اور آپ ہی اوسکی تعمیل کرتا بعینہ یہہ حال تہا کہ کوئی شخص بعوض بڑی بڑی تنخواہ پر
نوکر رکہہ لے اور تانبے اور چینی کے برتن بہت بڑی بڑی خرید لو مگر کہانے کے لئے کوئی چیز نہ دی۔ گو یہہ حال تہا کہ
اسپر ہی خیال کرنا چاہئے جو ہم آگے لکہتے ہیں کہ یہہ حماقت کا خیال انگریزون کے دلون میں نہیں تہا کہ
خود عدالت اور کچہری ہی قانون ہے اور جب عدالت مقرر ہوجائے تو کچہہ ضرور نہیں ہے کہ قانون اوسکی
تعمیل کے واسطے بنایا جائے بلکہ وہ خود ہی قانون ہے۔ یہہ کوئی فلسفہ تو تہا نہیں کہ ایک حکیم اوسکو بتجربہ کے
اپنے خیالات سے بنا لیتا۔ اگر گورنمنٹ ایسی فلسفانہ کام کرے تو اپنی سفاہت سے اپنی تئین برباد کرے۔ غرض
پہلے تجربہ حاصل کرنا ہندوستان کے لئے قانون بنانیکے واسطے ضرور تہا۔ گورنمنٹ نے یہہ اول سبق پڑہنا شروع
کیا اور بتدریج اوسمین ترقی کی۔ تجربہ کرنے میں بیشک غلطیان اور نقصان ہوا ہے وہ بیشک ہوا۔ آخر کو
بتدریج وہ ترقی کی جس سے ملک مین تعداد جرم ہوا۔ ارتکاب جرم کی تعداد کم ہوئی۔ زراعت اور تجارت کی
ترقی ہوئی۔ باوجود ان سب باتون کے لارڈ کورنوالس کی تعریف اس قدر الاطراقی کی نہیں ہوسکتی کہ
اونہون نے اس امر کو دل سے چاہا اور زبان سے کہا اور ریگولیشن ۱۷۹۳ء مشتہر کر کے دکہا بہی دیا کہ حقوق رعایا
کے لئے اور جان و مال کی حفاظت کے واسطے قانون لکہے جائین اور اونکی وجوہات اور براہین اونکی پیشانی
پر تحریر ہون کہ وہ کس اصول پر مبنی ہین اور وہ منطبع ہوکر ملک مین شائع کئے جائین اور اونکا ترجمہ اوس
ملک کی زبان مین ہو اور جس طرح ان قانون کی تعمیل ہو وہ قاعدے بہی مقرر کئے جائین۔ اور تمام حکام
اون آئین کے پابند ہوکر کام کا انصرام کرین۔ یہہ امر رفاہ خلائق کے لئے ضروری ہے کہ افراد اپنے ملک کی
قانون سے واقف ہون۔ اور اونکے موافق اپنی حق تلفیون کا تدارک کر سکین۔ قومون کی ترقی اور تنزل
کا سرچشمہ قانون ہوتے ہین۔ جو گورنمنٹ ایک مجموعہ قوانین مقرر کر کے اوسکے موافق حق رسی رعایا
کی کرتی ہو اور رعایا ان قوانین کو جانتی ہو اور اوس سے اپنی حقوق کی حفاظت کرتی ہو۔ اور جب تجربہ
سے کوئی غلطی اونمین ہوتی ہو تو اوسکی ترمیم گورنمنٹ کرتی ہو تو وہ بہاحق ادا کرتی ہے۔ قومونکی ترقی اور تنزل کے
اسباب ہمیشہ سے اس مجموعہ قوانین کی حالت پر موقوف ہوتے ہین۔ رفاہ انسانی کے لئے کوئی

رائے اس امر سے زیادہ فیض رسان انسان کی ہونٹون سے نہیں نکلی ہے جیسے یہہ کہ ملک کی
فرمان روائی ایک مجموعہ قوانین کے موافق کیجائے۔ لارڈ کورنوالس کا مجموعہ قوانین ۱۷۹۳ع
جو قوانین ہند کا دیباچہ ہے دیکھکر ہندوستانیون کو اونکا دل سے شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ اونہون نے
ہمارے لیے ہی رفاہ اور فلاح کا دروازہ کہولا اور ہر ہندو و مسلمان کو بتلایا کہ وہ بہی آدمی ہے
اور اپنے حقوق رکہتا ہے اور اگر وہ تلف ہوجائین تو لیون پاسکتا ہے۔ لارڈ کورنوالس کی
ترمیم اور اصلاح کا یہہ نتیجہ تہا کہ پہلے جو مسلمانون کے قوانین کے موافق اعضا [illegible] کر دیے جاتے
تہے۔ اور سخت سزائین جو ہندوستان کی رسم و رواج کے موافق دیجاتی تہین موقوف ہوئین اور پہلے
جو قرضدارون کو قرض خواہ گرفتار کرکے جبر اور ظلم سے وصول قرضہ کیا کرتے تہے یا زر لگان کے
وصول کرنے مین زمیندار بیچارے غریبون کا سر شکنجہ مین باندہتے تہے۔ یہہ سب طریقے موقوف ہوئے اور یہ جہگڑے
اب عدالت مین دائر ہونے لگے۔ اب ایک محکمہ پولیس کا باقی رہا ہے اوسکی طرف بہی گورنر جنرل نے
توجہ فرمائی ضرور تہا کہ تمام ملک مین پولیس ایسا کارگزار مقرر کیا جاتا کہ مجرمون کو عہدہ داران عدالت کی
سراغ رسانی سے امید گریز کی نہ رہے۔ لوگون کو ارتکاب جرم سے باز رکہنے کے لیے اوسکا ہونا ایسا ہی ضروری
ہے جیسا کہ مجرمون کی سزا جلد اور روا انصاف سے لازم ہے۔ یہان دستور کے موافق زمیندارون اور مستاجرون
کے اقرار نامون مین جو عبارت داخل کیجاتی تہی اوسکے موافق اونپر امن امان رکہنا واجب تہا۔ اس
اگر کوئی چوری اونکے محال یا علاقہ مستاجری مین ہوجاتی تو چور اور مال مسروقہ دونو کا سراغ رسانی
کرکے پیدا کرنا اونپر واجب تہا۔ مگر اس قرار سے انسداد وارادات اور جرمون کا نہ ہوا بلکہ بہت جگہ جرائم شدید
اور اور بہت سی بدنظمیون کا ازدیاد اس نہج پر ہوا کہ زمیندار و مستاجر زمین جو اقرار نامہ کی رو سے
سے پولیس کا اپنا ملازم رکہتی وہ مجرمون سے گٹہ جاتی اور باہم سازش ہوجاتی۔ اسلئے گورنر جنرل نے بنظر
محافظت جسم و مال رعایا کی جو اونکی آرام اور راحت اور فلاح عام کے واسطے ضرور ہے یہہ قانون جاری
کیا کہ آئندہ ملک کی پولیس بذریعہ بعض عہدہ دارون کا انتظام کیا جائیگا جو گورنمنٹ کی طرف
سے اس کام کے انصرام کے لیے مقرر ہون اب زمیندارون اور مستاجران اراضی کو حکم دیا گیا

عملہ تھانہ داروں کے اور اہل کاروں پولس کے جو ملک میں امن رکھنے کے واسطے اونکو ملازم رکھنے پڑتے تہے موقوف کرائے گئے آئندہ تمام زمینداروں و مستاجران اراضی کو ایسے عملوں کے ملازم رکھنے کی ممانعت ہے - اب مستاجر اور زمینداروں اون جرائم سرقہ کے جو اونکے علاقہ میں واقع ہوں جوابدہ نہیں ہیں ضلع کے جج کو حکم ہوگیا کہ وہ اپنے ضلعے و علاقوں میں تقسیم کریں اور ہر علاقہ دس کوس یعنی بیس میل مربع کا ہو - اور ہر علاقہ میں ایک داروغہ مقرر کرے - اور ہزار روپیہ حاضر ضامنی وصول لیجائے ان داروغوں کو اختیار تہا کہ وہ حاضر ضامنی پر مجرموں کو چھوڑ دیتے تہے - اب ہم مال - دیوانی - فوجداری - پولس کا انتظام جو لارڈ کورنوالس نے کیا بیان کردیا - ہم ہر انتظام کے نتیجے کو بیان کرتے ہیں مگر وہ کچھہ ہم تاریخ کی طرح زمانہ کی قید کے مقید نہیں رہینگے -

لارڈ کورنوالس کا انتظام مالی

(۳) **لارڈ کورنوالس** ہندوستان کا بڑا محسن تہا جسنے اس فیاضی سے ہندوستانیوں کے حال پر یہہ فیض رسانی کی کہ زمینداروں کو زمین کا مالک بنا دیا اور اونکے ساتھہ بندوبست استمراری کردیا - گویا حقیقت میں ہر زمیندار کو ایک اچھا امیر بنانا چاہا - مگر اوسنے وہ کام جو برسوں میں ہونا چاہئے تہا دنوں میں کرنا چاہا - اور اس بات پر خیال نہیں کیا کہ جس بوجہ کو اوٹھایا ہے اوسکے اوٹھانے کی اور سنبھالنے کی قدرت نہیں ہے - اول انکے افسر نہیں ہیں کہ ان کاموں کو انجام دے سکیں - دوم جو افسر ہیں وہ ملک کی رسم و رواج اور زبان سے ناآشنا ہیں - جو کچھہ زر مالگذاری کا بندوبست ہوا تہا اوسکے نتیجے تہوڑے ہی دنوں میں ظہور ہونے لگے - یہہ قانون تہا کہ اگر مالکان زمین زر مالگذاری کو وقت معین پر نہ ادا کریں تو بقدر زر غیر ادا شدہ کی اونکی زمین نیلام کردی جائیگی - یہہ سرکار نے بڑی حکمت کی کہ اپنے پیچھے دیوانی عدالت میں نالش کرنیکا جھگڑا نہیں لگایا - جسمیں وقت ضائع ہوتا اور بڑی دقتیں پیش آتیں غرض یہہ دیوانی کا عذاب رعایا کی جان کو لگا اور اپنے تئیں اوس سے بچایا - یہہ قاعدہ خود سرکار کے حق میں مفید تہا - زمینداروں کو مالک زمین کرنا اور اونکو جمع تشخیص کے ساتھہ بندوبست استمراری کرنا اور ابھی اونکی بہبود اور فلاح اور امارت کی امید کرنا غلطی سے خالی نہ تہا - ۱۷۹۶ء میں جو زر مالگذاری کی ادا نہونے کے سبب اراضی نیلام پر چڑہا اوسکا زر مالگذاری ۲۸۷۰۰۰ روپیہ تہا جسکے سبب بڑے بڑے زمیندار بہت تباہ و برباد ہو گئے - اور بڑے زمیندار مفلس

تیرباری سے اور تباہ ہوا۔ غرض یہ تعلق جو زمیندار اور رعایا کے درمیان تہا وہ بدل گیا۔ زمیندار نے رعایا کے سر پر
سے اپنا اختیار اٹہا لیا۔ رعایا نے ان کو اپنا مائباپ سمجہنا چھوڑ دیا۔ اب زمینداروں نے جب دیکہا کہ لگان کو نہیں
بڑہا سکتے تو اور بچاس طرح کے جہگڑے اسامیوں کے پیچہے پیچ خرچ اور گانو خرچ کے شروع کر دئے۔ غرض انتظام
جدید سے زمیندار کو رعیت کی لوٹ کا اقتدار تہا اور رعیت کو زمیندار کے دق کرنے کا اختیار تہا۔ مگر ان برائیوں
کو گورنمنٹ نے نہیں تسلیم کیا بلکہ ان باتوں سے جو ہم نیچے بیان کرتے ہیں اور ہی نتیجہ نکالے۔ باقی زر
مال گزاری کی کم رہنے لگے۔ اور زمینداروں کی جائداد جو گران فروخت ہوئی اوس سے یہہ نتیجہ نکالا تہا کہ جمع
نرم زمین پر مقرر ہوئی اور زمین کی حیثیت اور قدر و قیمت بڑہتی جاتی ہے اور لوگ دولتمند ہوتے
جاتے ہیں۔ جو مستند گران قیمتوں پر زمینوں کو مول لیتے ہیں۔ اگر یہہ نہ ہوتا تو کوڑیوں کے مول
نہیں بکتی۔ بہت سے بڑے زمیندار اس انتظام سے جیت گئے اور نئے عقلمند اور جفاکش زمینداروں کی جگہہ
قائم ہو گئے۔ پرانے درختوں کا باغ اوجڑ گیا اور نئے درختوں کا نہایت سرسبز و شاداب لگ گیا۔
اب عدالت دیوانی کے لئے جو قوانین بنائے گئے ہیں اون کا اثر اور نتیجہ دیکہنا چاہئیے جب فقط کلکٹر ہی حاکم
تہے تو کوئی [illegible] (دربار وکلاء رعایا) نے کہدیا تہا کہ ۲۷۰۰۰۰ آدمیوں کے انفصال مقدمات اور
تنازعات کے واسطے کروادہ کافی نہ تہے بہت سے آدمی اپنے مقدمات کو پنچایت سے آپس میں فیصلہ کر لیتے تہے یا
گرو یا پیر و مرشد کے مقدمہ کو حوالہ کر دیتے جو وہ اپنی عقل سے اٹکل پچو فیصلہ کر دیتے تہے اور صبر
کرکے بیٹہہ رہتے تہے۔ لارڈ کورنوالس نے جو انتظام کیا تو ایسی عدالتوں کو اسطرح سے مقرر کیا
کہ ہر شخص کو اپنی دادرسی کے واسطے عدالت تک رسائی ہو اور کسی کو یہہ شکایت نہ رہی کہ ہم کو منازل
اور مراحل اپنی فریادرسی کے واسطے طے کرنے پڑتے ہیں اور حقیقت میں یہہ کام ایک اچہی گورنمنٹ کا
فرض ہے اور عمدہ گورنمنٹ کے معنی یہہ ہیں کہ ہر شخص کے دروازہ پر عدالت منتظر حق رسی کے لئے بیٹہی ہو
ایک عدالت کے فیصلہ سے ناراضی ہو تو دوسری عدالت مرافعہ اسکی تنسیخ یا اصلاح کے لئے موجود ہو
مگر تجربہ نے تہوڑے ہی دنوں میں سکہا دیا کہ مرض کے واسطے جو دوا تجویز ہوئی تہی وہ مناسب مرض نہ تہی۔
دیوانی عدالتوں کے قوانین پیچیدگی کے سبب سے جج نہایت کم مقدمات منفصل کر سکے۔ اور مقدمات کی باقیات کی

فیصلہ کر لیا۔ عدالت کے فیصلہ کے منتظر رہے۔ ایسے مقدمات اکثر دیہات کے گانوون کے ہوتے تہے کہ زبردست گانون
والے دوسرے گانون گانون والے کو دبا بیٹہے یہہ جانتے تہے کہ عدالت ہین برسون مین فیصلہ ہوگا۔ سوا
اسکے یہہ خرابی تہی کہ حاکم یہان کی زبان نہین جانتے تہے اور جس زبان مین تحریر ہوتی تہی نہ وہ یہان
کے حاکمون کی زبان تہی نہ رعایا کی۔ دیوانی عدالت کے قوانین کی پیچیدگی اور انکے دستورات سے یہان
آدمیون کو کچہہ فائدہ نہین ہوا بلکہ جو عدالتین اس نظر سے بٹہائی گئی تہین کہ ہر شخص اپنی داد رسی
اور حق رسی کے لئے عدالت کو اپنے دروازہ پر دیکہے اوسے اور مفسدون اور فسادون کو تقویت
ہوگئی۔ چونکہ قوانین ملکی اہل ملک کے اخلاق پر بڑا اثر رکہتے ہین۔ اسلئے ان قوانین سے بداخلاقی
نے بہی خوب اشاعت پائی۔ بیت بازی اور دیانداری روز بروز کم ہونی شروع ہوئی۔ مکاری
عیاری دغابازی بڑہنی شروع ہوئی۔ رعایا کو دزدان راہ سے تو عافیت نہ حاصل ہوئی الا
اور دزدان امن و امان کے ہاتہہ مین گرفتار ہو کر لٹے۔ اب فوجداری کی انتظام کا جسمین پولس بہی
داخل ہے۔ نتیجہ سنئے کہ دارو غہ صاحب جو مقرر ہوتے اونکی تنخواہ پچیس تیس روپیہ ہوتے نہ وہ کچہہ
اپنے کام مین تعلیم یافتہ ہوتے نہ ایسے خصائل رکہتے کہ وہ اس کام کے واسطے زیبا ہوتے۔ اکثر برہمن
محرر منشی سردار دلال اور ایسے ویسے آدمی ان عہدون پر مقرر ہوسکے وہان اس حکومت کے نشے
مین ایسے مست ہوگئے کہ کچہہ اپنے کام سے کام نہ رکہا۔ چونکہ وہ اپنے افسر سے پچاس میل کے فاصلہ پر
ہوتا تہا کوئی اوسکا پرسان حال نہ ہوتا تہا جو جی چاہتا تہا کرتا تہا۔ اوسکے ظلم و ستم کے
افسانے اور دہستانین ایسی لوگون کی زبان پر ہین کہ اگر لکہی جائین تو ایک قصہ کی کتاب خوب
مرغوب بنجائے۔ سوا اسکے اگرچہ اسکا تخمینہ کرنا مشکل ہے کہ کہان جہوٹ زیادہ اور کم بولا جاتا ہے مگر
جہوٹ بولنا خوف اور نامردی کی علامت ہے۔ یہان کے آدمی ہمیشہ قاہر اور جابر حاکمون کے محکوم رہے ہین
اسلئے اونکی جہوٹ بولنے کی بہت عادت ہے۔ اول تو دارو غہ صاحب کی عنایت سے مجرم پکڑے جاتے
اور جو کم بختی کے مارے پکڑے گئے تو اونکے واسطے عدم ثبوت جرم کے شاہد ایسے موجود تہے کہ حاکم کو فیصلہ
کرنا دشوار تہا۔ توقف انفصال مقدمہ مین اتنا لگتا کہ مجرم کو حوالات مین بیٹہے بیٹہے اتنی مہلت ملجاتی

دستور العمل سرکار ہوا تھین اول اول اس مجموعہ کا ہونا ہی بہت غنیمت تہا۔ چوری - رہ زنی - ڈکیتی - خون قتل ان سب جرموں کا درخت ایسا سرسبز ہو رہا تہا کہ اس مجموعہ قوانین کی آری سے نہ کٹ سکا اور جو شاخین کاٹین ہی تو وہان سے اور پہوٹے پہوٹ کر پہیلین اور خوب پہبک کر بڑہین - پہر ہر سال ان مجموعہ قوانین کی ترمیم اور تبدیل ہوتی رہی اور تجربہ کے بعد تجربہ حاصل ہوتا گیا جسسے یہہ معلوم ہوا کہ یہان کے آدمیونکے خصلت اور عادت کا بدلنا قلم کے دس پانچ ڈہوبونکا کام نہین ہے - یہہ قوانین یہان کے باشندون کی عادات کے موافق و مناسب تہی اسلئے وہ عام پسند اور فائدہ مند اونکو نہ معلوم ہوئے بڑا اصول رعایا کی رفہ الحال اور خوش اخلاق کرنے کا یہہ ہے کہ اونسے ٹیکس کم لیا جاے - اور اون امور کا انسداد کیا جاے کہ ایک دوسرے کو مضرت نہ پہنچا سکے - اور ایک مجموعہ قوانین بنایا جاے کہ جسسے رعایا اپنے حقوق کو سمجہہ جاے ہم نے جو کچہہ اوپر قوانین کے برائیان بیان کین اونسے یہہ نہ سمجہنا چاہیے کہ وہ اون برائیون سے زیادہ ہین جو قوانین بغیر فقط حاکم کی راے سے خواہ وہ کیسی اچہی ہون پیدا ہوتی ہین - اس مجموعہ قوانین کا بننا خواہ کیسا ہی نامناسب اور برا ہو اس ملک کی خوش اقبالی کا آغاز تہا -

(۳۳) لارڈ کورنوالس جو مدراس مین دوبارہ آئے تو بہر بنگال نہین گئے بلکہ یہین سے اگست ۱۷۹۳ء مین وہ انگلستان کو تشریف فرما ہوئے سرکار کمپنی کے دولت و مال مین اونکی عہد مین جو ترقی آیا اوسے بیان کرتے ہین - اپریل ۱۷۹۳ء مین جو مالی سال ختم ہوا تو سرکار کمپنی کو ۸۲۲۵۶۲۸ روپیہ کی آمدنی سب قسم کی ہوئی - اور سب قسم کا خرچ ۷۰۰۷۰۵۰۰ روپیے اسلئے ۱۲۱۱۸۵۷۸۰ روپیہ اس سال بہی سرکار کمپنی کو نفع رہا - اس آمدنی مین ۱۹۱۱۳۹۲۰ روپیہ جو ہندوستانی رئیسون اور ملک مقبوضہ و مفتوحہ سے حاصل ہوا داخل ہے - اور خرچ مین ۷۰۲۴۴۳۰ روپیہ جو قرض کی بابت سود کا دیا گیا ہے حساب مین لگایا گیا ہے -

ہندوستان مین قرض ۷۹۷۱۶۶۵۰ روپیہ تہا - اور انگلستان مین قرض جسمے سرمایہ کمپنی خارج ہے ۱۰۹۸۳۱۸۰ روپیہ سرکار کمپنی نے ۱۷۸۹ء مین اپنی سرمایہ مین ایک کروڑ روپیہ

لوگوں کے دلوں پر بڑا اثر کیا اور اس عالی دماغ مدبر نے کہا کہ اب یہہ امر یقین کے مرتبہ کو پہنچ گیا
ہے کہ آئندہ ہمیشہ دولت کی آمدنی ہندوستان سے روز افزوں رہیگی - وہ ہماری دولت کا خزانہ اور سرچشمہ
رہیگا جس سے دولت کو بالکل کر ہماری ملک کو رونق دیتی رہیگی جب صاحب یہہ کہہ چکے اور اپنی خوش بیانی
کی تاثیر سے لوگوں کو حیرت اور تعجب میں ڈال چکے تو یہہ فرمایا کہ فقط اس
خیالی امر سے کہ آزادی تجارت قوم کو زیادہ فائدہ ہوگا اس واقعی امر پر جو عملاً آنکھوں کے روبرو
ہے [illegible] تم منہ پھیر دوگے کہ سرکار کمپنی کا اجارہ ٹوٹ جائے - اب اس کمیٹی تحقیقات تجارت نے آزادی
تجارت کی درخواست دینے والوں کو جواب دیا کہ قومی اغراض اور فائدوں کے واسطے ضرور ہے کہ ہندوستان
کی گورنمنٹ اور تجارت کا اجارہ سرکار کمپنی کے ہاتھ میں رہے - ڈنڈس صاحب نے دلائل اس اجارہ
کے لئے یہہ بیان کیں کہ اگر سب کے لئے باب تجارت کھلا ہو جائے تو سرکار کمپنی اپنا قرض نہیں ادا کر سکیگی
اور تجارت جو روز بروز بڑھتی جاتی ہے وہ کم ہو جائیگی اور یقین ہے کہ یہاں سے لوگ نقل مکان کر کے
ہندوستان میں جا بسینگے جس سے انگلستان کی قوت کم ہو جائیگی غرض انہوں نے اس کمپنی کے
ٹوٹ جانیکی اور خرابیاں بھی بیان کیں کسی نے ان دلائل کی تائید کی کسی نے تردید کی سب کا
نتیجہ آخر کو یہہ ہوا کہ بیس برس کے واسطے اور سرکار کمپنی کو اجارہ مل گیا اور اس میں یہہ اصلاحیں ہوئیں
بورڈ کنٹرول اب تک پرائیوٹ کونسل بادشاہی کا ممبر ہوا کرتا تھا اور کچھ تنخواہ اپنے خاص کام کی سبب سے نہیں
پاتا تھا - اب یہہ ٹھہرا کہ وہ تنخواہ پایا کرے اور اس عہدہ کے لئے یہہ قید نہ رہی کہ جو بورڈ کنٹرول ہو وہ ممبر
پرائیوٹ کونسل بھی ہو - دوسری ترمیم یہہ ہوئی کہ اور تاجروں کو بھی اختیار دیا گیا کہ وہ تین ہزار ٹن
(۳۰۰۰ ٹن) مال یا سرکار کمپنی کی جہازوں میں لیجایا کریں اور اس میں کوئی سامان جنگی اسلحہ
اور اسباب کا نہ لیجائیں - اور سرکار کمپنی جس بھاؤ سے اشیا کو بیچتی ہے اسی بھاؤ سے بیچیں غرض
تمام ان قیود کا پابند رہیں جو سرکار کمپنی ان کے لئے تجویز کرے - مگر یہہ تجارت ان جھگڑوں کے سبب سے
کچھ بارونق نہ ہوئی - ولبرفورس صاحب نے یہہ درخواست بھی دی کہ مشنری اور معلمان [illegible]
ہندوستانیوں کی تلقین اور تعلیم کے لئے بھیجے جائیں - اس درخواست کو بھی ڈنڈس صاحب نے نہ چلنے دیا -

اوسکی بہت خرابیان مبتلا تھین غرض جو ۱۸۳۳ء مین سند سرکار کمپنی کو ملی اوسے معلوم ہوتا ہے کہ
اسوقت تک اہل انگلستان کے خیالات تنگ و تاریک تھے اور نہ اونمین وہ وسعت تھی جو اب ہے
وہ روشنی تھی جو اب چمک رہی ہے اول تجارت و حکومت کو باہم شامل کرنا دانشمندی سے بعید تھا
تجارت کا کام تو صرف یہہ ہے کہ وہ کام کیجیے جسسے حاصل ہو سیم و زر حکومت کا مقتضا عدالت اور انفصال
حقوق ہے ان دونو مین تباین ہے پھر تجارت کی جان آزادی ہے اس آزادی کی اونہون نے
گردن مروڑ دی اور اجارہ جو تجارت کے حق مین زہر ہے اوسکو ملا دیا جس سے تجارت بیجان ہو گئی
بعض مدبران سلطنت یہہ خیال کرتے تھے کہ سرکار اپنی تجارت بھی خوب کرتی ہے اور حکومت بھی بہت
اچھی طرح کرتی ہے اور اوسکی برابر دنیا کے پردہ پر کوئی گورنمنٹ ایسی نہین ہے کہ جو ہندوستانیون کی ترقی اور آسودگی
کے لئے اپنی اغراض اور فوائد سے قطع نظر کرتی ہو حکومت کا برا اور اچھا ہونا ایک امر اضافی ہے
اگر سرکار کمپنی کی حکومت کے یہہ کہئے کہ وہ شائستہ اور مہذب زمانون کی جو آج کل یورپ مین ہین
اچھی تھی تو اوسکے کچھہ اوسکو نسبت نہی اگر یہہ کہئے کہ پچھلے زمانون کی ایشیائی سلطنتون سے زیادہ عمدہ
نہی تو یہہ امر مشتبہ ہے۔

فصل سوم

سر جان شور کا عہد سلطنت

(۱) لورڈ کورنوالس کے چلے جانے کے بعد ۱۷۹۳ء مین سر جان شور گورنر جنرل کے منصب عالی پر
سرفراز ہوئے اونکا نام اس ملک مین جبتک بنگالہ کا بندوبست استمراری ہندوستان مین برقرار
رہیگا۔ پارلیمنٹ اور کل اہل انگلستان دل سے لڑائی کے مخالف تھے اور ہرگز جوش مارتے تھے سوا اونکے خاص حال
ہو نیکے واسطے سر جان شور کی عادت سلامت روی اور انتظام بالکل ایسی ہی تھی سلیقہ مندی کے
دلون پر بھی وقعت اور اعتبار رکھتی تھین اسلئے وہ اونکو ایسا عالی دماغ اور راست شخص جانتے تھے
جیسے حقیقت مین وہ تھے سر جان شور نے اس عہدہ جلیل القدر کا کام لیا ہی تھا کہ بنگالہ کا
نواب مبارک الدولہ چھتیس برس کی عمر مین بتیس برس فقط برائے نام سلطنت کر کے اس دنیا

[illegible]

سدہارا۔ بارہ بیٹے اور ایک جن بیٹیاں اپنے پیچہے چہوڑین اونہین سے ۲۸ دسمبر ۱۷۹۲ء کو وزیر الدولہ
مسند نشین ریاست ہوا۔ پہلا معاملہ جو گورنر جنرل کے روبرو پیش ہوا اور جسمین اونکو اپنی عقل و ذہن کو کام
مین لانا پڑا وہ نظام اور مرہٹون کا باہم فساد تہا۔ گو یہہ دونو ٹیپو سلطان کے لوٹ لینے کے لئے انگریزون کے
ساتھہ متفق ہوگئے تہے مگر اس اتفاق چند روزہ نے اونکے کینہ دیرینہ مین تغیر نہین پیدا کیا۔ انگریز اور نظام
اور مرہٹے تینون ٹیپو سلطان سے دلی نفرت رکہتے تہے لڑائی سے پہلے تینون مین آپسمین معاہدہ ہوا تہا کہ
اگر سلطان ٹیپو سے صلح ہوجاے اور پہر وہ کسی ایک فریق کو ستاوے تو پہر تینون متفق ہوکر اوسکو سزا دین۔
مگر لارڈ کورنوالس نے یہہ حکمت عملی کی تہی کہ اس معاہدہ کی تکمیل اور تفصیل بعد جنگ قرار دی تہی۔
کیونکہ اس دانشمند کا مقصد اس معاہدے سے یہہ تہا کہ انگریزون کی محافظت ہوجائے نہ یہہ کہ ان دونون
رفقاء جنگ جو کی ناحق خون ریزیون مین اپنے تئین پہنساوے۔ لڑائی کے ختم ہوتے ہی اس دور اندیش
نے یہہ سوچا کہ اب مرہٹون اور نظام مین ہنگامہ کارزار گرم ہوگا۔ معاہدہ کو یون ترمیم کیا کہ اگر ہم رفقا
مین سے کسی ایک پر کوئی حملہ آور ہو تو باقی رفقا کو اختیار ہے کہ جیسا مناسب جانین اور اپنی کمک کو عین انصاف
سمجہین تو استعانت اور امداد کرین ورنہ اونپر کچہہ امداد کرنا واجب لازم نہین ہے۔ غرض یہہ عہدنامہ
بہی عجیب غریب ہوگیا اور اوسکا عدم وجود برابر ہوگیا۔ اور کسی فریق پر نقض عہد کا الزام نہ لگا۔
مسودہ اس عہدنامہ کا حیدرآباد اور پونہ مین بہیجا۔ نظام کو یہہ یقین تہا کہ فقط انگریزون کے ساتھہ
یکجہتی رکہنے مین طرف ثانی کے خطرون سے نجات ہے۔ اسلئے وہ اس عہدنامہ سے زیادہ انتفاع حاصل کرنا چاہتا
تہا۔ ٹیپو سلطان سے ابہی اوسکا ایک جہگڑا شروع ہوگیا تہا کہ نواب کرنول اوسکے تابعین مین سے تہا۔
سلطان اوسکو اپنا تابعین مین سے بنانا چاہتا تہا۔ جب نظام نے اس معاملہ مین انگریزی استعانت کو اس
عہدنامہ کے منظور کرنے مین مشروط کیا تو گورنر جنرل اوسپر نہایت خفا ہوا اور اوس سے کہا کہ تمنے بڑی گستاخی
کی ہے اسلئے بیچارے نظام کو عفو خطا کے لئے بہت تملق انگریزون کا کرنا پڑا۔
مرہٹون کی جمعیت و قوت کو قلق تہی بسبب ... اور ریاست متزلزل تہا۔ نانا فرنویس جو پونہ مین
مدار المہام تہا جب سیندھیا کے مقابلہ مین انگریزی استعانت سے مایوسی ہوئی تو اوسنے معاہدہ مین

انکے کہنے پر کچھہ خیال نہ کیا بہلا اسکے کہ نظام اور مرہٹون مین معرکہ جنگ برپا ہو مہاداجی سیندہیا مر گیا
ریزیڈنٹ پونہ کو یہہ خیال ہوا کہ اوسکے مرنے سے مرہٹون مین ایسے انقلابات پیدا ہونگے کہ نظام اور مرہٹون
مین انگریزون کو مصالحت کرا دینا آسان ہوگا۔ مگر گورنر جنرل نے فقط اس بات پر ساری توجہ اپنی
کی کہ دربار پونہ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرون۔ نظام کی طرفداری مین فقط زبانی باتین بنایا کیا
اور کچھہ نہ کیا۔ مہاداجی سیندہیا کا بہتیجا دولت راو سیندہیا فوج کو جمع کرکے اپنے چچا کا پورا قائم مقام
ہوگیا۔ آخر کار وہ طوفان برپا ہوا جسکے آثار پہلے نظر آتے تہے۔ نظام بیدر کو روانہ ہوا۔ کچھہ اسکا خیال
نہین کہ اول وہ خود جا کر لڑائی شروع کرے۔ بلکہ اس خیال سے کہ مرہٹون کے معاملات خانگی مین
دخل پیدا کرے پہلے اسکے کہ وہ اپنا لشکر اوسپر چڑہا کر لائین۔ مارچ ۱۷۹۵ء مین دولت راو سیندہیا
سپاہ کو لیکر نظام کی طرف چلا۔ اسوقت سلطان ٹیپو نے بہی مرہٹون کی امداد کا قصد کیا مگر اوسکو اپنے
ہی نقصان ایسے پیش آئے کہ وہ مرہٹون کے لشکر کے ساتہہ نہ مل سکا۔ اور نظام اوسکی طرف چلا۔ اور ایک لڑائی
ہوئی۔ دونو لشکرون مین پریشانی اور انتشار پیدا ہوا اور کسی کو فتح نصیب نہ ہوئی۔ مگر نظام کی گہر کی عورتون
نے واویلا مچا کر میدان جنگ سے رات کو اوسے اپنے پاس بلا لیا۔ ایک چہوٹا سا قلعہ کرڈل تہا اوسمین وہ
پناہ گزین ہوا۔ یہان اوسکو مرہٹون نے چارون طرف سے گہیر لیا۔ اور رسد کی راہ سب طرف سے بند کردی۔ چند ہفتہ
نظام یون گہیرے مین گہرا رہا۔ آخر کو ایسا مجبور ہوا کہ مرہٹون نے جو شرائطین پیش کین اونکو منظور
کرکے صلح کرلی۔ اگرچہ شرائط صلح کی خصوصیتین نہین معلوم مگر مرہٹون کو سوا اونکے سابق کے دعوون
کے تسلیم کرنیکے اوسکو تیس لاکہہ روپیہ سالانہ آمدنی کا ملک اور تین کروڑ روپیہ اور دولت آباد کا
مشہور قلعہ دینا پڑا۔ ایک کروڑ نقد دیا گیا اور باقی روپیہ کے واسطے پچیس لاکہہ روپیہ سالانہ کی قسط
ٹہری۔ اور اسکے واسطے اپنے وزیر عظیم الامرا کو اول مین دینا پڑا۔

اگرچہ ظاہر مین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب انگریزون کی اعانت نظام او[illegible] عالی جاہ تہا تو اوسکے عوض
مین اونپر واجب تہا کہ وہ اونکی استعانت کرتے مگر کیونکر کرتے کیا یہہ کرتے کہ کچھہ سپاہ اپنی نظام پاس
بہیجتے اور کچھہ مرہٹون پاس۔ عہدنامہ مین یہہ شرط ٹہری تہی کہ تینون رفیقون مین کوئی کسی رفیق کے

دشمن کی مدد نہ کرین تو جب وہ رفیقون مین آپس مین دشمنی ہوئی تو انگریز کسی طرف کو طرفدار نہین کر سکتے
تھے۔ جب انگریزون کے ہندوستانی رئیس و مددگار کسی کارزار مین ہوئی تو کم ایسا اتفاق ہوا ہے۔
کہ اوس ہندوستانی رئیس نے اپنی بدکرداری اور زشت افعالی سے اوس اپنے حق کو باطل نہ کر دیا ہو
جو اتحاد کے سبب سے انگریزون پر واجب ہوا تھا۔ ایسی باتین بنانیکے لئے سو مین مگر اسمین شک نہین کہ
یہہ معاملہ عظیم الشان ایسا گورنر جنرل کے روبرو پیش ہوا کہ اوسکا انفصال ذکی عقل کی قوت سے
باہر تھا۔ اونہون نے نظام کو بیچ ہی مین چھوڑ دیا۔ اور اوسکو مرہٹون کے آگے ڈال دیا جنکے ان وفا عہد کے
کچھہ معنی نہ تھے اور ٹیپو سلطان کے سامنے پھینک دیا جو اپنی ذلت شکست کے انتقام لینے کے لئے نظام پر
دانت پیس رہا تھا۔ کہ جا ہے جسطرح اوسکو پامال کرے۔ گورنر نے وہ صلح او امن امان خریدا کہ جسکے قائم
رہنے کی دیر تک امید نہین رہی اور اوسکے فوائد کی قیمت مین قومی اور ملکی عزت و آبرو و صداقت
و وفا عہد ایسی بیش بہا چیزین دیدین اور ایک متاع فاسد کو موتیون کی قیمت مین خرید لیا تھا
اسکا فیصلہ کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے کہ کسی سلطنت کو اپنی صفات عزت اور دیانتداری قائم کرنے کے
مواقع مین کس قسم کی سعی اور کوشش کرنی چاہئے اور کیونکر کرنی چاہئے۔ کیونکہ وہ ان صفات پر
موقوف ہوتی ہین کہ جنکی مقداریں ایسی مجہول ہوتی ہین کہ جنکی قیمت ہی ٹھیک ٹھیک نہین دریافت کی
سب قومونکی تاریخ سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب سلطنتونکا عروج ہوتا ہے اور وہ اپنے تئین عروج پر
پہونچانا چاہتی ہین اوسکو ضرور اونکو خیال ہوتا ہے اور جو قومین کہ تنزل کی حالت مین [illegible]
اور پستی مین گری جاتی ہین وہ اوسکا خیال نہین کرتی ہین۔ پس اگر یہہ قاعدہ صحیح ہے کی [illegible]
برٹش گورنمنٹ نے جو اپنی سلطنت ہندوستان مین [illegible] بڑی عظمت [illegible]
نقطہ راستی قائم ہوئی یعنی اول خود انگریزون کے دلون مین اپنی گورنمنٹ [illegible]
خوف اور اوسکے [illegible] عدالت اور انتظام قانونی کی بابت [illegible] واسطا تو تھی
اور پھر ہندوستان کی ہر قوم کی عقل مین انگریزی گورنمنٹ کی صداقت [illegible]
اور وفاداری کا اعتماد پیدا ہوا اور اوسکی سپہگری کی ہیبت پیدا ہوئی [illegible]

مقلال قائم ہوجاتا اور بتدریج اپنی معراج پر پہونچ جاتا ثبوت کامل اس امر کا ہے کہ اوسمین وہ
ت موجود تہین جو سلطنت کی نیکنامی اور عزت کے لیے ضروری ہین۔
م انگریزون کی اوس حرکتون پر ایسا آزردہ خاطر ہوا تہا جیسا وہ اس بات پر دل مین جل بہن کر خاک
وہ دو پلٹنین انگریزی جو اوسکی سرکار سے تنخواہ پاتی تہین میدان جنگ مین مرہٹون سے لڑنیکے لیے
ی گئین۔ اوسنے سوچا کہ جب سپاہ جسکے لیے بہت زر کثیر صرف کیا جاتا مرہٹون سے لڑنے کے کام کی نہین ہے
سے کیا فائدہ ہے بلکہ نقصان ہے۔ اسلیے اوسنے حیدرآباد مین پہونچکر تہوڑے دنون بعد ان دونون
ن کو اپنی خدمت سے جدا کر دیا اور وہ سرکار کمپنی کے ملک مین چلی گئین۔
ے زمانہ سے کبہی ایسا نہین ہوا تہا کہ فرانسیسی فوج صوبہ دار دکن کی خدمت گزار رہی ہون ٹیپو
مین بہی اوس پاس دو پلٹنین قواعددان تہین جسکے افسر فرانسیسی تہے اور اوسکا سپہ سالار موشیر
ون تہا۔ وہ اپنی نوعمری سے سپہ گری کا کام کرتا تہا پہلے اس پاس تین سو آدمی تہے جنکے ہتیار
ہی ایک ہم وطن سے آٹھ آنہ مہینہ پر کرایہ لیے تہے مگر وہ بہر و نظام کے ہان روز بروز بڑہتا گیا
سپہ سالار اوسکی پاتا ہوگیا۔ گو وہ فن سپہ گری سے خوب ماہر نہ تہا مگر جوڑ توڑ لگانا اوسے خوب آتی تہی
م اپنی لشکر کی موجودات لیکر اوسکی سپاہ کی تنخواہ اور خرچ کے واسطے ایک ملک کا حصہ مخصوص کر دیا
ہا کمپنی کی سرحد پر گشت کر پایہ اور کم ہمت سپاہ لیکر بہیجا باغرض اوسنے انگریزون کے خلاف اسکی
بسو شیر ریمو بدزبانیان کرنی شروع کین۔ رزیڈنٹ انگریزی نے جب یہ حال دیکہا تو اوسنے نظام سے
سپاہ کو اپس بلاو نہین انگریزی لشکر اوسکی سرحد پر بہیجا جائیگا۔ اب انگریزون کو اور
ا اسی پیدا ہوا کہ اونکے پاس جمع فرانسیسی ہزار تہون ہے باک کہ موشیر ریمون سے
مد کیا تحقیق نہین معلوم ہوتا کہ نظام کی بیت تہی۔ ۲۰ جون ۱۷۹۵ سنہ کو اوسکا بڑا بیٹا
باغی ہو گیا۔ اسلیے نظام کو کہا پایہ سے موشیر ریمون کو بلا لیا۔ اوسنے عالی جاہ کو پکڑ کر
ار لیا جسنے اوسی قید کیا اور تہوڑے ہی دنون مین اس قید مین قید حیات سے رہا ہوا۔ اب
ریزون سے بالکل مایوسی ہو گئی تہی کہ وہ مرہٹون کی محافظت مین اوسکی امداد نہ کرینگے۔

والاجاہ اسّی برس کی عمر مین اس دنیا کی کشمکش سے رہا ہوئے - اور عمدۃ الامرا اونکا بڑا بیٹا جانشین ہوا
لارڈ کورنوالس نے جو ایام اس ۱۷۹۲ء مین شرائط روپیہ دینے کی ہوئی تہین وہ روپیہ قرض لاکر
پوری ہوتی تہین لوگ روپیہ قرض دیتے وہ اوسکے بدلے مین ملک کا کوئی حصہ لیتے وہان جاکر رعایا پر وہ
ظلم کرتے کہ جسکی مثال دنیا مین نہین - برابر اس جبر و ظلم سے ملک ویران و بے چراغ ہوگیا تہا - جب
عمدۃ الامرا مسند نشین ہوا تو لارڈ ہوبرٹ نے اوسے کہا کہ وہ بعض اضلاع کو حوالہ کرے - اور جس
مہینہ مین نواب مرا تہا اوسی مہینہ کی ۱۴ کو گورنر جنرل نے ایک اسکے گورنر مدراس کو بہیجا اور
اوسمین لکہا کہ ۱۷۹۲ء کے عہدنامہ کے موافق مالگذاری ملک کی آمدنی کا کام آگے نہین چلیگا تمام
بنک انگریزی اور ملازمان کمپنی نواب کو روپیہ قرض دیتے جاتے ہین اور سود پر سود چڑہاتے جاتے ہین
اور نواب کے اور اوسکے ملک کے مالک بنتے جاتے ہین رعیت پر روز بروز وہ ظلم کرتے ہین کہ بیان نہین ہو سکتا
ملک کو ویران کرتے جاتے ہین یہہ ویرانی ملک آمدنی کو بہت کم کردیگی کہ سرکار کمپنی کا روپیہ نہین
وصول ہوگا گو بہت سی تدبیرین کی گئین کہ لوگ نواب کو روپیہ قرض نہ دین مگر کوئی اونمین کارگر
نہ ہوئی اور نہ ہوگی جب انگریزونکو ممانعت کیجاتی ہے تو وہ ہندوستانیون کے نام سے قرض دینے لگتے ہین
اگر سرکاری قسطین نواب ادا کرے تو ملک کی حالت ایسی نہین ہے کہ اوسکی آمدنی سے روپیہ کا پورا
پڑے اسلئے لارڈ ہوبرٹ کی یہہ رائے ہوئی کہ جو اضلاع سرکار کمپنی کے روپیہ کی کفالت مین ہین وہ
نواب کے عمل دخل سے بالکل علیحدہ کرلئے جائین تاکہ روپیہ کے وصول ہونے پر بہی اطمینان ہو اور رعایا
بہی سودخوارون کے ہاتہہ سے نجات پائے اور اوسنے نواب سے یہہ بہی کہا کہ اگر وہ یہہ منظور کرلے تو بیس لاکہہ
روپیہ وہ چہوڑ دیگا - گورنر جنرل نے اسکی رائے سے اختلاف کیا اور یہہ چاہا کہ نواب سے کل ملک اخذ کرلیا جائے
غرض ملک کی خواہان دونو گورنمنٹین تہین مگر فرق اتنا تہا کہ ایک بالجبر لینا چاہتی تہی اور دوسری
بالکل لینا چاہتی مگر بالرضا اور اگر نواب کی رضا نہ ہو تو اس کام کو کرنا نہین چاہتی تہی غرض بات آگے
دونو گورنمنٹون مین مباحثونکا طول کہنچ گیا نواب خوشی سے ملک دینے پر راضی نہین ہوا فقط نام ہی کی نوابی
پر دم دیتا تہا اوسنے کہا کہ یہہ درخواست گورنمنٹ کی مین نہین منظور کرسکتا - مگر یہہ اوسکی سمجہہ کا پہیر تہا

سوا اوسکو بہی سوت کے تحتی میں بلادیا۔ نواب اودہ کی صلاح پر اوسکا بڑا بیٹا محمد علیخان باپ کا جانشین
ہوا۔ مگر اوسکا چہوٹا بہائی غلام محمد غضب بلا کا بنا ہوا تہا۔ اوسنے جہٹ بہائی کو گرفتار کرکے ملک عدم کو
رخصت کیا اور نواب اودہ کو بیش بہا تحائف بہیج کر درخواست کی کہ مجہے نوابی مرحمت کیجئے۔ اوسکی
عوض مین خراج و باج مجہسے زیادہ لیجئے۔ نواب تو جہٹ راضی ہی ہوگئے مگر یہہ معاملہ ایسا نہ تہا کہ بغیر
انگریزی گورنمنٹ کے مرضی کے طی ہوتا۔ جب اوسسے کہا گیا تو اوسنے غلام محمد کی جانشینی سے انکار کردیا۔
مگر ایک اور تماشا کیا کہ یہہ تجویز ٹہری کہ فیض اللہ خان کا سارا ملک لیکر نواب اودہ کو دیدیجے۔
پہر نہ خیال کیا کہ یہہ بے گناہ گار اور بے گناہ دونو کو سزا ہوتی ہے۔ غلام محمد تو باغی تہا اوسکو سزا ہونی
چاہئے۔ مگر جو خاندان کہ اوسکے ہاتہہ سے ستم رسیدہ تہا اوسپر کیون ظلم توڑا جائے۔ سوا اسکے فیض اللہ خان
کے حسن انتظام سے اوسکا ملک نہایت سرسبز و شاداب تہا اور نواب اودہ کا ملک ویران اور تباہ
ایسے ملک کو ایک ظالم گورنمنٹ کے حوالہ کرنا کب انصاف تہا۔ اسوقت سر روبرٹ ایبر کرومبی کی بالغ نظری
و تیز ہوشی کام کر گئے وہ نواب ہی کی فوج لیکر غلام محمد کے سر پر جا پہونچے۔ اور تہوڑی دیر مین اوسکو
شکست دی۔ اور پہر آخر کو یہہ عہد و پیمان ہوگئے کہ فیض اللہ خان جو خراج ہمیشہ دیتا ہے وہ تو نواب
آصف الدولہ لے اور جاگیر بدستور قائم رہے اور اوس مین نواب مرحوم کا بیٹا تہا سو آصف جاہ
باپ کا جانشین ہو۔

(۶) نواب آصف الدولہ کا حال روز بروز بدتر ہوتا جاتا تہا۔ گورنمنٹ انگریزی کا زر موعود قرض تہا
سے ادا ہوتا تہا اگر کوئی پرانا قرض ادا ہوتا تہا تو اوسکے لئے نیا قرض لیا جاتا۔ آمدنی ملک سے نہین ادا ہوتا
تہا سود پر سود بڑہتا جاتا تہا۔ اوسکو اپنے وزیر حسن رضا خان اور راجہ ٹکیت نرائن سے قلبی نفرت
تہی اونکو وہ اپنا عذاب جان اور وبال خاطر جانتا تہا جہاؤلال پر مرتا تہا اوسیکو اپنا وزیر بنانا
چاہتا تہا اس منظور نظر کی خاطر اوسنے وزارت کا کام ظاہر مین اپنے ہاتہہ مین لیا اور حقیقت مین
اوسکو دیدیا۔ انگریزی سپاہ روز بروز اوسکے ملک مین بڑہتی جاتی تہی وارن ہیسٹنگز کے وقت
مین ایک برگیڈ سپاہ رہتی تہی لارڈ کورنوالس کے زمانہ مین دو برگیڈ رہنے لگے اور پچاس لاکہہ روپیہ

اوسکے لیے جانے لگے اب اور بھی زیادہ سپاہ رکہنی لگی - ۲۲ اپریل ۱۷۹۶ء کو کورٹ ڈائرکٹرز نے لکہا کہ
بنگال میں جو دو رجمنٹیں ہندوستانی سوارونکی ہیں اونمیں دو اور رجمنٹون کا اضافہ ہو اور سرکار کمپنی
کا خرچ نہ بڑہے اسلیئے نواب آصف الدولہ کو سمجہایا جائے کہ وہ اپنی بگمی سوار موقوف کردیں اور انکی تنخواہ کی
بچت سے ان سوارون کی رجمنٹونکی تنخواہ دیا کریں جب نواب سے یہہ درخواست کی گئی تو اوسنے صاف انکار کردیا
مارچ ۱۷۹۷ء میں گورنر جنرل لکھنؤ میں خود گئے دو مطلب نکلے تہے ایک یہہ کہ ان سوارون کی تنخواہ کا خرچ
نواب اپنے ذمہ لے جسسے وہ انکار قطعی کرچکا تہا دوسرے انتظام ملکی میں اصلاح کرے گورنر جنرل کا کہنا
خالی نگیا اس شائستگی کے مارے نواب نے مان لیا کہ اگر سارہا پچاس لاکہ روپیہ سالانہ بہی زیادہ خرچ نہ ہو تو
ایک رجمنٹ گورون کے سوارونکی اور ایک ہندوستانی سوارونکی بڑہانی منظور ہے تفضل حسینخان
جنکی ذہانت اور لیاقت پر گورنر جنرل کو بڑا اعتبار تہا اوسکے وزیر مقرر ہوئے -
چند مہینے کے بعد نواب آصف الدولہ کچہہ تہوڑا سا بیمار رہا کہ اجل کا پیغام آ پہونچا - اوسکے بہائیون
مین سب سے بڑا سعادت علی خان تہا اس اندیشہ سے کہ کوئی سازش نکرے وہ بنارس میں رہنے کو
مجبور کیا گیا تہا - اوسنے آصف الدولہ کے بڑے بیٹے مرزا علی کی جانشینی پر یہہ اعتراض کیا کہ آصف الدولہ
کا کوئی بیٹا نہیں اور جو بیٹے اوسکے مشہور ہیں وہ اوسکے نطفے سے نہیں اسلیئے میرا استحقاق جانشینی کا
ہے اور اس جہگڑے کے انفصال کیلیئے گورنر جنرل ثالث بالخیر ہوئے - آصف الدولہ مرزا علی کو
اپنا بیٹا اور وارث سلطنت کا اپنے بعد کہتا تہا اور یہہ کہنا اوسکا شرع اسلام کے موافق اوسکے استحقاق
سلطنت کو مستحکم کرتا تہا - آصف الدولہ کی بیوی اور ماں کی مرضی تہی کہ وہ تخت نشین ہو سارے
دار السلطنت کے آدمی اوسکے نواب ہونیسے خوش تہے غرض مرزا علی جسکو اکثر وزیر علی کہتے ہین
مسند آرائے ریاست ہوا اور انگریزون نے اوسکی وجوہات پر خیال کرکے اوسکی جانشینی کو تسلیم کر لیا -
اور وہ افواہین جو اوسکے نطفہ نا تحقیق ہونیکی نسبت مشہور ہین اونپر خیال نہین کیا -
اس نوجوان کے بہت دنون سلطنت کی مزے اوڑانے نہ تہے کہ گورنر جنرل پاس اوسکی چال چلن کی
اور اوسکی ناحق جانشینی کی خبریں پہونچنے لگین - اسلیئے گورنر جنرل کے بر سر موقع آنیکی ضرورت ہوئی

اسلئے اوسنے لکھنؤ کی طرف سفر کیا۔ بڑی بیگم یعنی نواب آصف الدولہ کی ماں وزیر علی کی بد افعالی کو
روکنا چاہتا تھا اسلئے وہ زبردستی فیض آباد کو بھیجی گئیں اسلئے اب وہ دوست سے دشمن ہو گئیں۔
الماس علی خان سے گورنمنٹ انگریزی کو نفرت تھی جبکہ نواب کی سرکاری خدمتوں سے اوسکو جدا
کر دیا تھا اب اوسنے اپنی عقل و دانش کے زور سے ایک بڑا علاقہ اپنی زمینداری میں لے رکھا تھا۔ اور اس
ریاست میں سب سے بڑے رتبہ کا آدمی گنا جاتا تھا جب بیگم کا جھگڑا نواب سے ہو گیا تھا تو اوسنے الماس علی
خان ہی کو اپنا مدار المہام بنایا۔ اوسنے بیگم اور نواب کی ظاہرین صلح کرا دی۔ گورنر جنرل جس وقت
لکھنؤ میں پہونچے ہیں تو اوسکو لکھا گیا کہ بیگم اور نواب کے درمیان جو عہد و پیمان ہے وہ ایسے استوار ہیں
کہ ٹوٹنے کے نہیں ——— اور حسین رضا خان اور راجہ ٹکیت نرائن بھی اونکے
پہلوؤں میں گہس گئے۔ نواب کے مزاج میں اوسکا خسر اشرف علیخان بڑا اثر رکھتا تھا۔ ان تمام گروہ کا
یہہ مطلب تھا کہ انگریزوں کی مداخلت کا مقابلہ کیجئے۔ تھوڑے ہی دن گورنر جنرل کو آئے ہوئے ہوئی تھی کہ
کہ نواب کو چیچک نکلی اور وہاں سازشیں شروع ہوئیں۔ سر جان شور خود لکھتے ہیں کہ مجھے اپنے ہوش سے
آج تک ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ ایسی بدکاری اور حرام کاری کے معاملہ میں دقت اور دشواری
اوٹھانی پڑی ہو۔ ۲۰ دسمبر کو الماس علی خان جو تمام امور کو نہایت غور و خوض سے دیکھتا تھا
وہ وزیر کے پاس گیا اور کئی روز تک اوسکے ساتھ صلاح و مشورہ کرتا رہا اور کہنے لگا کہ وزیر علی لطفہ
ناتحقیق ہے اور وہ نہایت اسراف اور عیاشی سے بیگم صاحب کی مرضی ہے کہ وہ معزول ہو اور شجاعت الدولہ
کے بیٹوں میں سے کوئی جانشین ہو۔ آصف الدولہ کے سارے بیٹے جو مشہور ہیں لطفہ ناتحقیق ہیں۔
غرض یہی بات گورنر جنرل کے سامنے کئی دفعہ اور کمانڈر انچیف کے سامنے ایک دفعہ بیان ہوئی۔ بیگم صاحبہ
اور الماس علی خان دونو مرزا جنگلی جو سعادت علیخان سے چھوٹا بھائی تھا اوسکو نواب
بنانا چاہتے تھے۔ اور گورنر سے درخواست کرتے تھے کہ اگر آپ اس پر راضی ہو جائیں تو اوسکا عوضانہ
بہت کچھ نذر کیا جائے گا۔
وزیر علی کی بدچلنی اور مسرفی اور زشت افعالی کی شکایتیں نہایت حکمت سے اور سلیقہ سے گورنر جنرل کے

سامنے پیش ہوتی ہین کہ جسے اوسکا دل وزیر علی کیطرف سے پھر جاتا ہے۔ لوگون نے کہا کہ نواب ایسا مرد ہے کہ سارے ملک کی آمدنی اپنے گھرون مین اوڑادیگا سرکار کمپنی کا روپیہ کہان سے ادا کریگا مزاج اوسکا اکہڑ اور شتابی ہے کہ وہ کسی بات کو سمجھانے سے سمجھتا نہین اسلئے غالبا وہ انگریزونکا محکوم نہین رہیگا بلکہ اونسے نفرت کرنے لگیگا اور جہانتک اوس سے ہوسکے گا وہ اونکے جوئے کے نیچے سے نکلنا چاہیگا۔

جب یہ باتین سرجان شور کے گوش گزار ہوئین تو اوسکا دل بھی وزیر علی کے نطفہ ناتحقیق ہونے پر یقین کرنے لگا۔ اور وہ اوسکی اور تحقیقات کے درپے ہوا۔ تو یہ معلوم ہوا کہ وہ ایک ماما کا لڑکا ہے۔ تحسین علیخان جو نواب کا بڑا معتمد خواجہ سرا تھا اوس نے بیان کیا کہ وزیر علی کی ماں کا خاوند موجود ہے وہ نواب کے ہان ماما تھی اور خاوند کے پاس وہ آتی جاتی تھی جب وزیر علی اوسکے ہان پیدا ہوا ہے تو اوس سے پانچ سو روپیہ کو نواب نے مول لیا تھا۔ نواب کی عادت تھی کہ وہ حاملہ عورتون کو مول لیتا تھا اور اونکے ہان جب بچے پیدا ہوتے تھے تو اونکو اپنا بتایا کرتا تھا اور اونکی پرورش شہزادونکی طرح کیا کرتا تھا یہی حال سب لڑکون کا ہے جو نواب کے بیٹے مشہور ہین۔ یہ تحقیق ہوگیا کہ وزیر علی کی ماں ایک امیر کے گھر مین ماما تھی تین لڑکے اوسکے تھے بڑے بیٹے کو اوسکے نواب نے پانچ سو روپیہ کو مول لیا تھا اور اوسکا نام محمد امیر رکہا تھا۔ دوسرا بیٹا اوسکا ابھی ذلیل حالت مین نوکری چاکری کیا کرتا تھا تیسرا بیٹا یہ وزیر علی تھا اس وزیر علی کے سامنے کبھی نواب آصف الدولہ کی بیوی نہ ہوئی یہانتک کہ نواب کے بلانے پر بھی اوسکے بیاہ مین شریک ہوئی اور اوس نے خاوند کو کہا کہ تمہارا ایسے ذلیل کمینے کو بیٹا بنا کر اپنے خاندان کے نام و ناموس کو بٹا نہین لگاتی۔ نواب کے حقیقی دو بیٹے تھے وہ صغیر سنی مین مرچکے تھے اب کوئی بیٹا نہین تھا گورنر جنرل نے تحسین علیخان سے پوچھا کہ کیا آصف الدولہ کو خیال تھا یہ کہ وزیر علی کی ماں سے جو لڑکا پیدا ہوا ہے وہ میرے نطفہ سے ہے اوس نے کہا کہ نواب کو اوسکی ماں کی حاملہ ہونیکی بھی خبر نہین ہوئی جب لڑکا پیدا ہولیا تو ... حاملہ ہونا معلوم ہوا ہے۔ اب سرجان شور نے یہ کہا کہ جس شخص کو مین نے نواب وزیر مان لیا تھا سوا سعادت علیخان کے اور سب امراء عالی تبار نے اوسکا اقرار کرلیا تھا اب ثابت ہوا کہ آصف الدولہ کا بیٹا نہین تو چاہیے کہ وہ تخت

معزول کیا جائے۔ گو گورنر جنرل کے خیال مین بہی ایک دفعہ آیا کہ وزیر علی کی صغر سنی مین ساری ملک کے
انتظام کی عنان اپنے ہاتہہ مین لیجئے مگر بہت سے اعتراضات وسپر ہوتے تہے اسلئے اس خیال سے ہاتہہ اوٹہا یا۔ گو
سر جان کی فہم مبارک ذکی پلٹے کہا ئے مگر تمام اوسکی تحریرات اس معاملہ مین پڑہنے سے یہہ معلوم ہوتا ہے
کہ اس نیک ذات سادہ مزاج کی نظر حق رسانی اور انصاف پر تہی۔ وہ اپنی موٹی سمجہہ سے مجبور تہا کہ اوسنے
ایک سلطنت کا فیصلہ اوس شہادت سقیم پر کر دیا کہ جسپر انگریزی قانون انگلستان مین چند پونڈ کا
فیصلہ نکرتا۔ جب وزیر علی کی معزولی کی ٹہری تو سعادت علیخان مستحق سلطنت ٹہرا جب گورنر جنرل نے اسکے
نواب بنانے کے لئے شرائط پیش کین تو اوسکا کیا مقدور تہا کہ اوسمین حیل حجت نکالتا شرائط پر سر جہکا دیا۔
اور بنارس سے کانپور مین آیا اور کانپور سے اوسکے جلو مین ارد و بزرگ ساتہہ ہوا۔ اس شان سے لکہنو
مین آیا۔ سارا لشکر اوس پاس انگریزی تہا کیونکہ اس بیکس بیچارہ پاس ورکہان سے سپاہ آتی۔ غرض
۲۱ جنوری ۹۸ءکو وہ مسند ریاست پر جلوہ افروز ہوا۔ اور حق بحق دار رسید کا غلغلہ سارے
شہر مین بلند ہوا۔

نواب سعادت علیخان سے یہہ عہد و پیمان ہوگیا۔ چہتیس لاکہہ روپیہ سالانہ انگریزون کو دیا کرے قلعہ
الہ آباد حوالہ کرے۔ انگریزی سپاہ اکثر اودہ مین دس ہزار رہا کریگی۔ اگر تیرہ ہزار سے زیادہ ہوگی تو نواب کو
خرچ زائد دینا پڑیگا اور اگر آٹہہ ہزار سپاہ سے کم ہوگی تو تنا سب کے حساب سے روپیہ منہا کیا جائیگا انگریزون نے
جو محنت و مشقت نواب کی جانشینی کے لیے اوٹہائی اوسکے عوض مین نواب نے بارہ لاکہہ روپیہ دئے۔ اور یہہ قرار
کیا کہ بغیر اونکی اجازت کے کسی ریاست غیر سے خط و کتابت نہ رکہیگا۔ نہ کسی اہل یورپ کو نوکر رکہے گا
نہ اپنے ملک مین بسنے دیگا۔ وزیر علی کو ڈیڑہ لاکہہ روپیہ سالانہ اوسکے خرچ کے واسطے دیگا۔ اور وہ
بنارس مین رہیگا۔ اور باقی اور جو بہتیجے مشہور ہین اونکو بہی تنخواہ دیگا۔

(۷) ہندوستان مین صوبہ اودہ اور اضلاع کرناٹک نہایت مرفہ الحال و سرسبز و شاداب و حاصل خیز تہی
مگر جب سے کہ اونکے نوابون نے سرکار انگریزی کی سعادت متابعت حاصل کی تہی تو اونمین وہ نحوست پہیلی کہ
رعایا کو دیکہئے تو نہ ــــ کو روٹی نہ بدن کو کپڑا نہ رزق نہ موت۔ زمین کی پیداوار کو دیکہئے تو خاک

جہان سومین غلہ پیدا ہوتا تہا وہان سو سیر بہی نہ پیدا ہوتا تہا۔ اب سوال نہایت توجہ کی قابل یہہ ہے کہ
کیون اس سعادت متابعت انگریزی سے ملک و اہل ملک یہہ شامت اور نحوست اٹہا لئی یہہ آثار بد کیون
اونمین نمودار ہوئے۔ اسکا جواب دینا کچہہ مشکل نہین ہے۔ ہندوستانی سرکارین ہمیشہ ضعیف ہوتی ہین اسلیے
اونکا ظلم و ستم بہی ضعیف ہوتا ہی۔ مگر جب انگریزون کی قوت بازو نے اونکی تقویت کی تو اونکا ظلم و ستم
مین بہی جان اگئی اور وہ ایسا زبردست ہوگیا کہ کوئی چیز اوسکے مقابلہ مین سوا سرکشی و بغاوت
رعایا کی نہ رہی۔ ابتک انسانونکو علم نظم و نسق و حل و عقد ملکی کا اتنا کم آتا ہے کہ تمام گورنمنٹون
(سلطنتون) مین سوا ایک گورنمنٹ کی مزاحمت کیلئے کوئی چیز موثر سوا سرکشی اور تمردی رعایا
نہین ہے۔ ایشیا کی تمام گورنمنٹون مین رعایا کی سرکشی عجب اثر رکہتی ہے اور وہ حکمرانون کی خاندانون
مین انقلابات زیادہ تر کرتے رہتی ہین جب مصیبتون اور آفتون کی سبب سے رعایا ناراض ہوتی ہے اور
پہر ناراضی بڑہ کر بلندی پر پہونچتی ہے۔ اسوقت کی منتظر سرکشی کے لئے بیٹہے رہتے ہین۔ جب ظلم
سے ملک کی آمدنی مین تنزل ہوتا ہی تو مالگزار گورنمنٹ کی تنزل ہونے سے روپیہ نہین دیتے اور جب روپیہ
نہین ملتا تو سپاہ کی تنخواہ نہین بٹتی تو سپاہ اول بہت غل مچاتی ہے اور دہمکا دیتی ہے اور آخر کو
بغاوت اختیار کرتی ہے پہر ساری رعایا اس سپاہ کے ساتہہ ہوتی ہے اسی انقلاب عظیم واقع ہوتا ہے
کوئی دل چلا دلاور صاحب سر پیدا ہوتا ہی اور رعایا اور سپاہ کی سر پر ہاتہہ رکہکر لیتا ہے کہ او میرے ساتہہ
ہو مین حاکم ظالم کی گریبان کو جوش انتظام کی ہاتہہ سے پہاڑتا ہون۔ پہر وہ سب اوسکی ساتہہ ہو گئے ہین وہ
حاکم کو دفع کرتا ہی اور خود جلدی جلدی مسند حکومت کے زینے چڑہکر کے معراج سلطنت پر پہنچتا ہے۔ اور جیون حکمران
بنتے ہین اونکی خاندان مین بہی دو تین نسل تک فرمان روائی ہوتی رہتی ہے اور پہر اونکا بہی وہی
حال ہوتا ہے جو فرمان روایون کا ہو چکا ہے۔ ہندوستان چہوٹی چہوٹی ریاستون مین منقسم ہے
بدانتظامی سے ضعف سلطنت ہوتا ہی اور یہہ ضعف سلطنت اور دشمنونکو اوسکے فتح کرنے پر رغبت دلاتا ہے
بس کر اتنا کہ ضعف سلطنت نے سلطان ٹیپو کو اوسکے فتح پر دلیر کیا اور اودہ کی بدنظمی نے ہمیشہ ہمسایونکو دست درازی
پر مستعد کیا ... اگنے خانہ خراب ہوتا ہی بہی خاک تباہ ہا اگر سرکار انگریزی ہی اونکی سرپرستی نہ کرتی۔ ایشیا اور

یوروپ مین تمام سلطنتون مین ظلم ہونیکا یہہ ایک ہی سبب ہے کہ حکومت کرنیکی اجرت رعایاسے روز بروز زیادہ لیجاے۔ جب ان ضعیف نوابون کی انگریزون نے استعانت اور استمداد اور اعانت کی تو اوسکے عوض مین زر کثیر مانگا اور جب روپیہ مانگا تو ان نوابون کو اپنی رعایاسے زیادہ خراج لینا پڑا۔ نوابے رعایا ناراض ہوئی اور اس ناخوشی سے وہ سرکشی کرکے اپنے دل کا غبار نکالتی مگر قوت انگریزی اونکے سرکشی کا سر دبای ہوئی تہی وہ کب اوٹھنے دیتی تہی۔ پس اس سببسے کچہہ اور رعایا کو نہ بنا سوا اسکے دکہہ بہرتی روپیہ دیتی۔ اور دل مین کوستی۔ اس ظلم اور ستم کی اصلاح انگریز دنکے دل مین بہی جب ہی آتی کہ وہ دیکہتے کہ ہمارے زر موعود ادا کرنے مین کچہہ خلل آنے والا ہے۔ پس ان نوابونکو کرناٹک اور اودہ کو وہ ویران اور تباہ کیا کہ کوئی قطعہ منہد کیا کوئی قطعہ دنیا ہی ایسا نہ تہا۔ جسمین رعایا کی یہہ خستہ حالی اور ملک کی یہہ لاثانی ویرانی ہو کہ سیکڑون گانؤن مین چراغ بہی ٹمٹماتا نظر نہ آئے۔ چکی کی آواز کی جگہہ الّو کی آواز کان مین آئے۔

(۸) ولایت مین ایک شور تہین سر جان شور کے کامون پر تہا۔ بادشاہ نے اونکو لقب لارڈ ٹین متہہ کا عنایت کیا ۱۷۹۸ء کی شروع مین اونہون نے استعفا دیدیا اور انگلستان کو روانہ ہوئے۔ لارڈ کلائیو جو بڑے لارڈ کلائیو کے خلف الصدق تہے لارڈ ہوبرٹ کے قائم مقام دسمبر ۱۷۹۷ء مین مقرر ہوئی۔ اور ۲۱ اگست ۱۷۹۸ء کو مدراس کے عہدہ گورنری کا کام لیا۔

فصل چہارم

(۱) جب سر جان شور نے ۱۷۹۷ء مین استعفا دیا تو اونکے قائم مقام مقرر کرنے مین ارکان شاہی کو کچہہ تامل ہوا۔ لارڈ ہوبرٹ ۲۳ اکتوبر ۱۷۹۷ء کو گورنر مدراس سے مستعفی ہوئی اور ۲۴ دسمبر کو یہہ حکم ہوا تہا کہ مارکوئیس کورنوالس کے جانیکے بعد گورنر جنرل ہند مقرر ہونگے۔ مگر لارڈ ہوبرٹ نے جو نواب کرناٹک کے معاملات مین دست اندازی کی اور سپریم گورنمنٹ سے اپنی بگاڑی۔ وہ اس عہدہ سے محروم رہے۔ اور سر جان شور گورنر جنرل مقرر ہو گئے۔ اور اب سر جان شور کی جگہہ بہی وہ

اس منصب عالی پر سرافراز ہوئے۔ مگر اسکا معاوضہ یہہ ہوا کہ پندرہ ہزار روپیہ سال پنشن اونکی مقرر ہوگئی
کچھہ اس سے آنسو پچھہ گئے۔ اب پہر اس عہدہ پر مارکوئیس کورنوالس کا تقرر دوبارہ ہوا۔ اور اونکا استقبال
ہندوستان میں ہوگیا مگر اوسپر عمل نہوا۔ سوقت کا زمانہ کیہکر سب حیران تھے کہ یہہ شخص پہر کیون مقرر
ہوا ہے۔ مدبران ملک بھی حیران تھے کہ یہہ تقرر عجیب ہے کوئی اسکا سبب بھی عجیب ہوگا۔ مگر یہہ
عجیب و غریب معاملہ پردہ مستوری ہی مین رہا۔ کچھہ کھلا نہین کہ کیا ہوا۔ مارکوئیس کورنوالس نے
استعفا دیدیا وزیر اعظم کی سمجہہ مین آئے ہوئی کہ اب بہ تقاضائے حال ہندوستان کی انتظام کیلئے کوئی
شخص ایسا تجویز کرنا چاہئے کہ کارنوالس سے زیادہ اولوالعزم ہو۔ تو لارڈ ولزلی ارل مارنگٹن
ہر اکتوبر ۱۷۹۷ع کو گورنر جنرل ہند مقرر ہوا۔ یہہ نامی گرامی امیرزادہ ۲۰ جون ۱۷۶۰ع مین ڈبلن
دار الخلافہ آئرلینڈ مین پیدا ہوا تھا ایٹن کے مدرسہ مین چند سال مین داخل ہوا۔ وہان جاکر ہم مکتبون مین
بڑا نام پیدا کیا اور اپنا کمال دکہلایا۔ اور آخر کو بڑا عالم فاضل ہوا۔ اور ۱۷۹۴ع مین اوسنے کامنس ہوس
مین فرانس کے خلاف مین ایک تقریر لطیف فصاحت و بلاغت سے ایسی ادا کی کہ سب کے سب ہی لوٹ پوٹ
ہوگئے۔ اور سب کو یقین ہوگیا کہ یہہ امیرزادہ بھی انگلستان کے نامآورون مین اپنا نام پیدا کریگا
وہ اکثر جلیل القدر عہدون پر ممتاز رہا۔ اور اونمین کار نمایان اور خدمات شایان کرتا رہا ہندوستان
کے حالات معلوم کرنیکا اوسکو شوق پہلے ہی سے تھا کچھہ اسی سبب سے نہین کہ وہ گورنر جنرل ہوا چاہتا تھا
یہہ عہدہ تو اوس زمانہ مین اوسکے رتبہ عالی سے بہت پست تھا۔ وہ چار برس تک بورڈ کنٹرول کے
جلسہ کمشنری مین رہ چکا تھا۔ وہ تمام ہندوستان کے معاملات ملکی کا ایسا علم رکھتا تھا جیسا گورنر جنرل
ہونیکے لئے علم رکھنا چاہئے سوا اسکے وزیر اعظم پٹ اور ڈنڈس صاحب پریسیڈنٹ بورڈ کنٹرول سے بھی اتحاد اور
اخلاص دلی رکھتا تھا۔ نومبر ۱۷۹۷ع مین ولایت سے چلا اور کیپ مین فروری ۱۷۹۸ع مین پہونچا
وہان لارڈ میکارٹنی سابق گورنر مدراس سے اور لارڈ ہوبرٹ سے جو ابھی مدراس کی گورنری
سے واپس بلائے گئے تھے ملا۔ اونسے ان دونو گورنرون کے خیالات اور رائین دکھن کے معاملات مین
اونسے پوچھین اونہون نے بتلادین۔ یہان وہ جیمز کرک پیٹرک سے جو سیندہیا کے دربار مین وزیر اعظم

حیدرآباد مین رزیڈنٹ رہ چکا تہا ملاقی ہوا۔ اور جنرل ڈی وڈ بی آڈ جو سری رنگ پٹن
کے جیلخانہ مین رہ چکا تہا اوس سے بہی ملاقات ہوئی۔ غرض ان سب آدمیون سے اوسنے وہ حالات دریافت کرلئے کہ
جسسے تمام ہندوستانی رئیسون کی قوت و قدرت اور انتظام اور اونکی تدابیر پر علم ہوگیا۔ اور تمام معاملات
کی صحیح صحیح کیفیت معلوم ہوگئی غرض جو باتین ہندوستان مین برسون رہکر معلوم ہوتین وہ
بیٹہے بیٹہے چند روز مین معلوم کرلین۔ ایک جہاز ہندوستان سے کیپ مین پہونچا تہا وہان لارڈ
ولزلی نے اوسکو ٹہراکر جو مراسلات ولایت جاتے تہے اونکو کہول کر پڑہ لیا۔ اور پہر اپنی خرد دور بین
اور کارشناس سے خیالات انتظام ہند کے باب مین ایسے لکہے کہ لوگون کو یہہ قوی امید ہوگئی کہ وہ
ہندوستان کا خوب انتظام کریگا۔ وہ فرانسیسون کے ساتہہ نفرت قلبی اور اونکی عظمت کا خوف ولایت
ہی سے ساتہہ لایا تہا۔ اونکے قلع و قمع کے منصوبے اوسنے پہلے ہی سوچ رکہے تہے۔

(۲) اہل یورپ کے ہان امن و امان ملکون مین رکہنے کا یہہ اصول ہے کہ سلطنتون کی قوتون کا باہم
موازنہ ہوتا ہے یعنی کوئی سلطنت اپنی قوت کو بڑہا کر اورون کو زیردست نہین کرسکتی اور اگر کوئی
سلطنت ایسا کرتی ہے تو اور سلطنتین ملکر اوسکی قوت کو کم زور کردیتی ہین۔ غرض قواء سلطانی
میزان معادلت مین رہتی ہین کوئی پلہڑا اوسکا گرانبار ہوتا ہے نہ سبک بار۔ اسی اصول کو لارڈ کورنوالس نے
دکن مین ٹیپو سلطان کو شکست دیکر ۹۲ء مین مصالحت باہم کرکے قائم کیا تہا۔ اور اوسپر اوسکو بڑا
افتخار تہا۔ اوسکو وہ مستقل و مستحکم جانتا تہا۔ ولایت مین وزراء شاہی کو یقین دلادیا کہ اب موازنہ قواء
کے اصول قائم ہونے سے سرکار کمپنی کو کوئی اندیشہ نہین ہے۔ مگر یہہ اوسکی غلطی اور اہل ولایت کی لاعلمی
ہندوستان کے حالات سے تہی کہ اونہون نے اوس اصول کی بقا کا خیال ہندوستان مین کیا۔ اس اصول کا
ہندوستان مین قائم رکہنا یہان کے فرمان رواؤن اور رئیسون کی شان سے بہی بعید ہے۔ اونکا اصول تو غارتگری
اور شمشیر زنی ہے جنگ پیکار کو اپنی شان اور شکوہ جانتے ہین جب وہ یہہ سمجہتے ہین کہ ہم مین قوت اور قدرت
اورون کے مغلوب کرنیکی ہے اوسوقت اونکو کوئی وجہ لڑنیکے لئے نہین چاہئے۔ عدالت و صداقت اونکو میدان
جنگ مین جانے سے نہین روک سکتی مگر ان دشمنون کا مقابلہ و مجادلہ اونکا زنجیر پا ہوسکتا ہے۔ کورٹ ڈائرکٹرز نے

دل مین جوش زن تہا۔ اوسکی سب سے زیادہ دلی تمنا یہہ تہی کہ مین انگریزون سے اپنا انتقام لون جو اونہون نے
مجھے دکہایا ہے وہ اونکو دکہاؤن۔ اسی اودہیڑبن مین رات دن لگا رہتا تہا۔ اس پانچ برس کے عرصہ مین کوئی بند
اوسنے اپنی کامیابی کی لگی چہوڑی نہین۔ آمدنی ملک کو بڑہا لیا۔ لشکر کو درست کر لیا۔ اگرچہ لارڈ کورنوالس نے
اوسنے آدہا ملک چہین لیا تہا اور اوسکی سپاہ کو آدہا کر دیا تہا۔ مگر پہر بہی ایک سپاہ جرار اپنے پاس رکہتا تہا۔ فرانسیسی
افسرون سے اوسکو شوق پہلے ہی سے تہا۔ کسی وقت وہ اوس سے جدا نہ ہوئے۔ یہہ فرانسیسی ہمیشہ اس تاک مین بیٹہے
رہتے تہے کہ کوئی موقع ہاتہہ آئے تو ہندوستان مین پہر ہم ہی ہوجائین۔ انگریزونکا پر نکالدین اور اپنا ڈنکا بجائین
سلطان فرانسیسیون کے اتحاد سے بہت کام اپنے نکالنے چاہتا تہا۔ اور اونسے وہم دیتا تہا۔ ٹیپو کے پاس اسوقت چہتیر
ہزار چہہ سو پیادہ سپاہ تہی جسمین تخمیناً چالیس ہزار آدمی قواعددان تہے۔ نظام سرجان شور کی استعانت
اور مدد نہ کرنے سے انگریزون سے برہم بیٹہا تہا۔ اونکو چہوڑکر وہ بہی فرانسیسیون کے ساتہہ مین جا بیٹہا۔ اور
زیادہ تر اوسکی سلطنت مین وہین کا دخل ہوگیا۔ موسیو ریمنڈ کے ماتحت چودہ ہزار سپاہ تہی اور ۳۶
میدانی توپین اور اٹہارہ لاکہہ روپیہ سالانہ کا خرچ اس سپاہ کا تہا۔ ایک ملک اس آمدنی کا اوسکے واسطے مقرر تہا
یہہ سپاہ زبردست تمام نظام کی سپاہ مین شمار ہوتی تہی۔ سیندہیا پونا مین بڑا اقتدار اور اختیار رکہتا تہا
اس نے بادشاہ شاہ عالم کو اپنی مٹہی مین کر لیا تہا اور جو اس بادشاہ سے فائدہ حاصل ہوسکتا تہا وہ اوسکو
حاصل تہا۔ دکن مین اوسکا ملک دریا تنگ بہدرا کے کنارہ تک تہا اور نظام اور پیشوا کا ملک اوسکے ملک
کے گرد حاشیہ تہا۔ شمال مین اوسکے ملک کی سرحد سرکار کمپنی اور نواب اودہ کے ملک سے ملی ہوئی تہین۔ فرانسیسی
سپاہ اوسکے ہان بہی بڑی قوت رکہتی تہی۔ ڈی بوئن نے جو سپاہ مرتب کی تہی اب اوسکی تعداد بڑہ کر
چالیس ہزار ہوگئی تہی اور ۴۶۴ توپین تہین اور ایک بڑا ضلع ملک کا اونکے خرچ کے واسطے معین تہا
اس سپاہ کے ساتہہ اور تمام ساز و سامان جو اوسکے لئے ہونی چاہیے تہے موجود تہے۔ قلعے نہایت مستحکم اور استوار تہا
سلح خانہ نہایت آراستہ و پیراستہ۔ توپین ڈہالنے کی کارخانے۔ اور اور اسباب حرب و ضرب بکثرت اوسکے ساتہہ
غرض اس سپاہ کی قوت و نیز انگریزون کی سپاہ سے جو ہندوستان مین تہی کم نہ تہی۔ اودہ مین جو نیا نواب
سرجان شور نے بٹہایا تہا اوسکا حال یاد ہوگا۔ وہان الماس علیخان نشہ بدست انگریزون سے

لڑنیکے لیے بیٹھے تھے۔ پہلوون کی کشتی خوب گرم تھی۔ نواب ارکاٹ کو بھی مسند ریاست پر بٹھایا تھا جسکا ملک فتح خوارزم
دور کیا تھا۔ ریاست تنجور کا حال کچہ اچھا تھا وہاں ریزیڈنٹ کو مرنے ذی فساد برپا کر رکھا تھا۔ سوا ان سب آفات کے
لارڈ ولزلی کی لیے یہہ آفت اور تھی کہ سرکار کمپنی کو انگریزی قرض ملتا اور فرمان بردار تھے اور اسوقت سرکار
کے ساکھہ ایسی بگڑ رہی تھی کہ بارہ روپیہ سیکڑہ پر روپیہ قرض نہ ملتا تھا۔ اگرچہ لارڈ کورنوالس کے آخر وقت
مین آمدنی ملک کی نو ویا ایک کروڑ پچاسی لاکھہ روپیہ کی جو بڑہی تھی مگر اوسکے جانشین سر جان شور کے
عہد مین بغیر جنگ کے وہ سال بسال کم ہو گئی۔ اور یہہ پہلی ہی دفعہ تاریخ سلطنت انگلشیہ مین تہی کہ امن
کے زمانہ مین سرکار کے ہاں ٹوٹا ہو۔ غرض اسوقت کو سرکار کمپنی کے پاس بڑا ملک تھا مگر وہ متصل نہ تھا
جدا جدا منتشر تھا۔ اور وہ اپنی سلطنت کے باہر اپنا رعب رکھتے تھے۔ یہ کی حالات اوسکے ایک مفلس کے
گہر کا چراغ بن رہے تھے۔ اور سر پر ایسے طرف کے طوفان ایسی خطرناک آنیوالے تھے کہ ان کو تاریک دکھائی
دیتے تھے۔ فرانسیسیونکا آفتاب اقبال نصف النہار پر تھا۔

(۴) لارڈ ولزلی کلکتہ مین ۱۷ مئی ۱۷۹۸ء کو پہونچا۔ اسمین دن بھی گذرنے نہ پائے تھے کہ یہہ واقعہ پیش آیا
کہ کلکتے کے اخبارون مین ایک خبر یہہ مورشیس کے گورنر جنرل مالارٹک کا ایک اشتہار فرانسیسی زبان
مین اس مضمون کا چھپا کہ ٹیپو سلطان کے دو قاصد ہمارے پاس آئے ہین اور انکے پاس خطوط شاہ
فرانس کے نام ہین وہ فرانس سے ربط ضبط بڑہانا چاہتا ہے۔ اور فرانسیسیون کی دستگیری سے انگریزون کا
ہندوستان سے نکالنا چاہتا ہے اور اپنی سپاہ مین فرانسیسی سپاہ بھرتی کرنا چاہتا ہے۔ اسلیے ہم
جزیرہ فرانس اور بوربون کے باشندونکو یہہ ہدایت کرتے ہین کہ سلطان کی فوج مین بھرتی ہو کر
بیشک انگریزون سے لڑین۔ لارڈ ولزلی کو اول اول تو یقین نہ آیا یہہ اشتہار جعلی ہے کیونکہ اس بات کا
باور کرنا بھی عقل سے خلاف تھا کہ ٹیپو سلطان اگر یہہ خط اپنے فرانس کے ہمراہ کو بھیجے نہایت نادانی
کی تھی اسطرح علی الاعلان کرے۔ مگر جب اشتہار کی تصدیق بہت سے شاہدان معتبر کی شہادت
سے ہوئی جو مورشس سے کلکتہ مین آئے تھے اور کیپ گڈ ہوپ سے لارڈ میکارٹنی نے لکھا کہ
مورشس مین جنوری ۱۷۹۸ء کو دو قاصد منگلور سے آئے ہین اور فرانسیسیون نے بڑی آؤ بہگت سے اونکی

مہمانداری کی ہے۔ اور ۲ مارچ کو یہاں سے دو فرانسیسی جہاز میں بیٹھکر منگلور کو روانہ ہوئے ہیں جنسے گمان غالب ہے کہ ٹیپو درحقیقت میں فرانس سے کمک طلب کی ہے مگر جب یہ دو سو فرانسیسی ساحل ملیبار پر منگلور میں ۲۶ اپریل ۱۷۹۸ء میں اوترے اور سلطان نے حد سے زیادہ اونکی مہمان نوازی کی تو یہہ یقین ہو گیا کہ اشتہار سچا تہا گو یہی لکھا ہے کہ ۹۹ ہی آدمی تہے۔ یہہ آدمی خواہ کتنے ہی ہوں ناکارہ محض تہے۔ نہ اونمیں کسی میں افسری کی لیاقت تہی نہ سپاہی ہونے کی۔ مگر ہان انگریزوں کی دشمنی کرنے پر سب مستعد تہے۔ شاید یہہ حماقت اس سبب سے سلطان کے قاصدوں سے سرزد ہوئی کہ ہندوستان کے آدمیوں کی گفتگو ہمیشہ مبالغہ سے خالی نہیں ہوتی۔ اور اوسمیں شیخی اور نمود ضرور پائی جاتی ہے۔ اور سلطان ٹیپو ان کے لاف زنوں میں شیخی باز مشہور تہا۔ اوسکے قاصدوں نے ڈینگ میں آکر یہہ اشتہار دیدیا تاکہ خلق یہہ جانے کہ ہمارا سلطان ایسا بیباک اور دلاور ہے کہ انگریزوں کی حقیقت کچہہ نہیں سمجہتا اور ایسے اشتہاریوں مشتہر کر دیتا ہے۔ غرض ٹیپو کی ان حرکات سے لارڈ ولزلی کے دلمیں یقین ہو گیا کہ اوس سے لڑنا مصلحت اور انصاف و عقل کا مقتضا ہے۔ اگر اس میں تخفیف کی جائے گی تو معلوم نہیں کہ سلطان فرانسیسوں سے سازش کر کے کیا گل کہلائے اور پہر کیسی ہوا چلے۔

(۵) اب لارڈ ولزلی کو ایسی تدبیریں کرنی پڑیں کہ جو ٹیپو کے ارادوں کو اوبہرنے نہ دیں۔ جنرل ہیرس کو جو بالفعل قائم مقام گورنر مدراس تہے اشتہار کو دوسرے دن لکہہ بہیجا کہ ساحل کورومنڈل پر جہانتک جلد ہو سکے فوج جمع کرنی چاہئے تاکہ وہ سیدہی سری رنگ پٹن کو روانہ ہو لیکن ابہی یہہ کام ایسے طور سے کیا جائے کہ فراہمی افواج کا باعث کسی پر کہلنے نہ پائے۔ ولزلی اس بات کو خوب سمجہتا تہا کہ ٹیپو سلطان سے ملاپ کی باتیں کرنی کبہی سودمند نہ ہونگی اور جب تک وہ زیر دست نہ پایا ہوگا فتنہ انگیزی کے لئے ہاتہہ پیر ہلاتا رہے گا۔ اوسنے نظام اور پیشوا کو بہی ٹٹولا کہ وہ کتنے پانی میں ہیں اور اونکو لکہا کہ صلحنامہ سری رنگ پٹن کی بارہویں دفعہ کے موافق اپنی سپاہ کو بہیجنے کے لئے حکم دیں جسوقت یہہ حکم گورنمنٹ مدراس پاس آیا تو اوسکا دم ہی نکل گیا۔ اور اوسکو سو طرح کے اندیشے اور وسوسے پیدا ہوئے۔ جنرل ہیرس کو تو یہہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ گورنر جنرل کو خود لکہے کہ اس خطرناک ارادہ سے باز رہیے اور بیٹھے بٹہائے اپنے سر آفت نہ لائیے مگر یہاں

سکرٹری صاحب تہے اور منشی بے نظیر گورنمنٹ مدراس کے ویب صاحب تہے صاحب کا بن کپتان سرکا تہا۔ ڈیوک
ولنگٹن جو اوسوقت جنرل ولزلی تہے اونکی شان مین یہہ کہا کرتے تہے کہ جتنے لائق آدمیونکو مین جانتا ہون
اونمین سے ایک وہ بہی ہے اور وہ نہایت دیانتدار ہے۔ اونکا رنگ بہی اس حکم کو دیکہہ فق ہوگیا وہ اپنی آنکہون
سے دیکہہ چکے تہے کہ کرنیل بیلی کے لشکر کا کیا حال ہوا اور کرناٹک کیا تباہی اور بربادی آئی۔ حوالی
مدراس مین کیا مکانون کے جلنے سے آگ روشن ہوئی۔ غرض ایک چٹھی جسمین بہت سی فصاحت وبلاغت
وطلاقت اونہون نے خرچ کی لارڈ ولزلی کو لکہی اور اوسمین اونکے ارادہ کی یہہ خرابیان بیان کین کہ ۱۷۹۱ع
مین لارڈ کورنوالس پہلی دفعہ کس سامان سے سری رنگ پٹن پر چڑہا تہا اور ناکام رہا تہا۔ اوسوقت تمام پریزیڈنسی
مین آٹہہ ہزار سپاہ ہے۔ نہ سررشتہ ورسد نہ لڑائی کا سامان ہے۔ اس سپاہ سے ملک کرناٹک کی حفاظت
ہی بمشکل تمام ہوتی ہے۔ اگر ٹیپو سلطان کو ہماری تیاریون کی خبر پہنچیگی تو وہ اوسیوقت اوٹہہ کہڑا ہوگا
خزانہ مین روپیہ نہین ادہار ہے۔ قرض کا جو ٹیٹرا تہا آٹہہ برس مین سترہ لاکہہ سے پچاس پہنچ گیا ہے نوبت
یہان تک پہنچ گئی ہے۔ بارہ روپیہ سیکڑہ کے سود پر پانچ روپیہ سیکڑہ کا بٹا ہے۔ اب دشمن کی حالت کو دیکہیے کہ اوس پاس
ساٹہہ ہزار سپاہ ہے جسمین ہوا سپاہ کے بین جو اپنے کام مین مشہور ہین۔ پیادہ فرانسیسون کے قواعد سکہائی
ہوئی ہے ۱۴۴ توپین ہین۔ اور ایک سپاہ بان پہینکنے والون کی جدا ہے۔ ہاتہی اور بار برداری کے
لئے چوپائے اور سامان رسد ذرا سے ہے جسوقت ہمارا لشکر حرکت کریگا تو سلطان ٹیپو کا دل ہم سے
بیزار ہوجائیگا۔ اور کورنوالس کے عہد وپیمان شکستہ ہوجائینگے اور انجام اسکا یہہ ہوگا کہ ہمپر خواری
آئینگے۔ اور یہہ بہی لکہا کہ نظام اور مرہٹے جو ہماری دوستی کا دم بہرتے ہین اونسے کسی طرح امید نہین
عبث ہے یہہ لوگ جبتک ہمارا پلہ بہاری نہ دیکہینگے ہرگز ہمکو خاطر خواہ مدد نہ دینگے۔ غرض جنرل ہیرس اور
منشی بے نظیر نے لارڈ ولزلی کو اپنے ارادہ سے باز رکہنے کی ایسی نصیحتین بیان کین اور ایسے خوف دلائے
کہ اگر وہ بودے دل کا آدمی ہوتا تو اس تحریر کو دیکہہ کر کہندہا ڈال دیتا۔ مگر وہ تو لارڈ ولزلی تہا جیسا
ہوشمند اور عالی دماغ تہا ویسا ہی دلاور اور بہادر تہا۔ اونکی قوت دل وزبردست بازو کے سامنے
یہہ خوف کیا تہے فوراً اسکے جواب مین صرف یہہ لکہہ بہیجا کہ اس حکم کی تعمیل مین جو دیر کرنی ہے بیفائدہ

مین اس باب مین کونسل سے بحث کرنی عبث سمجھتا ہون مین یہہ چاہتا ہون کہ میرے حکم کی تعمیل نہایت
سرگرمی سے شروع ہو۔

(۶) لارڈ ولزلی نے حیدرآباد کے مقدمات کی طرف توجہ کی۔ ریمنڈ صاحب جنہون نے نظام کی سپاہ کا عمدہ
انتظام کیا تھا۔ اس سال کے موسم بہار مین اوسکی بہار عمر پر خزان اجل آگئے۔ اوسکی جگہ پیرون ایک فرانسیسی
سپہ سالار مقرر ہوا۔ اوسکو انگریزون سے دلی نفرت تھی۔ سپاہ نظام کے لشکر کی جان تھی۔ الغرض لارڈ ولزلی نے
خیال کیا کہ ٹیپو سلطان سے لڑائی یقینی ہونے والی ہے اگر اوسمین مین اس لشکر کو نظام کی طرف سے اپنی
امداد کے لیے لیجاؤنگا تو وہ ضرور میدان جنگ مین دغا دیگا اور سلطان کے لشکر سے جا ملیگا کیونکہ فرانسیسی
افسرون سے اوس کا دوستانہ ارتباط و اختلاط ہے۔ اور اگر اوسکو پیچھے چھوڑ جاؤنگا تو اوسکی
خبرگیری کے واسطے ایک لشکر کثیر متعین کرنا پڑیگا اگر یہہ لشکر نظام سے ٹوٹ کر والی میسور یا سندھیا
پاس چلا گیا تو نظام اور پیشوا کا کام تمام ہو جائیگا۔ اور پھر فرانسیسیونکو وہ قوت اور سطوت حاصل ہو جائیگی
کہ دکن اور ہندوستان کو اپنے ساتھہ ملاکر سرکار کمپنی کے ملک پر اپنی دست درازی شروع کرین تو
تعجب نہین پس اول کام یہی ہے کہ حیدرآباد کی اس فرانسیسی سپاہ کو کسی طرح غارت کیجئے اسوقت زمان شاہ
امیر کابل کا خط آیا کہ اگر انگریز کمک کرین تو مین ہندوستان سے مرہٹونکو نکال دون شاہ ابدالی کا وہ پوتا
تھا اور اسکا حملہ بھی ہندوستان پر اندیشہ سے خالی نہ تھا۔ دادا نے جو تباہ حال مرہٹون کا پانی پت مین کیا
تھا وہ ابتک لوگون کو یاد تھا غرض سب طرف سے آفتون کے طوفان اوٹھہ رہے تھے اسوقت لارڈ ولزلی کی
دانشمندی پر خیال کرنا چاہیے کہ اونسے اپنی سلطنت کی حفاظت مین کورٹ ڈائرکٹرز۔ اور بورڈ کنٹرول
کے حکمونکا مطلق خیال نہین کیا۔ اونسے انکی اس غلطی و نامعاملہ فہمی کو پایا کہ سرکار کی عملداری کی ہمیشہ
عافیت نہ کھڑے رہنے مین ہے نہ پیچھے ہٹنے مین۔ بلکہ آگے بڑھنے مین۔ ممکن نہین کہ سب سے جدا رہکر عالم تجرد مین
عافیت و طمانیت سے بسر ہوسکے اونسے کلائیو اور ہیسٹنگز کے اصول کو قائم کرکے تمام ہندوستان کے رئیسون
کے ساتھہ راس کماری سے لیکر جمنا کے کنارہ تک عہد و پیمان کے لیے رسل و رسائل کو آنا فانا مین بجلی کا تار
بنادیا۔ یہانتک کہ رئیسون نے جانا کہ ہان اب پھر سرکار کمپنی کے جسم مردہ مین جان آئی ہے اور کوئی گورنر جنرل

گو وہ کام نہیں کئے تہے جو اصل لڑائی کی تشبیت ہین مگر اوسنے باوجود عہد و پیمان موثق کے یہہ عہد شکنی کی کہ فرانسیسون کی امداد بالکل انگریزون کی جڑ بیڑ کاٹنے کے لئے مانگی اور اس امداد کے حاصل کرنے مین کسی بات مین اوسنے کسر باقی نہین رکہی گو وہ فرانسیسون کی نا قابلیت کے سبب سے بہم نہ پہونچی۔ مگر فرانسیسون نے بہی اسکو صاف جواب نہین دیا۔ اب کیا یہہ مناسب تہا کہ جب اوسکے منصوبے پختہ ہو جاتے تو ہم سب شدید آفات ہونیکے لئے منتظر بیٹہے رہتے۔ نظام کا حال بہی کچہہ اور ہو گیا تہا جیسا ان اوپر ہوا۔ وہ فرانسیسی سپاہ کے قبضہ مین تہا جہان اہل قلم کے ماتحت اہل سیف ہوتے ہین وہان خونریزی و فساد انگیزی کا اندیشہ نہین ہوتا۔ مگر نظام کے ہان اہل سیف کے زیر حکم اہل قلم تہے۔ بجز اوسکے کہ بہیشہ قلم ہو بیکی دہشتین رہتی ہین۔ مرہٹون مین دولت راو سیندہیا سب مین برا دردسر تہا وہ انگریزون پر رشک اور حسد رکہتا تہا غرض یون اقوال ہزل بہت سے ہین مگر قول فیصل لارڈ ولزلی کی ہی رائے ہے۔

(۷) اب لارڈ ولزلی نے حیدر آباد کے ساتہہ عہد و پیمان کرنیکو مقدم سمجہا۔ سوقت نظام الملک کا وزیر مشیر الملک معروف میر عالم مدار المہام تہا۔ وہ مرہٹون کے ہان جس زمانہ مین قید تہا اوس عرصہ مین فرانسیس نظام کے سر پر بہت چڑہ گئی تہے۔ اس میر عالم کا دل فرانسیسون سے ہٹتا چلا تہا اور اوسنے وہ زمین جو اس سپاہ کے خرچ کے لئے معین کی تہی اپنے قبضہ مین لے لی۔ اور بار بار رزیڈنٹ سے کہا کہ اگر انگریزی سپاہ آجائے تو ان فرانسیسون کے عذاب سے جان چہوٹ جائے۔ یہہ درخواست سر جان شور سے بہی نظام نے کی تہی مگر اونہون نے انکار کر دیا تہا۔ سر جان شور کی اس غلط فہمی اور نا معاملہ دانی کو لارڈ ولزلی نے درست کر دیا۔ اور یکم ستمبر ۱۷۹۸ء کو نیا عہد نامہ دس شرطون کا لکہا گیا۔ اول پانچ شرطین تو خرچ سپاہ کے باب مین تہین۔ کہ ستاون ہزار سات سو تیرہ روپیہ جو انگریزی سپاہ کے خرچ کے لئے پہلے سے مقرر تہے اب اوسکی جگہ دو لاکہہ ایک ہزار چار سو پچیس روپیہ مقرر کئے جائین۔ اور چہہ ہزار سپاہ انگریزی حفاظت کے لئے قلمرو نظام مین رکہی جائے۔ چہٹی شرط یہہ تہی کہ جسوقت انگریزی لشکر حیدر آباد مین پہونچے تو تمام فرانسیسی افسر و سرجنٹ موقوف کئے جائین اور اونکی سپاہ دیسی منتشر اور پراگندہ کر دی جائے کہ کوئی نشان اونکے پہلے کا رخانون کا باقی نہ رہے۔ اور نظام کے تمام ملک مین کوئی فرانسیسی نہ پائے

کوئی اہل یورپ بغیر اجازت سرکار کمپنی کے نہ اوسکا ملازم ہو نہ اوسکے ملک مین سکونت اختیار کرے باقی
شرائط یہہ تہین کہ نظام کو مرہٹون کے ناجائز مطالبون سے انگریز محفوظ رکہینگے۔ نظام کا حال یہہ تہا کہ وہ اپنے
٦٥ برس کی عمر مین وہ ہوش اور عقل نہ رکہتا تہا جو اوسکے باپ کی سو برس کی عمر مین عقل و ہوش تہے
اوسکو ایسی شرائط کے منظور کرنے مین تامل ہوا کہ اوس قوم کو جسکو اپنی سلطنت کی ابتدا اوسی پر عروج دیکہا تہا
اوسکو اپون نکالدے جنمین سیکڑون خوف ہون۔ وزیر کے دلمین سو سو وسوسے آتے تہے کہ معلوم نہین کیا ہو جائیگے
مگر آخرکو وزیر خوش تدبیر نے نظام کو سمجہایا کہ اوسکی سلطنت بالکل بے حفاظت ہے اسلئے بہتر ہے کہ اوس قوم کے
ساتہہ اتحاد پیدا کیجئے کہ جو اپنے اثنا مین ایماندار اور وفا عہد مین استوار ہو۔ یہہ حالت ابہی نہین گذرے
مرہٹون کی دست یازی اور سلطان ٹیپو کی ترکتازی کے بہی خوف و اندیشہ مین رہتے غرض اس وزیر نے
جون تون کرکے نظام سے عہدنامہ پر دستخط کرالئے۔

(٨) اب لارڈ ولزلی نے یہہ قصد کیا کہ جو نظام سے عہد و پیمان ہوئے ہین اوسی قسم کے قول قسم پیشوا کے
ساتہہ بہی ہو جائین۔ مگر یہہ تدبیر کارگر ہوئی جب سیندہیا پیشوا پر چڑہا ہے تو اوسنے انگریزون سے
درخواست مدد کی تہی مگر اوسوقت سر جان شور نے اوسے انکار کردیا تہا۔ اسلئے پیشوا نے نظام کو اتہہ
لاکہہ روپیہ کا ملک لیا ہوا دیدیا۔ اور عہد و پیمان درست کرلئے مگر سیندہیا نے جب اسکا عوض لیا اور نانا فرنویس
جو قید مین تہا اوسکو چہوڑا اور ٹیپو سلطان کو ملاکر نظام پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ اس سبب سے سیندہیا
اور پیشوا مین چند روز مصالحت کی صورت ہوگئی تہی۔ مگر نانا فرنویس کے مرتے ہی بیچ بیچ چل جاتے تہے
کہ اسوقت تدبیر لارڈ ولزلی کی طرف سے یہہ شرط عہد و پیمان پیش کی کہ سیندہیا کی دست درازی
سے پیشوا کے بچانے کے واسطے ایک لشکر کثیر انگریزی اوسکی خدمت مین رہیگا۔ اور اوسکے خرچ کے واسطے
تدابیر مناسب کیجائینگی۔ فرانسیسیونکو اپنے ملک سے ہمیشہ کیلئے نکالنا پڑیگا۔ جو نظام و سیندہیا مین تنقیحے
پیش ہونگے اونکا انفصال انگریز ثالث بنکر کیا کرینگے۔ گورنر جنرل نے اس صلح کا ایسا شوق ظاہر کیا کہ
جسے اوسکا مطلب حاصل ہوا۔ غرض اس صلح کو گورنر جنرل کی ہمت نے پیشوا کو بہ ضعف [illegible] قدیمی
حاصل ہو جائے مگر وہ اپنی بیان ہے اس صلح کو یہہ سمجہ کہ حقیقت مین وہ مرہٹون کی عظمت و ریاست کی

پیشوا کے ساتھ عہد و پیمان

شان وشوکت کو مٹانیوالی ہے پیشوا نے نانا فرنویس کی صلاح سے یہہ عہد وپیمان تو نہ کئے مگر رزیڈنٹ سے کہہ دیا کہ مین اون عہد و پیمانکا جو ہم تینون کے درمیان ہوئے ہین ہمیشہ پاس اور لحاظ رکہونگا۔ اور مرہٹونکی سپاہ عظیم کو تیاری کا حکم دیدیا۔ کہ وہ گورنر جنرل کے ساتھہ ٹیپو سلطان سے لڑنے جائین مگر اوسکی نیت مین یہہ نہ تہا کہ یہہ سپاہ جاکر وہان اونگلی بہی ہلائے غرض مرہٹون کے مواعید کاذبہ سے انگریزون کو دم دلاسے مین رکہا اونکے ساتہہ لڑائی مین ہاتہہ نہ ہلایا۔

(۹) جب پونہ مین یہہ عہد وپیمان ہورہے تہے تو کرنیل کولنس رزیڈنٹ دربار سیندہیا نے زمان شاہ کا خط اوسکے روبرو پیش کیا جسمین لکہا ہوا تہا کہ اگر انگریز زمان شاہ کی امداد کرین تو وہ مرہٹون کا استیصال بالکل ہندوستان مین کردے اور شہنشاہ دہلی کو اونکی قید سے چہٹائے۔ مگر رزیڈنٹ نے سیندہیا سے یہہ کہا کہ گورنر جنرل کا ہرگز یہہ ارادہ نہین ہے کہ وہ زمان شاہ کو امداد دیکر اوراوسکے ساتہہ ملکر ہندوستان کی حالت کو تہ وبالا کرے اور تمہارے قبضہ مین جو ملک ہے اوسکو زیروزبر کردے۔ اگر سیندہیا شمال کو چلا جاے تو انگریزی سپاہ اوسکی امداد کے واسطے موجود رہیگی۔ سیندہیا نے انگریزون کے ساتہہ عہد وپیمان کرنیسے تو انکار کیا مگر یہہ اقرار کیا کہ مین شمال مین اپنے ملک مین جاتا ہون مگر اوسکو پورا نکیا۔ سیندہیا اور پیشوا اسوقت انگریزون کی عالی ہمتی کو دیکہہ کر جلتے تہے اور سلطان کی طرف ہوا چاہتے تہے۔ مگر سیندہیا کو یہہ خوف لگا ہوا تہا کہ شمال مین جو اوسکا ملک ہے اوسپر کہین انگریز نہ حملہ کرین۔ اس خوف کے مارے وہ سلطان کے ساتہہ نہوا۔ غرض اس پیغام سلام کا نتیجہ یہہ تہا کہ مرہٹون سے نہ امداد کی امید ہوئی نہ مخالفت کا خوف ہوا۔ راجہ ناگپور اور سرکار کمپنی کا اس مہم مین اتحاد نہ تہا جب کول بروک صاحب جو مشرقی زبانون کے فاضل اجل مشہور ہین اوسکے دربار مین بہیجے گئے کہ اتحاد قدیم کی از سر نو تجدید کرین تو راجہ نے صاف کہدیا کہ مین عہد وپیمان کے جہگڑون مین نہین پڑتا۔

(۱۰) اب موافق عہدنامہ جدید کے مدراس سے چار رجمنٹین مع توپخانون کے حیدرآباد کی طرف چلین اسوقت خزانہ سرکار مین اسقدر روپیہ نہ تہا کہ وہ اس سپاہ رستہ کا بہی خرچ کا متحمل ہوتا اسلئے لارڈ ولزلی نے بنارس سے روپیہ قرض لیکر اوسکو بہیجا اور وہ ۱۰ اکتوبر ۱۷۹۸ء کو حیدرآباد مین پہنچا

اور کسی پر یہہ نہ کہلا کہ کس مطلب کے لئے وہ آیا ہے یہان انگراد اسکو یہہ دقتین پیش آئین کہ نوروز کی بارہ دن تعطیلین
اور چھٹیین اسواسطے ہوتی رہین کہ شرائط معاہدہ پوری نہ کی جائین اور فرانسیسی نہ نکالے جائین۔ نظام
اور وزیر دونو سمجھے جاتی تھے اور ٹال مٹول ہو رہی تھی فقط اونکو یہی خوف تھا کہ انگریزون اور فرانسیسیون
مین ہنگامہ کارزار گرم ہوجائے بلکہ یہہ ڈر تھا کہ آخر کو مجبور ہو کر جانب غالب کی اطاعت نہ اختیار
کرنی پڑے نظام تو اپنے ڈیرے خیمے سے گولکنڈہ کی نواح مین چلا گیا۔ اب انگریزی رزیڈنٹ کرک پیٹرک
صاحب نے وزیر کو سمجھایا کہ آپ ایفاء عہد مین بہت توقف نہ کیجئے اگر کوئی اس نقض عہد کا نتیجہ بظہور مین
آئیگا تو اوسکی جوابدہی نظام کے ذمہ ہوگی۔ اس سپاہ کثیر کی توقیر انگریزون کی نظرون مین ایسی حقیر ہو
گئی تہی کہ کرنیل روبرٹس جو انگریزی سپاہ کے افسر اعلے تھے وہ اپنی سپاہ قلیل سے ہی اس جھگڑے کا فیصلہ پہلے ایسے
کرنا چاہتے کہ نظام کے سوار اونسے آ ملے۔ ان سوارونکو حکم ہوا تہا کہ وہ انگریزی لشکر کی کمک کرین مگر
اونکی فرانسیسیون سے سازش تھی۔ اسلئے کرنیل صاحب اونکی شراکت کو پسند نہین کرتے تہے کہ کہین دوستی
کے لباس مین دشمنی نہ کرین آخر کو وزیر کی فہم مبارک مین آگیا کہ ایفاء عہد مین وہ اندیشہ نظام کے لئے
نہین ہے جو عہد شکنی مین خوف ہے اسلئے اشتہار دیدیا گیا کہ کل افسر فرانسیسی نظام کی خدمت سے موقوف
کئے گئے۔ کوئی سپاہی اونکے حکم کو نہ مانے۔ اچانک جو یہہ حکم آیا تو تمام افسر و سپاہی عالم تحیر مین تہے کہ یہہ
آنا فانا مین سمان کیسا پلٹ گیا اور کیا تہا کیا ہوگیا۔ اب انگریزی سپاہ اور نظام کے سوارون نے
فرانسیسی لشکر کو اونکے کیمپ مین جا گھیرا جہان اونکے اختیار مین یہہ تہا کہ اگر فرانسیسی کچھ ہاتھ پانو ہلائین تو
اونکے تمام سامان حرب و ضرب غلہ وغیرہ کو آگ لگا دین۔ فرانسیسیون کے افسر موسیو پیرون تہا
اوسنے کپتان کرک پیٹرک صاحب کو یہہ پیغام بھیجا کہ مین اور میرے اور ہمراہی افسر اپنے تئین
انگریزون کے حوالہ کرنے کے لئے موجود ہین اور آپکی ذات سے مجہکو قوی امید ہے کہ ہم سب کے ساتھ
مدارات اور تلطف سے پیش آوینگے جو شائستہ قومون مین مروج ہے۔ مگر سپاہی جنکی تنخواہین
مدتون کی چڑہی ہوئی تہین برسر بغاوت ہوئی اور اونہون نے اپنے افسرون کو قید کرلیا۔ یہہ افسر
بڑی مشکل اور دشواری سے اونکی قید سے نکل کر انگریزی خیمون مین پہونچے۔ مسٹر ملکم صاحب

ایک نوجوان ہوشیار افسر تہے اور اونکے کاموں کی شہرت ہوتی جاتی تہی وہ اس ہندوستانی سپاہ کے
سمجہانے کے لئے اور یہہ کہنے کے لئے بہیجے گئے کہ چڑہی ہوئی تنخواہ سب سپاہی اپنی لے لین - صاحب نے
اس بیدار مغزی اور دانشمندی سے کام سرانجام دیا کہ چودہ ہزار آدمیون نے جو قواعد جانتے تہے اور بہادری
توپخانے مسلح اور سامان حرب و ضرب تیار رکہتے تہے - اونہون نے صاحب کے سامنے ہتیار رکہدیے اور کسی
کی نکسیر بہی نہ پہوٹی - اس کام کو دیکہہ کر سارے ہندوستانی رئیسون کے عقل دنگ ہو گئی اور وہ خیال اونکے
دل سے کافور ہو گیا کہ سرکار کمپنی کی صولت شوکت مین ضعف آتا جاتا ہے غرض یہہ بسم اللہ جنگ ٹیپو
مین ایسی ہوئی کہ اوسکی برکت سے تمام منصوبے لارڈ ولزلی کے بخیر و خوبی انجام کو پہونچے - افسران فرانسیسی کی
لارڈ ولزلی نے بڑی خاطر کی - اونکو کلکتہ بہیجا اور یہان سے فرانس بہجوادیا - غرض کوئی مدارات اونکی
ایسی نہین کی جیسے وہ قیدی اور اسیر معلوم ہوتے -

(۱۱) لارڈ ولزلی گرداوری اسباب و فوج کے اہتمام مین جنگ ٹیپو کے لئے مصروف تہا کہ کورٹ ڈائرکٹرز
کا بہی مراسلہ موریشس کا اشتہار دیکہہ کر آگیا تیس برس کے عرصہ مین تین دفعہ والی میسور سے انگریز جنگ کرکے
نقصان اوٹہا چکے تہے - اسلئے اوسکا خوف اہل ولایت کو بہی بہت ستاتا تہا -

اسوقت سلطان ٹیپو کے ارادون کو سنکر اونکے پیرون تلے کی زمین نکل گئی - اور اندیشہ پیدا
ہوا کہ اب سارا ملک حاصل کیا ہوا اونکے ہاتہہ سے نکلا - اسلئے اونہون نے لکہا کہ اگر فی الحقیقت ٹیپو سلطان نے فرانسیسیون
سے سازش کی ہے تو وہ سارا امن و امان کے عہد و پیمان سے پہر گیا - کچہہ ضرور نہین کہ ہم اسکے منتظر بیٹہے
رہین کہ جب وہ لڑائی شروع کرے تو ہم لڑین بلکہ اوسکا علاج پہلے سے کرنا چاہئے اور اشتہار جنگ دیدیا چاہیے
گو ہمکو یقین نہین ہے کہ یہہ اشتہار موریشس کچہہ اصل رکہتا ہے یا یونہین ڈہکوسلہ ہے - لارڈ ولزلی کی رائے
جب اہل ولایت کا بہی صاد ہو گیا تو اوسنے پوری پوری آمادگی سپاہ اور ساختگی اسباب کا ارادہ کیا -
۱۸ اکتوبر کو اوس پاس یہہ خبر آئی کہ نپولین بوناپارٹ مصر مین لشکر سمیت آن پہنچا ہے اور اوسکا
ارادہ ہے کہ شرق مین فرانسیسی سلطنت کے اساس محکم قائم کرے - اگر یہہ آرزو اوسکی پوری ہو جاتی - اور مصر
شام مین اوسکی سلطنت جم جاتی تو ہم ورانک کے کنارہ پر کرنیل ولزلی اور اوسمین دو دو ہاتہہ ہو جاتے اور

واٹرلو کی لڑائی کا اہتمام کرنیل صاحب دنیا مین اپنی ناموری حاصل کرنیکو لڑتا پہرتا بغیر اسکی بہی انگریزون کو بہی بڑی
خبر پہونچی۔ اور انگلستان نے لارڈ ولزلی کو لکہا کہ اس صورت مین گورون کی سپاہ ہندوستان مین زیادہ کرنی
چاہئے۔ چار ہزار گورے بہیجے جاتے ہین جو عنقریب پہونچینگے۔ اس خبر کے پہنچنے کے بعد ولزلی نے احکام تاکیدی مدراس
کو روانہ کئے کہ ہر کارخانہ مین اسباب حرب کی تیاری بہت جلد کیجائے اور سرحد پر بہاری توپین اور بہاری
اسباب بے توقف روانہ ہو۔ اور اوسنے ساحل کی سپاہ کو بہی مرتب کرنا شروع کیا اور دو پلٹن تین ہزار دو سو
(جو اپنی خوشی سپاہی نہین) سپاہی بہرتی کی اور ۳۳ رجمنٹ شاہی روانہ کی جسکے افسر کرنیل ولزلی
جنکا خطاب پیچہے ڈیوک ولنگٹن ہوا روانہ کیا۔

لارڈ ولزلی اور سلطان ٹیپو کی خط و کتابت

(۱۲) ۸ نومبر ۱۷۹۸ء کو کلکتہ مین یہہ خبر آئی کہ حیدرآباد مین فرانسیسی سپاہ کی برطرفی بخوبی
خوبی عمل مین آئی تو اوسنے ایک خط ٹیپو سلطان کو یہہ لکہا کہ تمہاری اون سازشون اور کاروائیون
سے سرکار کمپنی ناواقف نہین ہے جو تم فرانسیسون کے ساتھہ کر رہے ہو۔ ہمارا سخت دشمن جان مین اور
ولایت مین اونسے ہماری لڑائی ہو رہی ہے۔ پہر فرانسیسون کی خصلت کے باب مین بہت کچہہ لکہا آخر اور
کو یہہ کہا کہ مجھے مناسب نہین ہے کہ مین تم سے بات کو چہپاؤن کہ جو تعلق در پردہ تمنے فرانسیسون سے
پیدا کیا ہے اوسکے نتیجے فقط یہی نہین ہین کہ ہمارے تمہارے اتحاد کی بنیاد برباد ہو جائے بلکہ تمہاری ملک
کے اندر کہین ملی اور بہی ایسی پڑجائینگی کہ تمہاری سلطنت اور مذہب دونو خاک مین ملجائینگے
غرض یہہ کلام تم سب یا کو تشبیہ ... کر رہے ہو۔ لارڈ ولزلی یہہ نہین سمجھے سازش صلح ہی چاہتا تہا
اسلئے اوسنے سلطان کا سامنا صحبت تمام کرنیکے واسطے میجر ڈوٹن صاحب کو سفیر بناکر بہیجنے کا قصد کیا
نومبر کے آخر مین یہہ خبر آئی کہ نلسن صاحب نے خلیج ابوقیر مین فرانسیسون کے بیڑے کو شکست فاش
دی۔ مگر اسپر بہی گورنر جنرل نے جنگ کی تیاریان بدستور جاری رکہین۔ اب لارڈ ولزلی کو یہہ یقین تہا
کہ ٹیپو سلطان کو فرانسیسی بیڑے کی شکست سے اور حیدرآباد مین فرانسیسون کے خارج ہونے سے اور انگریزی
سپاہ کی قدرت سے اور ساحل ملیبار پر انگریزی بیڑے کے ہونے سے دل پر ضرور ایسا اثر ہوگا کہ وہ
شرائط صلح کو جو مین پیش کرونگا مان لیگا۔ لارڈ صاحب کے منظور [illegible] ہوا جنگ جو ہو کہ

جلد ہو۔ اسلئے اونسے یہہ چاہا کہ مدراس چلئے۔ جہان سب معاملات کا تصفیہ جلد ہو جائیگا۔ اور ادسنے ایک اور خط سلطان کو بھی اس اطلاع کا لکھا کہ مین مدراس مین عنقریب پہنچنے والا ہون۔ ۳۱ ڈسمبر کو وہ مدراس مین آگیا اور یہان سلطان ٹیپو کے خط کے جواب کا منتظر تھا۔

یہان سلطان ٹیپو کا خط بھی ویسا ہی محبت آمیز باتون سے بھرا ہوا تھا جیسا کہ لارڈ ولزلی کا خط تھا۔ اوسنے اول انگریزون کی فتح کی جو فرانسیسون پر ساحل مصر پر حاصل ہوئی تہنیت دی اور اپنی بڑی خوشی اور مسرت ظاہر کی۔ فرانسیسون مین ساری جہان کی برائیان اور انگریزون مین دنیا کی بھلائیان بیان کین۔ سلطان نے سفیرون کے بھیجنے کے جواب مین یہہ لکھا کہ یہان سوداگرون کی ایک قوم ہے اوسکے گماشتے ایک جہاز مین بہت سا اسباب لاد کر ماریشس لے گئے تھے اوسمین چالیس فرانسیس اور دس بارہ کالے رنگ کے کاریگر بیٹھے ہوئے روزگار کی تلاش مین میسور مین آگئے تھے بعض ان مین سے میرے ہان نوکر ہین بعض چلے گئے ہین۔ فرانسیس بڑے بدکار اور عیار ہین اونہون نے اس جہاز کی روانگی کی خبر کو اسطرح مشتہر کیا ہے کہ جسسے میرے اور سرکار کے دلون مین غبار کدورت آجائے۔ میجر ڈوٹن کے ساتھہ مشورہ اور صلاح کرنیکی ضرورت اس سبب سے نہین کہ جو انگریزون نظام پیشوا۔ اور مجھہ مین معاہدہ اور مصالحت قائم ہوا ہے وہ ایسا مستحکم اور استوار ہے کہ وہ کسی طرح ٹوٹ ہی نہین سکتا۔ اوسکی استواری اور تمام فرمان روایان زمانہ کیلئے ایک نمونہ ہے ان عہد و پیمان نے ہمارے درمیان وہ الفت و محبت و مودت و موانست استحکام کے ساتھہ قائم کی ہے کہ اوسسے زیادہ خیال و گمان مین بھی نہین آتی۔

اس خط کے جواب مین لارڈ ولزلی نے ۹ جنوری ۱۷۹۹ء کو تحریر کیا اوسمین سلطان کے تمام وہ افعال اور حرکات مفصل بیان کئے کہ جسسے وہ سارے عہد و پیمان سابق سرکار کمپنی کے ساتھہ باطل ہو گئے۔ ہر کام سے اوسکی بیوفائی اور بدعہدی ٹپکی پڑتی تھی۔ جب سلطان نے سب دوستون کی دشمنی سے جدید عہد و پیمان کر لئے ہین تو ضرور ہوا کہ دوستون کے ساتھہ بھی معاہدہ جدید کیا جائے۔ دوستانہ سلطان کو فہمائش کی کہ وہ میجر ڈوٹن صاحب کی صلاح و مشورہ کو گوش ہوش سے سنے اور یہہ بھی لکھدیا کہ اگر خط کے پہنچنے کے بعد ایک دن سے زیادہ توقف جواب مین کروگے تو اوسکا برا خمیازہ اوٹھانا پڑیگا۔ اب جنوری

ختم ہوا سلطان کا جواب آیا اسے اوسکی گستاخی اور منہ زوری معلوم ہوئی اور اوسے دشمنی کی آگ
اور بھڑک اوٹھی۔ پہلے تو لارڈ نے اوسے ساحل ملیبار ہی مانگا تھا۔ اب آخر جنوری ۱۷۹۹ء میں اوسکا
ارادہ ہوا کہ بہت سا روپیہ واسطے خرچ سپاہ کا مانگوں۔ اب ۳ فروری ۱۷۹۹ء کو گورنر جنرل کو
معلوم ہوا کہ سلطان نے ڈبولوا ایک فرانسیس افسر کو ڈچ کے علاقہ ترنکوبار سے پیرس روانہ کیا اور درخواست
بھیجی کہ دس یا پندرہ ہزار سپاہ انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے کے لئے بھیجو اوسکا سارا خرچ
میں دونگا اور زمان شاہ سے سازش کرنی شروع کی اور لکھا کہ دریائے سندھ سے پار اوتر کر
اور کفار اور مشرکین پر جہاد کرو خدا کے فضل و کرم سے آپکے غازیوں کی شمشیر تیز کے انگریز طعمہ
بنینگے جب ۹ جنوری کا خط لارڈ ولزلی کا سلطان ٹیپو کے پاس پہنچا تو اوسکے کان کھڑے ہوئے
اور جو عہد و پیمان فرانسیسوں سے کئے تھے اوسے خوف اوسکے دل میں پیدا ہوا۔ اب نپولین بوناپارٹ
کا خط سلطان کے نام اس مضمون کا روانہ ہوا کہ میں بحر قلزم کے کنارہ پر بیشمار لشکر لیکر آن پہنچا
ہوں اور عنقریب انگریزی لوہے کا جوا اوسکے کندھے سے اوتار دونگا۔ اگرچہ یہ خط ٹیپو سلطان
پاس نہیں پہونچا تھا مگر افسران فرانسیس اوسکو یقین دلاتی ہے کہ بوناپارٹ نے لشکر ہندوستان
کو روانہ کیا ہے اور وہ عنقریب آنیوالا ہے اور وہ اسی انتظار میں بیٹھا ہوا آنکھیں پھیلائے تھکا آخر کو
لارڈ کے خط کا جواب بہ مشرقی تحریر کے طور کا القاب و آداب بہت لمبا چوڑا اور مطلب بہت تھوڑا
یہ لکھا کہ میری عادت شکار کھیلنے کی ہے میں شکار کو جاتا ہوں اب ڈیوٹن کو تنہا یا تھوڑے
آدمیوں کے ہمراہ بھیج دیجئے۔

(۱۳) اسوقت ٹیپو سلطان جو چال چلا ہی چلا وہ یہ سمجھا کہ کس صاحب تدبیر و شمشیر سے
پالا پڑا ہے اوسکے آگے یہ دمدمے اور برج کیا خاک سے بر ہونگے اس بیت المال سے کیا
فائدہ اوٹھے گا۔ لارڈ ولزلی نے اپنا مقصد کر لیا کہ ایک ہی لڑائی میں تمام کام سلطان کا تمام کیجئے
اور دار الخلافہ سری رنگ پٹن کو لے لیجئے یہی دار السلطنت اوس کا سرمایہ ناز اور افتخار
ہے اوسکے استحکام پر اوسکو گھمنڈ ہے۔ یہی سلطان کی ساری سلطنت کی جان ہے۔ اوسکا

لے لینا سلطان کو بے جان بنانا تہا۔ برخلاف اور قلعون کے یہہ قلعہ جون سے نومبر تک ممتنع الوصول تہا۔ اسکا سبب یہہ
تہا کہ وہ ایک جزیرہ مین واقع تہا۔ اس موسم مین جزیرہ کے گرد دریاء کاویری کی طغیانی خود ایک قلعہ
خداآفرین بن جاتی تہی پہر وہان کسی کا پہونچنا مشکل تہا۔ پس اگر وہ اس موسم سے پہلے نہ فتح ہوتو دوسری لشکرکشی بیفائدہ
تہی اور دوسرے موسم کے لئے خرچ لشکرکشی کی زیرباری جدا تہی۔ اسلئے شروع سال کا ایک ایک دن گنا جاتا تہا
اب گورنر جنرل نے اپنے خط مورخہ ۲۸ جنوری ۱۷۹۹ع کے جواب کا انتظار نہ کیا۔ اور ۳ فروری کو حکم دیدیا کہ جنرل ہیرس کے
ساتہہ انگریزی سپاہ اور میر عالم کے ساتہہ نظام کی سپاہ فوراً میسور کو چلی جائے۔ کیونکہ اتنے دنون تک جو
وہان سے کچہہ جواب نہ آیا اسنے یہان خیال پیدا ہوا کہ باوجود جواب کی جلد لکہنے کی تاکید کے اسکا کچہہ اثر
نہین ہوا۔ یہہ امر گستاخی اور چال بازی سے خالی نہین۔ جب وہ گستاخانہ جواب ۱۳ فروری
کو آیا جو اوپر بیان ہوا تو لارڈ ولزلی نے کہا کہ میجر ڈیوٹن کی سفارت کی اب ضرورت نہین۔ مگر اب
جنرل ہیرس جو سپاہ کو لیکر سب سے پہلے روانہ ہوئے تہے اختیار رہے کہ وہ اگر ضرورت جانے تو ٹیپو سلطان
کے کسی سفیر کی باتین سن لے۔ کیا تعجب کا مقام ہے کہ چہہ مہینہ پہلے کیا بے سامانی تہی گورنمنٹ مدراس نے
لکہا تہا کہ آٹہہ ہزار آدمیون سے زیادہ لشکر جمع نہین ہو سکتا۔ اور یہہ سپاہ اسقدر بہی نہین کہ اگر سلطان ٹیپو
حملہ کرے تو کرناٹک بہی حفاظت کرسکے۔ مگر یہہ گورنر جنرل کے حسن تدبیر اور دانش و فرزانگی کا۔ اور
کرنیل ولزلی کا حسن اہتمام اور لارڈ کلائیو گورنر مدراس کے تنسیق مہام کا کارنامہ ہے کہ ایک لشکر
۲۰۸۰۲ سپاہیون کا آراستہ و پیراستہ ویلور مین ہوگیا۔ اور اسمین چہہ ہزار گورے تہے۔ اور ۶۴
توپین [illegible] اور ۴۰ توپین میدانی تہین اور پہر اسپر لشکر نظام کا اضافہ تہا اوسمین دس ہزار
سوار اور دس ہزار پیادے تہے۔ اور ان پیادون مین سے ۳۶۰۰ وہ سپاہی تہے جنکو ریمنڈ فرانسیسی
نے قواعد سکہائی تہی۔ اور اس سپاہ نظام کے افسر کرنیل ولزلی اور کپتان مالکم تہے۔ اسلئے اب کی دفعہ
نظام کا لشکر حقیقت مین لشکر تہا۔ لارڈ کورنوالس کے عہد کی طرح وہ نام کا لشکر نہ تہا۔ اور اوسنے اسوقت
بڑے بڑے کام کئے جتنے افسر اس سپاہ مین تہے سوا ایک کے سب پہلے میسور کی لڑائی مین شریک تہے۔ جنرل ہیرس
صاحب خود بہی اون اضلاع و مقامون سے واقف تہے۔ لارڈ ولزلی اسوقت سلطان کو ایسا بیحقیقت جانتا تہا

یہہ ملک ایسا تہا کہ جنرل سٹوورٹ نے اپنے لشکر کو چار حصون مین تقسیم کر دیا تہا وہ جدا جدا سفر کرتا تہا
جنرل سٹوورٹ اور جنرل ہارٹلی کے سپاہیون کے درمیان جنہین دس میل کا فاصلہ تہا کہ سلطان
نے ان دونون کے بیچ مین اپنا لشکر ڈالدیا ساحل ملیبار پر جنرل ہارٹلی کا نام بڑا مشہور تہا
اوسنے اور کرنیل مونٹریسور نے چہہ گہنٹہ تک اوسکا سخت مقابلہ کیا۔ اور جسوقت اون پاس فقط
ایک کارتوس رہ گیا تہا تو جنرل سٹوورٹ بہی عین ضرورت کے وقت آن پہونچا اور اوسنے آتے
ہی لڑائی کا فیصلہ کر دیا ٹیپو سلطان منہ کی کہا کر اور دو ہزار آدمیون کو میدان جنگ مین قتل
کرا کے جنگل مین چلا گیا۔ انگریزون کے بہی ۱۴۳ آدمی ضائع ہوئے جنرل ہیرس کی سپاہ نے مع
لشکر نظام کے ۵ مارچ کو دشمن کی سرحد پر قدم رکہا۔ اوسکے ساتہہ قلعہ شکن توپین بہاری بہاری
تہین۔ اور بہیر بنگاہ بہت کچہہ تہا۔ نظام کے لشکر کا سامان بہت تہا۔ بنجارون کی بہیڑ بہاڑ جدا تہی
غرض ٹڈی کی شکل اور حرکت میں لشکر ہر روز پانچ میل چلتا تہا۔ اور قحط بہی دو چار منزل پیچہے ہی اوسکے ساتہہ
ساتہہ چلا آتا تہا۔ اگر سلطان مین دم سان باقی ہوتے تو وہ اپنے سوارون سے ان بنجارون کی خبر لیتا۔
وہ ایسے پراگندہ اور منتشر تہے کہ انگریزی لشکر اوسکا کچہہ انتظام اور علاج ہی نہین کر سکتا تہا۔

غرض رسد لشکر کے سفر کی مانع ہوتی اور برسات کا موسم آجاتا جسمین لشکر کا سفر دشوار ہوجاتا
اور لارڈ کورنوالس کی مراجعت کا سا حال ہوجاتا۔ جب سلطان جنرل سٹوورٹ سے شکست کہا کر
اپنی دار السلطنت مین آگیا ہے تو اوسنے اب ارادہ کیا کہ جنرل ہیرس کے لشکر پر حملہ اس سے پہلے کرون
کہ بمبئی کا لشکر اوس سے شامل ہو۔ بنگلور پر جنرل ہیرس کا لشکر ۱۵ مارچ کو پہونچا تہا۔ بنگلور
سے سری رنگ پٹن کو تین سڑکین جاتی تہین جس راہ پر جنرل ہیرس چلا وہ سلطان کو نہین معلوم
تہی۔ اسلئے راہ وسط پر سلطان چلا مگر جب اوسکو معلوم ہوا کہ جنرل ہیرس کا لشکر کس سڑک پر گیا ہے
تو وہ ادہر کو روانہ ہوا۔ اور اس جنوبی راہ مین وہ بہت جگہ انگریزی لشکر کو روک سکتا تہا۔ اوسنے
ایک عمدہ مقام اوسکے روکنے کے واسطے تجویز کیا مگر تعجب ہے کہ اوسے چہوڑ کر ملاولی سے دو میل پر لڑنے کا
ارادہ کیا۔ جہان انگریزون کو اپنی سپاہ کے لئے بہت سی آڑین مل گئین۔ ۲۷ مارچ کو سلطان کے لشکر کی

کہ سلطان آدہا ملک و ام کے لئے سرکار انگریزی کے ہوا خواہون کو دیدی اور دو کروڑ روپیہ لڑائی کے خرچ کا
ادا کرے۔ فرانسیسونکی دوستی سے ہمیشہ دست بردار ہو اور اونکے ایک ایک متنفس کو اپنے ہان سے موقوف
کردے۔ اور اپنے چار بیٹے اور چار سپہ سالار اول مین ہمارے ہان بہیجدے اور یہہ بہی لکہا کہ شرطین
چوبیس گہنٹہ مین منظور کرنی ہونگی۔ اور اول کے آٹہون آدمی اور ایک کروڑ روپیہ ۴۸ گہنٹے مین
بہیجنا ہوگا۔ ٹیپو سوقت بہی اپنی آفتونکو نہ سمجہا۔ آٹہہ دن تک کچہہ جواب نہ دیا اور یہہ کہا کہ ان شرائط
کے ساتہہ کافرون کے ماتحت رہکر جینا مرنیسے بدتر ہے۔ عزت سے مرنا ذلت کے ساتہہ جینے سے ہزار درجہ
بہتر ہے۔ ۱۴ اپریل ۱۷۹۹ء کو انگریزی لشکر مین یہہ معلوم ہوا کہ چاول معلوم نہین کون اوڑا کر لے گیا
کہ اٹہارہ دن کا کہانا سپاہیونکے واسطے بشرطیکہ وہ اپنی خوراک آدہی کہائین باقی رہ گیا اسنے
بڑی کہلبلی اور تلاطم لشکر مین مچی۔ اسلئے اور بہی فتح پانے کی جلدی پڑی۔ اور چارون طرف سے
مورچون سے قلعہ پر گولون کا مینہہ برسانا شروع کیا اور دشمنون کو مورچے لیلئے جو فصیل سے چار سو گز پر
تہے۔ آگے بڑہتے بڑہتے ۲۴ کو فصیل سے ڈہائی سو گز کا فاصلہ باقی رہ گیا۔ آخر کو ۲۰ اپریل کو سلطان نے
چاہا کہ اس طوفان بلا کو سر سے ٹالے۔ چنانچہ جنرل ہیرس کو لکہا کہ شرطین جو آپنے پیش کی ہین وہ بہت
غور طلب ہین سفیرون کی وساطت بغیر طے نہین ہوسکتین مین عنقریب دو سفیر آپ پاس بہیجتا ہون
جو کچہہ کہنا ہوگا وہ آکر زبانی عرض کرینگے۔ مگر ایسے وقت کون ان فقرون کو سنتا تہا۔ ابواب مصالحت
مسدود و مداخل مخالفت مفتوح تہی۔ جنرل ہیرس نے جواب دیا کہ جو شرائط صلح پیش کی گئین ہین
اونمین ایک نقطہ بہی نہ بدلا جائیگا۔ اسلئے سفیرونکا بہیجنا بیفائدہ ہے۔ اور اونسے ہم کچہہ بات نہ کرینگے
جب تک اول اور روپیہ پیشگی نہ بہیجدوگے۔ غرض اسوقت لارڈ ولزلی نے اپنی لشکر کی
بیباکی کو دیکہکر بالکل یہی ارادہ کر لیا تہا کہ سلطان کا نام و نشان مٹا دیا جاوے اور زیادہ
اوسپر یہ لگا کر اور مورچے شہر کے لینے کے لئے باندہے۔ ۳ مئی کو فصیل کو اتنا توڑ دیا کہ لشکر اوسکے اندر
چلا جاوے ۴ مئی کو مورچون مین لشکر تیار ہوا۔ ٹہیک دوپہر کو جسوقت ہندوستانی سویا کرتے ہین
مخالفین پر حملہ کیا۔ سبسے زیادہ خطرناک کام جرنیل بیرڈ کے سوالہ ہوا تہا۔ کرنیل شیربروک

ہوش افزا کو نہ پہونچے۔ مگر اونکے مرنیکی خبر گئی۔ اوسوقت ہوش آیا ہائے واے مچائی کہ کیا میرا جوانمرد بہادر مارا گیا ہے۔ جسیپاہ سلطان پاس تہی اوسکو تیار کرکے وہ خود اوس شرقی دروازہ کی طرف چلا جہان انگریزون نے یہہ ٹہرایا تہا کہ اوسکے دونو طرف آدہی آدہی فصیل پر لشکر قبضہ کرتے ہوے آئین اور پلچائین یہان انگریزی کچہہ دنو سپہ سالاری کا کام نہین کیا اور کوئی جوہر سپہ گری نہ ظاہر کیا جیسے اور سپاہی بندوق مارتے تہے وہ بہی دشمنون پر گولیان چلا تا رہا۔ اب جنرل بیرڈ کے لشکر نے دہاوا کیا۔ اور آفتاب کی طرح نصف النہار پر اپنے چہرہ روشن کو فصیل پر چڑہ کر دکہا یا۔ اور انگلستان کا نام روشن کر دیا۔ پہر کیا تہا سارا لشکر چڑہ گیا شرقی دروازہ پر سلطان کی جاننثار سپاہیون نے جان نثاری کی سلطان کے پہلو مین ایک گولی آکر لگی اور اوسکے ساتہہ ایک ور زخم لگا پہر گہوڑا زخمی ہوکر مرا سپر گر پڑی اور گر گئی۔ سوقت اوسکے بعض نمک شناس و جان نثار ملازم اوسکو پالکی مین ڈال لے چلے۔ مگر کشتون کے پشتون نے پالکی کے پاے پکڑ کر اوسکو چلنے نہ دیا۔ راہ مین انگریزی سپاہیون سے دو چار ہونا پڑا۔ ایک سپاہی نے جواہر سے قبضۂ شمشیر کو مرصع دیکہکر اوسپر ہاتہہ ڈالا سلطان نے پیش قبض اوسکے مارا۔ اوسنے جہنجلا کر سلطان کے گولی ایسی ماری کہ وہ بہی کشتہ ہوکر مردون مین شامل ہوا۔

(۱۵) اب جنرل بیرڈ کا لشکر سلطان کے محل کی طرف چلا۔ اور میجر ایلیٹ ایک لیوار پر جو ناتمام تہی چڑہا اور علم امن و امان اوسکے ہاتہہ مین تہا پہر وہان اوسکو ایک کمرہ مین لوگ لیگئے جہان سلطان کے دونو بیٹے ایک عجب حیرانی اور پریشانی کے عالم مین بیٹہے تہے۔ میجر صاحب نے اونکی اور اونکے ملازمون کی تشفی اور تسلی دی اور کہا کہ کوئی محل خطر مین ہے اگر تم محل کے اندر سے اپنے باپ کو لاکر حوالہ کردو۔ سیر اونہون نے کہا کہ سلطان یہان محل مین نہین ہے۔ پہر اوسنے یہہ کہا کہ باہر کا دروازہ کہولو کہ ہمین سپاہ ظفر یاب داخل ہو اس بات کو باستکراہ اونہون نے مان لیا۔ اب یہہ دو لڑکے جنرل بیرڈ کے پاس بلا لیے گئے۔ اور وہ اپنی نہ کمال مہربانی سے اوسکے ساتہہ پیش آیا۔ اب جنرل صاحب سلطان کی تلاش مین تمام محلات ڈہونڈہتے پہرتے تہے کہ وہ اوس دروازہ پر پہونچے جسکو جنگ نے مسلخ قصاب بنا رکہا تہا۔ رات مشعلین جلا کر مردون کی لاشین جدا جدا دیکہی جاتی تہین۔ ایک پالکی مین ایک زخمی پڑا تہا

وفات سلطان اور ایسکے متعلقین کا حال اور اوسکے خاندان کا

تمام بازار کہل گئے اور اجناس تجارت کی آمد و رفت کو رونق ہوگئی۔ بازار مین اسقدر ہجوم آدمیون کا ہوتا تہا
کہ کہوے سے کہوا چہلتا تہا۔ غرض جو طوفان تغیر کے ایسی حالتون مین برپا ہوا کرتا ہے وہ نہین ہیج۔ اسلطان کو
اپنی شجاعت پر نخوت تہی۔ قلعہ کی حصار اور استواری پر افتخار تہا۔ محافظت ایزدی کا بہروسا تہا۔ اسلئے
اوسنے کوئی چیز قلعہ سے اپنی جدا نہین کی سارا خزانہ دولت سب اوسی مین رہنے دیا۔ جب انگریزون کا قبضہ
اوسپر ہوگیا تو اونہون نے محل سرا ہوت پر سپاہیون کی دست درازی نہونے دی۔ اسلئے سارا مال سب امانت کا
امانت ہاتہہ لگا ایک تنکا ضائع نہونے پایا اتنی سپاہ غنیمت کی یہہ تہی ۹۲۹ توپین جنمین سے ۲۸۷
قلعہ پر چڑہی ہوئی تہین۔ ایک لاکہہ بندوقین کاربین اور تلوارین ہزارون۔ گولے بارود کے ڈہیر کے ڈہیر
جواہر ایک کروڑ دس لاکہہ روپیہ کے۔ یہہ تو سب کچہہ تہا ہی مگر سب سے زیادہ عمدہ چیز جو انگریزون کے ہاتہہ لگی وہ
کتب خانہ سلطانی تہا۔ گو اوسمین کتابین بہت عمدہ نہین مگر اوسکے اندر وہ سب تحریرات اور نوشتے موجود
تہے جو امورات ملکی مین لکہے گئے تہے۔ اور اوسے لارڈ **ولزلی** کو کمال خوشی ہوئی کہ اب اونکو تحریری شہادت
اس امر کی ہاتہہ مین آگئی کہ **ٹیپو** سلطان نے کیا کیا سازشین انگریزون کے استیصال کرنے مین کی تہین
لارڈ صاحب کو خوف تہا کہ اگر یہہ ثبوت نہ پہونچتا تو ولایت مین یہہ میری جنگ باوجود فتحیابی کے اونکو پسند خاطر
نہ آتی جنکو مین چاہتا تہا کہ پسند آئے۔ اب ان کاغذات کو دیکہئے تو **موریشس** مین قاصدون کے جانیکا
حال ایسے ہوگیا کہ ۱۷۹۷ء مین **منگلور** مین فرانسیسی **ریپو** کا جہاز شکستہ ہوکر پہونچا۔ اوسکو یہان سے
آدمی **سری رنگ پٹن** مین لے گئے۔ یہان وہ بعض اپنے ہم وطنون سے جو منصب دار کہتے تہے ملا۔ یہہ
شخص ایسا جاہل تہا کہ اپنی زبان کے ہی سمجہنے تلک نہین کر سکتا تہا۔ ۲۳ مئی ۱۷۹۸ء کو جو خط اوسنے لکہا ہے
اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سارے بڑے کامون کے کرنے کیلئے آمادہ تہا یہانتک کہ اپنے ہموطنون پر تہمت لگانے مین بہی
اوسکو عذر نہ تہا۔ وہ ساری مکاری اور عیاری اسکام کے لئے کام مین لایا کہ مین سلطان تک پہونچون
اوسنے بیان کیا کہ انگریزون پر ہندوستان مین حملہ کرنیکی آتش شوق ہی گورنمنٹ فرانس کے سینہ مین
نہین مشتعل ہورہی ہے بلکہ وہ حملہ کرنیکے لئے آمادہ بیٹہی ہے اور بہت سی سپاہ اوسنے جزائر فرانس مین بہیجدی
ہے اور اب وہ اسکی منتظر بیٹہی ہے کہ سلطان **میسور** اونکا قدیمی رفیق اور دوست کیا معاضدت و مساعدت

رقم مختصر تہی کہ گورنر جنرل نے مع کونسل کے بغیر ولایت کی منظوری کے سپاہ کو حکم دیدیا کہ روپیہ تقسیم کرلین
ولایت مین بہی یہہ حکم لارڈ ولزلی کا منظور ہوگیا اور اوسکی ذات خاص کے واسطے حکم آیا کہ تاج
جو قلعہ مین ہاتہہ آیا تہا اور وہ سرکار کمپنی ہی کی ملک ہو تہا اوسکی قیمت سے دس لاکہہ روپیہ وہ اپنے
کارنمایان کے صلہ مین لیلے - مگر اس حضرت ایثار اور والا تبار نے اوس روپیہ کے لینے سے انکار کردیا اسپر اہل
ولایت نے پچاس ہزار روپیہ سالانہ بیس برس تک اونکا مقرر کردیا - جنرل ہیرس نے اپنی حرص و ہوس سے
اپنے حصے سے بہی دو چند تیرہ لاکہہ روپیہ لے لیا اور افسرون نے بہی یہی کام کیا - اس نامناسب تقسیم غنائم سے
بہت سے مستحق اپنے حق سے محروم رہے - آخر کو دیوانی عدالت مین اسکا مقدمہ ولایت مین دائر ہوا جسمین
بعض کی نیک نامی پر بدنامی کا داغ لگا - اور اونکی فتح کی عزت مین بٹا آیا - جب انگریزون کو فتح حاصل
ہوگئی تو وہ اب کل سلطنت میسور کے مالک ہوگئے - چاہتے تو سب کا سب حصہ لے سکتے تہے - مگر سرکار کی ہمیشہ سے
یہہ تدبیر چلی آتی تہی کہ جہانتک ہوسکے اونکی وسعت سلطنت ہندوستانی رئیسون پر نہ ظاہر ہو کہ جس سے
اونکے دلمین حسد اور رشک کی آگ بہڑکے اور ناحق کی تکلیفات اوٹہانی پڑین - اس سبب سے گورنر
جنرل کو تقسیم ملک مین وقت آن کر پڑی - اب ملک کی محبت کا تقاضا یہہ تہا کہ سارا ملک اپنے پاس
رکہین - پہر اسمین یہہ اندیشہ تہا کہ اس سے نظام و مرہٹون کے دل ناراض ہونگے تو اونسے اور لڑائی لڑنی
پڑیگی اگر اوسکو برابر برابر ہم اور نظام تقسیم کرلیتے ہین تو حصہ نہ ملنے سے مرہٹون کے تن بدن مین پتنگے لگ اوٹہینگے
سوا اسکے نظام اپنے ملک کا خود انتظام اچہی طرح نہین کرسکتا تہا - جسقدر اور ملک اوسکو دیدیا جائیگا
تو کیسی نظم و نسق کریگا - دوسرا اوسکا کام بہی لڑائی مین آدہا نہ تہا کہ آدہا ملک پاجاتا - اگر پیشوا کو
جسنے لڑائی مین ذرا بہی امداد نہین کی اور کوئی تکلیف و مضرت نہین اوٹہائی کچہہ ملک اوسکو دیدیا
جاتا تو یہی نامناسب ہے اور ایسی سلطنت کو قوی کرنا ہے جس سے وفاداری کی امید کوئی نہین ہے - اور
دوستون کی دوستی کو بے قدر کرنا ہے - سر کٹانیوالے اور تماشا دیکہنیوالے دوست برابر ہوئے جاتے
ہین اسلئے لارڈ ولزلی نے اس تقسیم ملک مین اپنی حکمت اور فطرت کو دکہا دیا - یہہ تم کو یاد ہوگا
کہ میسور مین پہلے راجہ راج کرتے تہے اونہین کو سلطنت سے محروم کرکے حیدر علی نے سلطنت اپنی جمائی تہی

چار ہزار سواروں سمیت اپنی تینوں انگریزوں کے حوالہ کر دیا تہا - اور ایک قطعہ ملک ۲۴۳۰۰۰ ستارہ پیگوڈا یعنی ۱۰۵۲۰۰۰ روپیہ کا پیشوا کے دینے کے لئے بشرطیکہ وہ بعض شرائط کو منظور کرے رکہا گیا - ان شرائط کا ہم آگے ذکر کرینگے - غرض اس تقسیم ملک سے سرکار کمپنی کی قلمرو میں ساحل ملیبار اور جزیرہ نماء دکن کا جنوبی حصہ ساحل سے ساحل تک آگیا - اور اوسمین سری رنگ پٹن بہی شامل تہا - اس دار السلطنت کو آب و ہوا کی برائی کے سبب سے چہوڑ دیا - اوسکی آبادی بہی ڈیڑہ لاکہہ آدمیونکی سلطان کے وقت مین تہی وہ بہی گہٹ کر بارہ ہزار آدمیوں کی رہ گئی تہی —

(۱۷) جب سلطان ٹیپو سے لڑائی ختم ہونیکو تہی تو لارڈ ولزلی نے پیشوا کو لکہا تہا کہ عہد نامہ ۱۷۹۲ء کے موافق جو سپاہ کمک کرنی اوسپر لازم ہے وہ سپاہ بہیجدی - پیشوا نے ظاہر مین اپنی ممتاز افسر پرشو رام کو حکم دیدیا کہ وہ لشکر لیکر انگریزوں کے پاس چلا جائے مگر سلطان کے دو سفیر پونہ مین پہونچے اور تیرہ لاکہہ روپیہ کی رشوت باجے راؤ پیشوا کو ایسے چپکے سے دیدی کہ نانا فرنویس کے فرشتوں کو بہی خبر نہ ہوئی - اس سبب سے مرہٹوں کی سپاہ نے کسی قسم کی استعانت انگریزی سپاہ کی معرکہ جنگ مین نہین کی بلکہ پیشوا اور سیندہیا نے ملکر یہہ ارادہ کیا کہ نظام کو ملک سے ہاتہہ صاف کیجئے - اس کام کے واسطے اگرچہ ایسا وقت نہین ہاتہہ آیا تہا کیونکہ خود نظام کی سپاہ اور اوسکے اخلاص مند دوستوں یعنی انگریزوں کا لشکر سری رنگ پٹن مین سرزنی کر رہا ہے ہین - ۴ اپریل ۱۷۹۹ء کو لارڈ ولزلی کو اونکی اس دغا کی منصوبے کی پوری خبر پہونچ گئی اور اونہونے جان لیا کہ اب اونسے ضرور بگاڑ ہوگا - مگر ابہی اونکی یہہ تدبیرین اور سازشین پختہ نہ ہونے پائی تہین کہ یکایک اونکے کانمین ہوش باختہ پہونچی کہ سلطان پر چاروں تکبیر پڑہی گئین اور اوسکی سلطنت بہی ختم ہوئی - باجی راؤ نے ظاہر مین اس فتح انگریزی کی بڑی خوشی منائی سیندہیا نے بہی تہنیت نامہ گورنر جنرل کو بہیجا مگر ساتہہ ہی اوسکے چاروں طرف جاسوس بہجوادئے کہ جو سلطان کے پس ماندہ طرفدار باقی ہوں اونکو انگریزوں سے لڑنے پر اوکسائین - باوجود یہہ سب یاکاریاں اور عیاریاں گورنر جنرل کو معلوم تہین - مگر اس دانشمند فرزانہ نے باہم صاحب رزیڈنٹ کو لکہا کہ وہ پیشوا سے کہے کہ اگرچہ اوسکی طرف سے شرائط امداد اور وداد اور لوازم اعانت و اسعاد نہین پوری ہوئین - اور کوئی استحقاق ملک مقبوضہ دشمن پر نہین ہے - مگر پہر بہی ہم اوسکو واسطے

کمپنی دولتخواہ بہت سی شاباش اور تحسین و آفرین کہو اور بڑے درجہ کا میر اعزاز اور اکرام کرو۔ ان فتوحات
مین مجھے خوشی حاصل ہوگی۔ اسلئے کہ مجھے ہندوستان کی دارائی انگریزی دارسے بہتر معلوم ہوتی ہے۔ مگر جب
اس فتح نمایان کی خبر ولایت مین پہونچی تو پارلیمنٹ نے لارڈ **ولزلی** اور تمام سپاہ اور افسرون کے نام بڑی
دہوم دہام کی سپاس نامے بہیجے اور کمپنی نے اوسکی شائستہ خدمتون پر بہت تحسین و آفرین کی۔ اور بادشاہ انگلستان
کی طرف گورنر جنرل مارکوئیس کا خطاب ملا۔

(۱۸) جو ملک فتح کیے جاتے ہین اونمین اکثر مدتون تک ہنگامہ فساد برپا رہا کرتا ہے۔ مگر میسور مین کرنیل **ولزلی**
رزیڈنٹ مقرر ہوئے تہے۔ اونہون نے اپنی عقل دور اندیش اور فہم رسا سے وہ نظم و نسق ملک کیا کہ کسی مفسد کا
چراغ نہ جلنے دیا۔ مگر ہان **دوندیا کاواگ** نے دند مچایا۔ اوسکا حال یہہ ہے کہ وہ بڑا نامی قزاق تہا۔ وہ ملک
میسور مین ہمیشہ ترکتاز کیا کرتا تہا۔ سلطان نے اوسکو فریب سے گرفتار کرکے **سری رنگ پٹن** کے قیدخانہ مین
زنجیرون مین جکڑ رکہا تہا۔ جب انگریزونکی فتح ہوئی تو اور قیدیون کے ساتہہ وہ بہی چہوٹ گیا۔ وہ قفس سے
چھٹتے ہی بلند پروازیان کرنے لگا۔ سلطان کی سپاہ آوارہ کو جمع کرکے اپنی افسری اور امارت کی عمارت
جمائی۔ شمال کی طرف دیہات و قصبونکا لوٹنا شروع کیا۔ جب اپنی کامون مین کامیاب ہوا تو لوگون کا اوسکے
گرد ازدحام ہوا۔ اوسنے ضلع **بدنور** مع اوسکے قلعون کے قبضہ کر لیا۔ دو انگریزی پلٹنین اوس فتنہ کو
مٹانے گئین۔ اون سے اونہون نے یہہ ضلع چہین لیا اور اوسکو اپنے ملک سے نکال باہر کیا۔ اوسنے پیشوا کی سرحد مین
پہونچا دیا۔ یہان مرہٹون کے سردارونمین آپس مین نااتفاقی کا بازار گرم ہو رہا تہا اسلیے دوندیا کی اوس سے بن آئی اور
ساتہہ بہت سے اور لٹیرے ہو گئے۔ اس ہزارون کے قافلہ سالار نے اپنا نام شاہ دو جہان رکہ لیا اور بڑے بڑے ارادے کیے یہہ
معلوم ہوتا تہا کہ دکن مین امن امان نہین قائم ہوگا جبتک اوسکا دم باقی رہیگا۔ کرنیل **ولزلی** پہلا ان قزاقونکی
غارتگری کی کتاب دیکہتا تہا۔ اوسنے گورنر جنرل کو لکہا کہ پہلے اس موذی مار در آستین کا سر کچلنا چاہیے۔ وہان سے
اجازت آگئی جو چاہو سو کرو۔ غرض چار مہینے تک شب و روز کرنیل صاحب اسکے پیچھے لگے پہرے۔ اس ضلع سے نکالا وہ اور ضلع مین
چلا گیا۔ آخر کو گہات لگائی۔ ۱۰ ستمبر ۱۸۰۰ کو اوسکو گہیر لیا۔ ہندوستانی اور گورونکی چار رجمنٹون نے اوسکو بالکل شکست دی
اور اوسکے پانچہزار سوارونکو پریشان و منتشر کر دیا۔ دوندیا اور بہت سے اوسکے ساتہی لڑائی مین مارے گئے۔ اور جو باقی رہے

نظام کا نام بھی گمنام ہو جاتا - اور آج جو تاریخین قلیج خان کی نسل اندر فہرست سلاطین ہند بنا رہی ہے نہ رہتی - گو نظام کی سلطنت مین وہ قدرت اور حکومت باقی نہین رہی جو سلطنت مین ہونی چاہئے مگر ہندوستان مین پھر بھی غنیمت ہے - یہہ عہد و پیمان بھی گورنر جنرل کی دانشمندی کی یادگار ہے کہ جسنے اپنی سلطنت کی عظمت بڑہائی اور ایک دوست کی ریاست سب آفتون سے بچائی - اپنے لئے تہوڑے ملک کا نفع حاصل کیا - اور غیرون کو بڑی ملک کا نفع پہونچایا -

(۴۰) اب دکن کے چند مقدمات باقی ہین جنکا حال ہم اب لکھتے ہین - تلجاجی راجہ تنجور نے ۱۷۸۷ء مین پرلوک گون کیا - اوسنے مرنے سے پہلے سرلوجی کو اپنا متبنی کیا تہا - گورنمنٹ انگریزی اور اپنے بہائی امرسنگہ کو ولی اور سرپرست مقرر کیا تہا - اب امرسنگہ نے اس بچے کو ریاست سے محروم کرنا چاہا - گورنمنٹ انگلشیہ نے اسکا انفصال پنڈتون کے حوالہ کیا - ایک لڑکے اور جوان کا مقدمہ پنڈتون کے روبرو پیش ہوا - اونہون نے سوچ بچار کیا کہ لڑکے کے حق مین جو مہا دینگے تو ہم کو کیا ہاتہہ لگیگا - اسلئے جوان کے حق مین گدی پر بیٹھنے کا حکم لگا دیا - اپنا ہاتہہ خوب سونے سے گرم ہو - اس لئے سرلوجی کی گود لینے پر تین اعتراض دہرم شاستر کے موافق کئے - اول راجہ نے اوسوقت گود لیا ہے کہ اوسکے ہوش حواس کچہہ باقی نہین تہے - دوم سرلوجی کی عمر دس برس سے کم تہی - سوم خود وہ اکلوتا بیٹا تہا - اسلئے راجہ کا سوتیلا بہائی امرسنگہ کورٹ ڈائرکٹرز کے حکم کے موافق مسند نشین ریاست ہوا - اب سرلوجی کی تعلیم و تربیت سے امرسنگہ نے غفلت کی تو گورنمنٹ نے اوسکو بہت مدراس مین بلا لیا اور پادری شوارٹز اوسکو تعلیم کرتے تہے اونکی حسن تعلیم سے اس راجہ مین حسن اخلاق اور اطوار نیک نے جلوہ دکہایا - اور اوسنے کبہی ریاست کے دعوی سے ہاتہہ نہ اوٹہایا - ادہر سرلوجی کی نیک کرداری نے جلوہ دکہایا - اودہر امرسنگہ کی زشت کاری نے رنگ دکہایا - اسلئے یہہ ہر دو دوزہ محبوب و ہیہ برا اور وہ بہلا سب کے نزدیک ٹہرا - سرجان شور کے زمانہ مین یہہ مقدمہ پیش ہوا - اونہون نے بنگالہ اور دکن کے پنڈتون سے بہی مہا طلب کیا - پنڈتون نے کہدیا کہ دہرم شاستر کے انوسار کچہہ سرلوجی کے گود لینے مین چوک نہین ہے - پہلے اعتراض کا جواب تو یہہ پنڈتون نے دیا کہ راجہ کا بیحواس ہونا ثابت نہین اور اوراعتراض جو عمر

تنجور کی ریاست کا جھگڑا

پہر سنہ ۱۷۳۲ع مین مرہٹون نے دست درازی اوسپر کی اور بہت سا علاقہ اوسکا لے لیا - جب نواب کی آمدنی کم ہوگئی
تو اوسنے بیڑے کا خرچ کم کردیا - اسپر سیدیون نے بغاوت کی اور زبردستی نواب سے بعض اضلاع کی محاصل زمین سے
اور مال تجارت کے محصول سے بیڑے کا خرچ پہیر لیا - سنہ ۱۷۴۶ع مین نواب تیغ بیگ خان تو مرگئے **صفدر خان**
نواب **سورت** کے ہوئے اور اونکے بیٹے **وقار علی** قلعہ دار - پہر کسی رشتہ دار نے ریاست کے لئے جہگڑا کیا - وہ **داماجی**
گائکوار کو ملک دیکے خود نواب بنا پہر **پیشوا** کی چوتہہ کی بہی تجویز کرلی - غرض اسطرح سے ملک کی آمدنی روز بروز گہٹتی گئی
سنہ ۱۷۵۸ع مین **سیدیون** نے پہر انگریزون سے جہگڑا کیا جب اسکی بازپرس نواب سے کی گئی تو یہ عہدنامہ ۴ مارچ سنہ ۱۷۵۹ع مین
ہوگیا کہ انگریز نواب کا نائب اپنی مرضی سے کسی شخص کو مقرر کیا کرین اور سیدی قلعہ و بیڑا اونکے حوالہ کرین اور انگریز
دو لاکہہ روپیہ سالانہ اونکی حفاظت اور حراست کا لیا کرین - بادشاہ دہلی نے بہی اس عہدنامہ کی تصدیق کردی اور انگریزونکو
سند دیدی - اب یہ نواب سنہ ۱۷۹۰ع مین مرگیا - **بمبئی** کی گورنمنٹ کی استعانت سے اوسکا بیٹا مسندنشین ہوا
سنہ ۱۷۷۷ع سے نیابت نواب کا عہدہ موقوف ہوا - سنہ ۱۷۹۹ع مین ایک اور نواب مسندنشین ہوا - قلعہ **سورت**
کی حفاظت کا خرچ ہمیشہ آمدنی سے زیادہ ہوتا تہا - اور نواب سے بہت اس معاملہ مین جہگڑے ہوئے مگر خرچ کا پورا
کسی طور سے نہ ہوا - انگریزونکو کیا ضرور تہا کہ وہ روپیہ کسی اور ملک سے لاتے اور اس ملک کی حفاظت کا
خرچ اوٹہاتے - لورڈ **ولزلی** کے عہد مین سنہ ۱۷۹۹ع مین نواب سے بڑی مشکل سے زیادہ محصول دینے [illegible]
تہے کہ ہنوز ابہی عہدنامہ پر دستخط نکیے تہے کہ نواب کا دفتر حیات ہی اُلٹ گیا - ایک ننہا سا لڑکا چہوڑا - وہ بہی چند
ہفتہ مین آغوش لحد مین سویا - بہائی اوسکا مدعی ریاست ہوا - گو بادشاہ دہلی کی طرف سے **سورت**
کی حکمرانی کا استحقاق نواب اور سرکار کو یکسان تہا - مگر قاعدہ ہے کہ جب دو آدمی ایک شے کا استحقاق
رکہین تو جو اونمین سے زورآور ہوتا ہے وہ غالب آجاتا ہے اور دوسرا مغلوب - اب سلطنت انگلشیہ کو
وہ سطوت اور صولت حاصل ہوگئی تہی کہ بغیر اوسکی مرضی کے کوئی مسند ریاست کی طرف رخ نہین
کرسکتا تہا - وارث ریاست سے کہا گیا کہ مسند پر بیٹہنا جب نصیب ہوگا کہ تمام ملک کا انتظام سرکار کمپنی کو دیدو
- نواب اول تو اس خواست کو منظور کرتے ہوئے گہبرایا اور اوسنے کہا کہ اس سے میری بڑی تذلیل اہل
اسلام مین ہوگی کہ مین نے وہ مقام جو ہندوستان مین حاجیونکے واسطے باب مکہ کہلاتا ہے غیر مذہب والون کو دیدیا

مگر تہی مغز نواب کی سمجھہ مین کچھہ نہ آیا کہ کوئی نیک صلاح کیا صلاح دیتا ہے ۔ **نواب** کے
گرد تو اونہی لوگ جمع تہے وہ خود غرض تیرہ تدبیر بہلا نواب کو کب شرائط جدیدہ کو ماننے دیتے تہے ۔ انہون نے
گستاخ یہانتک بنادیا کہ اوسنے کہدیا کہ سرکار کمپنی کو ملک **کرناٹک** کی آمدنی سے سروکار کیا ہے ۔
اور پہر دماغ کو یہہ چڑہی کہ انگریزوں نے کہا کہ جو ملک فتح کیا ہے اوسمین سے حصہ دلائیے ۔ اسلیئے
عہد پیمان کا باب تو بند ہوا ۔ مگر ۱۷۹۲ع کے عہدنامہ کے موافق تعلق پر ایام جنگ مین گورنر جنرل کو اختیار تہا
کہ تمام ملک **کرناٹک** کے انتظام کو اپنے ہاتہہ مین لے لے اور پانچوان حصہ آمدنی کا نواب کو دلائے ۔
جب سلطان **ٹیپو** سے لڑائی ہونے کو تہی تو **کورٹ ڈائرکٹرز** نے گورنمنٹ انڈیا کو ہدایت کی کہ وہ ملک
کرناٹک اپنا قبضہ و تصرف کرلے ۔ اور جبتک اوسکو نہ چہوڑیے کہ ہم کوئی اور حکم اوسکی نسبت نہ بہیجین
۔ مگر لورڈ **ولزلی** نے یہہ مروت اور فتوت اسوقت کی کہ سارا ملک نہین لیا اور نواب سے یہہ درخواست
کی کہ مصارف جنگ کے واسطے تین لاکہہ پگوڈا دیدے نواب نے اقرار اس روپیہ کے دینے کا کرلیا ۔ مگر اوسکا کچھہ
لحاظ و پاس نہ کیا اور اس عہد کو پورا نہ کیا ۔ اگر بنگال سے خزانہ نہ آجاتا تو اوسکے اس اقرار کے بہروسہ
پر آمادگی اسباب جنگ مین بڑا فتور پڑجاتا ۔ اسپر بہی لارڈ **ولزلی** نے یہہ عنایت کی کہ نواب سے یہہ کہا
جسقدر روپیہ کہ وہ اپنے ملک کی حفاظت کیواسطے دیتا ہے اوتنا ہی آمدنی کا ملک وہ سرکار کمپنی کو دیدے
آئندہ پہر کچھہ اور مطالبہ سرکار اوس سے نکریگی اور سرکار کے عمدہ انتظام سے جو اس ملک کی آمدنی مین
افزائش ہوگی وہ بہی نواب کو دیدی جائیگی ۔ سوا اسکے دو کروڑ روپیہ جو سرکار کے قرض دینے ہین
اونکے لینے مین بہی بہت رعایت کیجائیگی ۔ مگر نواب معلوم نہین کس نشہ مین مست تہا کہ اوسنے اس
عنایت اور رعایت کو نہ سمجہا ۔ اُسنے اس سے بہی انکار کردیا اور گورنر جنرل پر عتاب کیا کہ جب روپیہ قسط
بقسط پہونچ جاتا ہے تو اُسکے پہر درخواست کرنے کے کیا معنی ہین ۔ یہہ قسطین سود کی روپیہ ادا کی جاتی
تہین ۔ اور خلاف عہد ملک تنخواہون مین دیا جاتا تہا ۔ ۱۷۹۲ع کے عہدنامہ کے موافق نواب **ارکاٹ**
مجاز نہ تہا کہ کسی سلطنت اور ریاست غیر سے کسی قسم کی خط و کتابت کرسکے ۔ جب **میسور** فتح ہوا تو
دفتر سلطانی مین ایسے [illegible] ہاتہہ آئے جنسے یہہ ثابت ہوا کہ نواب **محمد علی** اور یہہ نواب بہی دونو

سلطان سے خط و کتابت سلطان کے مصالحت میں اور انگریزوں کی مخالفت میں رکھتے تھے۔ اور اس خط و کتابت
کے لیے کچھ کنایات اور اشارات تسلیم مقرر کر لیے تھے۔ ان باتوں پر کچھ تعجب نہیں ہوتا اسلیے کہ
ہندوستانی ریاستوں کے اصول ایسی نیتوں پر مبنی ہیں وہ ایسے کاموں کے کرنے کو برا ہی نہیں جانتے ہیں۔
۱۷۔ اپریل ۱۸۰۱ء کو گورنر جنرل نے لارڈ کلائیو گورنر مدراس کو سے خاص خطوط اور بعض کاغذات
بھیجے جو سری رنگ پٹن کے محلوں میں سے ہاتھ آئے تھے۔ اور انکو ہدایت کی کہ فوراً تحقیقات
شروع کریں اور اوسکے ساتھ ایک فہرست جن گواہوں کی تھی کہ انکی شہادت لیجائے۔ جب تحقیقات
لارڈ ولزلی کی رائے کا مذمت ثابت ہو گیا کہ دونوں نواب انگریزوں کو دشمن بانی کے سازش اور
آمیزش رکھتے تھے تو سرکار کمپنی اپنے حقوق کے قوت سے ... اور یہ لیتیا حاصل ہے کہ ملک کرناٹک
کا حال اپنے فوائد اور اغراض کے لیے جو چاہے سو کرے۔ اب لارڈ ولزلی نے ارادہ مصمم کر لیا کہ نواب
بالکل ملک کرناٹک کی ریاست اور حکومت سے محروم کر دے۔ مگر سوقت کچھ نظام سے بیاہ کے خرچ کی
بابت جھگڑا ہو رہا تھا اسلیے کچھ دنوں تک یہ ارادہ ظاہر ہوا۔ جب وہ جھگڑا مٹ گیا اور اسی اثنا میں گورنر جنرل
کی بھی منظوری نواب کی معطلی کی آئی تو ارادہ ہوا مگر سوقت نواب کرناٹک حالت نزع میں پڑا ہوا تھا
اور کچھ دنوں توقف کیا کہ کیوں اسکو حالت نزع میں تکلیف پہونچائے اور [illegible] جلد بنانا ہے۔
جب نواب مر گیا تو اسکے وصیت نامہ دیکھا گیا تو یہ لکھا تھا کہ علی حسین اسکا بڑا بیٹا مسند نشین
ہو۔ علیجان محمد نجیب۔ سالار جنگ۔ تقی علی اس نو عمر نواب کی نیابت
میں سلطنت کا کام کریں۔ جب اس سے کہا گیا کہ نہایت بات وہ انصاف میں [illegible] نہیں لکھی
اور انہوں نے پچھلی نواب مسند نشینی [illegible] کی عزت و حکومت
موقوف ہے۔ تم مسند نشینی سے ہو سکتی ہو کہ تمام ملکی و مالی انتظام کرناٹک کا ہمارے قبضہ میں
چھوڑ دو ——— مگر بد خواہوں کی صلاح سے یہ نیک صلاح سمجھ میں نہیں آئی۔ لارڈ کلائیو
۱۸۰۱ء میں علی حسین کی ملاقات کو گئے تھے۔ بہت سمجھایا مگر وہ نا سمجھ نہ سمجھا۔ تو وہ بھی نواب نہ بنا
نہیں بلکہ بھی یا تیار کیا گیا۔ انگریزوں نے عظیم الدولہ جو امیر الامرا کا بیٹا اور محمد علی کا پوتا تھا

التفات کیا- وہ باپ کے مرنے کے بعد خانہ نشین تھا- کوئی اوسکی بات نہین پوچھتا تھا- مسند ریاست پر بٹھایا-
اور تمام ملک کرناٹک کا انتظام اپنے ہاتھہ مین لے لیا- اور یہہ عہد وپیمان ہوا کہ نواب کو پانچوان حصہ آمدنی ملک کا دیا جائیگا
- نواب کے باقی رشتہ دارون کے لئے وظیفے معقول تجویز کیے جائینگے- اور جو نواب کا قرض ہے وہ سرکار کے ذمہ ہوگا- غرض کرناٹک
بھی ایک ضلع سرکار کمپنی کی عملداری مین ہوگیا- اب سرکار کی فرمانروائی دکن مین پوری ہوگئی- سلطنت
میسور سے ملک ہاتھہ لگا- نظام سے کچھہ ملک لیا- کرناٹک کو شامل کیا- تنجور کو ضبط کیا- اس سے ایک معقول پریزیڈنسی
مدراس بنگئی- آبادی دو کروڑ تیس لاکھہ آدمیونکی ہوگئی- لارڈ ولزلی نے جو ملک الحاق کیے اونکی
آبادی ایک کروڑ اسی لاکھہ آدمیونکی تھی- اگرچہ یہہ سارے کام لارڈ ولزلی نے گورنمنٹ انگلنڈ کے
حکمون کے خلاف کیے تھے- مگر اوسوقت سب انکو مبارکباد دیتے تھے اور ان کامون پر تحسین وآفرین کرتے تھے
کاغذات جو سلطان ٹیپو کے قتل ہونے سے انگریزونکے ہاتھہ آئے اور اسکی تحقیقات کرنل کلوز اور وب صاحب نے
کی اور اسکا نتیجہ جو کچھہ ہوا اور بیان ہوا اوسکی نسبت محققین کی مختلف رائین ہین- مگر اسپر سب متفق القول ہین یہہ کہنا کہ
لارڈ ولزلی نے ان کاغذات کو بنایا اور شہادت دروغ کو پیدا کیا- چاند پر خاک ڈالنی ہے- ایسے مستند ثقات
اور منکرات کی نسبت ایسی بدگمانی ایسا گناہ ہے کہ توبہ سے بھی معاف نہین ہوسکتا- شائستگی تہذیب تعلیم فلسفت
ایسی یورپ مین پھیل گئی ہے کہ اگر ایسے کاغذات کے جعلی بنانے سے اور ایسی شہادت دروغ کی تصنع سے ایک سلطنت
بھی ہاتھہ لگے تو وہ لوگ اسپر تف بھی نکرین- مگر اخلاق ملکداری مین ترقی ایسی ہیچ میچ ہوتی ہے کہ ہم یہہ
نہین کہہ سکتے کہ اسکے اندر جعلسازی عنقا ہوگئی ہے- اور شہادت دروغ تو سب کے منہ سے اڑکر بالکل چھچھڑ ہوکر
اڑگئی ہے- مگر انگلش گورنمنٹ کی نسبت تو وہم بھی نہین ہوسکتا کہ اوسنے اس کام مین جعل کیا ہو اور شہادت
بنائی ہو- اسکو ضرورت بھی اسکی نہ تھی اسلئے کہ اصلی کاغذات وشہادت خواہ کیسی ہی ہون اوس سے جو
سرکار کا مقصود تھا وہ حاصل تھا- اب ان کاغذات کی اصل یہہ ہے کہ مدراس مین ٹیپو سلطان کے دو لڑکے
جب ویلور مین ہاتھہ تھے تو انکی ملازمت مین دو وکیل غلام علیخان اور علی رضا خان بھی تھے-
کبھی انکی ملاقاتین نواب سے چھپ چھپا کے ہوجاتی تھین- نواب کبھی کبھی ان لڑکون سے ملتا تھا- اور پیار محبت کی
باتین اونسے کیا کرتا تھا- یہہ وکیل ان باتون کو جو ملاقات مین ہوتی تھین سلطان کو لکھہ بھیجا کرتے تھے-

- اب کورٹ ڈائرکٹرز نے لکہا کہ نواب محمد علی خان نے مجرمانہ خط و کتابت سلطان کے ساتھ خلاف عہد و پیمان کے کر کے اپنے تمام حقوق کو باطل کر دیا - اگر وہ زندہ ہوتا تو اس جرم کی سزا پاتا - اور اُسکے بیٹے نے بھی (جو باپ ہی کے عہد و پیمان کے موافق مسند نشین ریاست ہوا تھا) ایسا ہی کیا - پس اسلئے ملک کرناٹک ضبط کرنا عین انصاف ہے - اب گفتگو یہ ہے کہ کیا نواب کو استحقاق سلطنت انگریزونکے کسی عہد نامہ کے سبب سے پیدا ہوا تھا کہ وہ اُسکے توڑ جانے سے سلطنت کا مستحق نہین رہا - ابتدا مین تو انگریز اُسیکو کرناٹک کی سلطنت کا مستحق سمجھتے تھے اور اسی بنا پر بڑے فرانسیسیون سے معرکہ آرائی کیا کیے - اگر عہد شکنی ہی معزولی بادشاہ اور اُسکی سلطنت کی ضبطی کا سبب ہوا کرے تو اور بادشاہونکی تمام سلطنتین ہندوستانین کیونکر کمپنی ضبط کر سکتی ہے - کورٹ ڈائرکٹرز نے پہلے کہا تھا کہ نواب نے جو ملک سرکار کے قرض ادا کرنے کے واسطے تجویز کیا تھا اور اُسکے لئے قول و قسم ہوئی تھی کہ وہ قرض مین بطور تنخواہ نہین دئے جائینگے اُسپر عمل نہین کیا تو اس عہد شکنی پر کورٹ ڈائرکٹرز نے گورنمنٹ کو اُسوقت نہین لکہا کہ نواب کو معزول کر دو - اور ملک کو ضبط کر لو - اصول عامہ یہ نہین ہے کہ جب سلاطین مین عہد و پیمان اور قول و قسم ہون اور اُنمین سے ایک عہد شکنی کرے تو دوسرے سلطان پر یہ واجب نہین ہوتا کہ عہد شکن بادشاہ کو معزول کرے اور اوسکی سلطنت ضبط کرلے - بلکہ اوسکا حال در تعلق باہم وہ ہو جاتا ہے جو پہلے اونمین ہوتا ہے - اگر لڑائی بھی شروع ہو تو بھی کچھ ضرور نہین ہوتا کہ عہد شکن سلطان معزول ہو اور سلطنت اوسکی ضبط ہو بلکہ لڑائی وہانتک ہوتی ہے کہ دوسرے سلطان کو اپنی سلامتی سلطنت کا کچھ خوف نرہے اور عہد شکنی کی تلافی ہو جائے - مگر اب بحث اسمین ہے کہ اس اصول عامہ کا مورد معاملہ کرناٹک تھا یا نہین جو لکھتے ہین نہین - وہ یہ استدلال کرتے ہین کہ نواب محمد علی کوئی آزاد بادشاہ نہ تھا - پہلے وہ صوبہ دکن کا ماتحت تھا اب سرکار کمپنی کا تابع تھا - اگر سرکار اُسکے سر پر ہاتھ نہ رکھتی تو وہ ابتک دشمنونکی ٹھوکرونمین پامال ہو گیا ہوتا - ملک کرناٹک کی یہ خوش نصیبی تھی کہ اُسمین شورش و بدنظمی کی جسمین سرکار کمپنی کا داہنا ہاتھ بھی انتظام ملکی مین فالج زدہ ہو رہا تھا اب صحیح اور تندرست ہو گیا - اور اوسنے ایک خلق خدا کو ظالم کے ظلموں سے اور جفاکارون کے جورون سے بچایا

زمیندار جارج مٹلم کے گہر مین ہوی سنہ ۱۷۶۹ء مین پیدا ہوئے - لڑکپن مین شوخ مزاجی
اُنپر ختم تہی - اونکے دو بہائی اور سرکار کمپنی کے ملازم تہے - بارہ ۱۲ برس کی عمر مین ایک شخص کی
سفارش سے کورٹ ڈائرکٹرز کے روبرو نوکری کے لئے پیش کئے گئے - جب اونسے کورٹ نے کہا
یون میان لڑکے اگر حیدر علی سے تمہاری مُٹ بھیڑ آن پڑے تو تم کیا کروگے - اوسنے اوسکا
جواب بیدہڑک یہہ دیا کہ میان سے کرچ نکالونگا اور اوسکی گردن اڑا دونگا - یہہ جواب سنکر سب
دنگ ہوگئے اور سمجہہ گئے کہ وہ بیشک سپاہ مین بہرتی ہونے کے قابل ہے - اُسکو سپاہ مین بہرتی
کرلیا - اور وہ سنہ ۱۷۷۳ء مین ہندوستان مین آگیا - یہان آتی ہی ہندوستان کی ہوا لگی اور
بخشش و دولت ہونے لگی - یہانتک قرضداری کی نوبت پہونچی - مگر پہر کچہہ سمجہہ آگئی - پُرانا قرض اتار دیا
نیا قرض نہ لیا - بعد اسکے قصد کی واو باشی سے ایسی توبہ کی کہ پہر عمر بہر اوسکو نہ توڑا - ہندوستان مین آتے ہی
اوسکو شوق عربی - فارسی پڑہنے کا یہان کے لوگونکی زبان سیکہنے کا اور ہندوستان کے حالات لکہنے کا ہوا
- جو کچہہ احوال ملک اور اوضاع اہل ملک اوسکو تحقیق ہوئے وہ ہمیشہ اونکو قلمبند کرتا رہا - نوجوانی مین یہہ رائے
صائب لکہی کہ جن فرنگیونکو اہل ہند سے کسی طرح کا تعلق اور لگاؤ ہے اُنکو ہمیشہ اس قاعدہ کا پابند رہنا چاہیئے
کہ اپنی مطلب آری اور کارروائی کی لئے مکر فریب نکرین - اور ٹیڑہی ترچہی چالین نہ چلین - اور سب
چہوٹے بڑے معاملونمین اپنے قول و عہد کا پاس رکہین - اگر اس سیدہی راہ پر چلینگے تو غالب ہونگے
اگر خوشامد یا مکاری ہندو مسلمانون کے ساتہہ ذریعہ ٹہرائینگے تو ہرگز نہ جیتینگے اور ہمیشہ مغلوب رہینگے
- اوسکو بڑا شوق تہا کہ مین اہل قلم مین نوکر ہوجاؤن - اس شوق مین وہ صبر سے حصول مدعا کا
انتظار دیکہتا تہا - سنہ ۱۷۹۲ء مین وہ سری رنگ پٹن مین تہا کہ گورنر جنرل نے اوسکو یاد کیا - اور جو فوج
نظام کی سپاہ کی ساتہہ ٹیپو سلطان سے لڑنے گئی تہی اوسمین فارسی ترجمان مقرر کیا - اوسکے سوا
کوئی افسر اس کام کی لائق نہ تہا - جب اوسنے اس ترقی کے زینہ پر پہلی ہی سیڑہی پر قدم رکہا تہا
کہ علالت مزاج نے اوسکو ولایت کا سفر کرایا - وہان اوسکے دوست اور عزیز اس جوان رعنا
کو دیکہکر باغ باغ ہوگئے - اوسکی پاکیزہ صورت ایک ایک کے جی مین کہبی جاتی تہی خوش بیانی

ملک پر حملہ آور [illegible] ہوا اوسکے اسباب حرب وضرب ہی معاونت کرینگے۔ بعد اسکے فرانسیسون کی نسبت
یہہ شرط لکہی گئی کہ اگر فرانسیس مملکت ایران مین اپنا قدم جمانا چاہینگے تو اہل فارس اور انگریز
دونو ملکر اونکو نکال دینگے اور شاہ فارس فرانسیسون یا فرنگستان کے کسی اور قوم کو جو اوسسے اتحاد
رکہتی ہے اپنے علاقہ مین نہ تو کوئی قلعہ بنانے دیگا نہ بڑہنے دیگا۔ مگر یہہ عہدنامے کچہہ عمل کرنے
کے لئے نہین لکہے گئے یونہین شاعرانہ دل لگی تہی اس سفارت مین جتنا خرچ ہوا اوتنا
اوس سے فائدہ نہ ہوا تجارت فارس تو محض ایک خیالی چیز تہی تجربہ سے ثابت ہو چکا
تہا کہ اوسسے کچہہ فائدہ نہین ہان یہہ فائدہ ضرور ہوا کہ شاہ **فارس** سے میل جول خوب
ہوگیا اور کسی اہل یوروپ کے حملہ کا ہندوستان پر شاہ **فارس** کے ملک مین سے
ہو کر جاتا رہا۔ جس شان سے یہہ سفیر پاکیزہ صورت اور نیک سیرت گیا اوسسے انگریزی
شان وشکوہ کا نقش ضرور ایرانیون پر ہوا۔ پانچ سو آدمی اوس کے ساتہہ تہے۔
تحفے تحائف ہندوستان اور انگلستان کے اوسکے ساتہہ بڑی قیمتی اور عمدہ تہے۔ ایک
سے ایک زیادہ گران مایہ اور افضل تہا۔ اگرچہ شاہ ایران بہی اون جواہرات
مین مرصع بنے ہوئے بیٹہے تہے جو **نادرشاہ** یہان سے لے گیا تہا۔ مگر ان
تحائف کا رنگ دیکہہ کر وہ بہی دنگ ہوگیا۔ اور اس بات کا نقش اوس کے دل پہ
ہوگیا کہ ہندوستان کے یہہ فرمان روا بڑے دولتمند ہین اور اوس کے سفیر
جان ملکم رستم سے کم نہین۔ اس سفارت کے کام کی بڑی شہرت ہوتی اگر
جان ملکم کسی حکمت سے خرچ سفارت کو وصول کرلاتے۔

(۲۴) بعد فتح **سری رنگ پٹن** لارڈ **ولزلی** نے **دنداس** صاحب بورڈ کنٹرول
کو لکہا کہ میرا ارادہ ہے کہ مین ہندوستان سے سپاہ بہیجون اور آپ ادہر سے سپاہ
بہیجئے تاکہ اہل **فرانس** کو **مصر** سے دونون کر نکال دین مگر اس کا جواب سات مہینے
تک کچہہ نہ آیا۔ اوس وقت ایسا ہی ڈاک کا انتظام تہا۔ اس سبب سے لارڈ صاحب نے **سیلون**

مین ترنکومالی کے عمدہ بندرگاہ مین گورون کی سپاہ کثیر جمع کی۔ اور یہہ ارادہ کیا
کہ اس سپاہ سے موریشس اور بوربون کو فتح کرلون۔ ان جزیرون کا
قربت کے سبب ہندوستان سے فتح کرلینا آسان ہے۔ اور ان سے انگریزی تجارت
کو بہت نقصان مشرقی ملکون مین پہونچتا ہے۔ جب سے لڑائی شروع ہوئی فقط تاجران
کلکتہ کا دو کروڑ روپیہ کا نقصان اوسکے سبب سے ہوچکا ہے۔ اور وہ ایسی خوفناک
ہوگئی ہے کہ مال کے بیمہ کا بہاؤ ایسا چڑھ گیا ہے کہ تجارت کا باب ہی مسدود ہوگیا ہے
ہندوستانی بیڑا جو ہیر ریجر رینیر کے ماتحت تہا وہ اس قابل نہین ہے کہ خلیج
بنگال محافظت کرسکے۔ پانچ سو جہاز سوداگرون کے لٹ چکے مین بنگلی کے
دہانہ پر اکتوبر ۱۸۰۰ء کو کمپنی کا ایک جہاز کسپیر [illegible] فرانسیسون کے
ایک جنگی جہاز نے دفعتہً پکڑ لیا۔ ۵۵ آدمی مارے گئے [illegible] ولزلی کی غیرت کا
کیا مقتضا تہا کہ وہ اپنی دار السلطنت کے سامنے یہہ آفت دیکھے اور اوسکے تدارک کے
درپے نہ ہوتے۔ اسلئے انہون نے یہہ ارادہ کیا کہ ترنکومالی کے بیڑے کو جزائر
مذکور پر بھیجے۔ اور فرانسیسون کے گھر ہی کو آگ لگادے۔ مگر ہیر ریجر رینیر نے اس عزم کو
کوپست کردیا۔ اور کہا کہ جب تک خاص بادشاہ انگلستان کا حکم نہین آئے گا
مین اس مہم پر نہ جاؤنگا۔ ہمیشہ بادشاہی ملازمون کی عادت رہی کہ وہ سرکار
کمپنی کے حکمون کی تعمیل کرانے پر راضی نہیں جانتے تہے اور اون کو ذلیل اور
حقیر جانتے تہے۔ جو عذر ہیر ریجر نے کیا وہ بہت [illegible] تہا سلطنت انگلشیہ کا
عام اصول یہہ ہے جب لڑائی ہو تو تمام افسرون سرکار کی حکم تاکید کی ہے
کہ وہ اپنی تمام قوت بازو اور زور عقل کو یک دل اور متفق ہوکر دشمن کے
مغلوب کرنے مین کام مین لائین۔
د. جب جب جان و دل سے سعی کرین کہ اپنے ملک کی عزت [illegible] ہوئین

اس حکم کی تان تو اور بہی زیادہ تعمیل چاہئیے تہی جہان انگلستان سے زیادہ بعد تہا۔ غرض اسوقت میر بحر
رینیر نے سرکار کے گورنر کے حکم کو ذلیل سمجہ کر اپنے منصب کے فرض وقت کو ادا نہ کیا اور اوسکا نتیجہ
یہہ ہوا کہ جزائر مذکور پر مہم کا عزم لارڈ ولزلی نے اس سبب سے ملتوی کر دیا کہ بغیر جہازون اور بیڑے کے
کچہہ ہو نہین سکتا تہا۔ وہ آٹہہ برس تک اور اہل فرانس کے قبضہ مین رہی۔ اور تجارت کی حارج رہی
اور دو کروڑ روپیہ کا اور نقصان ہوا۔ فقط میر بحر کی نا معاملہ فہمی و نادانی نے یہہ نتایج بد دکہائے
تاکہ پہر ایسی حماقت سے یہہ نقصان اور زیان نہ پہنچے۔ پارلیمنٹ نے ایکٹ جاری کر دیا کہ بادشاہی جہازون
کا رخانے تمام ساری فوج سمیت ماتحت گورنر جنرل ہند کے شرق مین رہے ـ

(۲۵) اب آخر کار لارڈ ولزلی کے پاس ولایت سے مراسلہ آیا کہ سر رلیف ابیر کرومبی پندرہ ہزار
سپاہ لیکر ترکون کی سپاہ کے ساتہہ مصر کو فرانسیسون کے نکالنے کے لیئے گیا ہے۔ مناسب ہے کہ تم ہندوستانی
لشکر سے اوسکی کمک کرو۔ پس جو بیڑا اسر ٹرنکومالی مین تہا اوسکو بحر قلزم کی طرف سفر کا حکم ہوا۔
اور اوسکے ساتہہ بمبئی کی سپاہ مین سے ایک لشکر چار ہزار گورون کا اور پانچہزار ہندوستانیون کا جنہنے خود
جانا قبول کیا روانہ کیا۔ جنرل بیرڈ اوسکی سپاہ کے سالار ہوئے۔ گورنر جنرل نے ارشاد کیا کہ جنرل صاحب کی ذہانت
اور شجاعت کے واسطے کوئی اسسے زیادہ بڑہکر دوسرا سری رنگ پٹن مین نہین پیش کر سکتا
بحر قلزم پر کوسیر پر لشکر پہونچا۔ اور صحراء نیل مین ایک سو بیس میل سپاہ راہ بیرا مین چلا۔ اور
۲۷ اگست سنہ ۱۸۰۱ کو بحیرہ روم کے کنارہ پر پہنچا۔ مگر فقط اوسکی دہوم دہام نے اور انگلستان سے جو افسر آیا تہا
اوسکی چالاکی و ہمتی اور قوت بازو نے اہل فرانس کو مجبور کیا کہ اونہون نے اپنے تئین انگریزون کے حوالہ کر دیا
ہندوستان سے یون تو بہت واقعات ہین کہ جنمین تفریح افسانہ موجود ہے۔ مگر یہہ اونمین بہی عجیب غریب ہے
کہ گنگا کے کنارہ سے دریاء نیل کے کنارہ پر سپاہ فرعون کی ملک مین قیصر کے قدم بقدم ایک انگریزی افسر
کے ماتحت جائے۔ اٹلی کے پرانے آزمودہ کار سپاہیون سے جو فرعون بن رہے ہون لڑنے جائے جب
فرانس کی سپاہ نے مصر مین اپنے تئین حوالہ کر دیا ہے تو ایک مہینہ کے اندر لارڈ کورنوالس سابق
گورنر جنرل ہند اور فرانس کے درمیان امینس مین مقدمات صلح طے ہو گئے تہے کورٹ ڈائرکٹرز نے

مالگزاری مین وہ ظلم وستم ہوتا تہا کہ خدا کی پناہ مگر پہر بہی سرکار کمپنی کے زر موعود کا پورا نہ پڑتا تہا
ہمیشہ باقیات رہتی تہین۔ عدالت اور انصاف کو چراغ لیکر سارے ملک مین ڈہونڈہئے تو کہین اوسکا
سُراغ نہ پائیے۔ فوج کو دیکہیئے تو بہوکی ننگی خوگیر کی بہرتی۔ غریبون کو ستانا بنی ہی آقا کو دہوکا
میدان جنگ مین کبہی نہ جائے۔ اور جو جائے تو نامرد ہاتہی بنجائے۔ دشمن سامنے آئے تو اوسکو سوت
نظر آئے جب ہندوستانی سرکار و نکا ادبار آتا ہے تو یہہ برائیان اونمین ہوا کرتی ہین مگر اودہ مین
ایک ور طرہ اوسپر یہہ چڑہا کہ بعض فرنگیون نے یہان اپنا جدا ہی فرنگی محل ملک کے اوجاڑنیکے لئے
آباد کیا۔ یہہ سارے فرنگی بندہ زر اپنے قوم مین بدنام برادری سے باہر تہے۔ بگڑی ہوئی ہندوستانی
ریاستین اونکے لئے کان زر تہین۔ لباس و صورت فرنگستانی کے سبب سے اونکے پو بارہ ہوتے تہے اور
سب اونکے آگے مات ہوتے تہے۔ پہر ایسی ہندوستانی سرکارین ملک اودہ سے زیادہ تو کہین اپنی جوہر
لیاقت دکہانیکا موقع اور نہ تہا۔ اونکی بدگہری کے خریدار تو یہین کے جوہری تہے۔ ہندوستانیون
کی زشت کاری کے چہرہ پر جب فرنگستانی غازہ ملا گیا تو کچہہ اوسکا اور ہی روپ ہوگیا۔ الماس علی
خان نے اپنی الماس کاری سے اور ہی اوسکو رونق دیدی۔ اوسکو بڑا اقتدار اور اختیار حاصل
تہا بندہ سے خداوند ہوگیا تہا۔ اوسکا لوہا سب مانتے تہے۔ وہ سب کے لئے کسوٹی الماس تہا غرض یہہ سب
معاملات ایسے پیش آئے کہ لارڈ ولزلی پر واجب و فرض ہوا کہ وہ اپنی توجہ عالی کو اسطرف
مشغول کرین۔ چہہ مہینہ کے بعد کلکتہ مین آنے سے اونہون نے رزیڈنٹ لکہنو کو لکہا کہ مہمات دکن کے
سبب سے مجہکو لکہنو مین آنے کی فرصت نہین ملی اور نہ مجہے ایسی فراغت نصیب ہوئی کہ مین اپنے دل
و جان سے بالکل توجہ نواب اودہ کی اصلاح معاملات پر کرتا۔ اب مین تمکو وہ تین باتین لکہتا ہون
جب تمکو موقع ملے اونکی صلاح اور انتظام کی طرف کمال جد وجہد کرو جب کبہی الماس علیخان سے
تو تم اسمین کوشش کرنا کہ سر جان شور کے عہدنامہ مین جو زر موعود ٹہرا ہے اوسکی صلاح ہو اور الماس علی
خان کو جو اختیارات دو آبہ مین حاصل تہے وہ سرکار کمپنی کو حاصل ہوجائین اور اوسکے عوض مین زر
موعود مین تخفیف کیجائے۔ اوسکے مرنے کے وقت تو تمکا یہہ سمجہنا چاہئے کہ اگر کوئی دوسرا

سردار اور امیر بندوبست دور ہین آپ کی معزولی پر رات دن روتے ہین۔ بہت سے زمیندار ایسے تھے
کہ وہ وزیر علی کی زر و جواہر کی تاک مین لگائے ہوئے تھے وہ اونکے نوکر ہو گئے بعض شخص
جو سعادت علیخان کے مزاج کی زیادہ ستانی سے عاجز تھے وہ بھی اوس پاس آ گئے۔ بالا بالا ایک وکیل
کو نوکر رکھکر زمان شاہ والی کابل پاس بھیجا معلوم نہین اون دو چار مفلوک معلولون نے جنہین
خوشامد سے خوانی اور دہشت پسندی کے لئے روٹیون پر پڑے رہتے تھے کیا اوسنے لکھوا کر بھیجوایا غرض قرائن
سے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اوسکا ارادہ تھا کہ جب سپاہ انگریزی فاصلہ بعید پر زمان شاہ سے لڑنے
جائے تو وہ یہان ہنگامہ فتنہ پردازی برپا کرے۔ بدمعاش مصاحبون نے اوسکو یہہ سمجھایا کہ آپ ایسے
شاہزادے ہین کہ جسکو چاہیے مار ڈالیے کوئی آپ سے باز پرس نہین کر سکتا۔ اور آپ پر کوئی ہاتھ نہین
ڈال سکتا۔ اس سبب سے کئی دفعہ شہر مین اوسنے شورش برپا کی۔ غرض انہین وجوہات سے نواب سعادت علیخان
نے درخواست کی کہ وہ بنارس سے کہین اور بھیجدیا جائے۔ گورنر جنرل نے بھی اسکو مصلحت
سمجھا اور چیری صاحب ریذیڈنٹ بنارس کو لکھا کہ وہ وزیر علی کو سمجھا دے کہ وہ کلکتہ کے قرب وجوار
مین سکونت اختیار کرے۔ اوسکا اعزاز و اکرام بدستور باقی رہیگا۔ سوا تغیر مسکن کے کوئی اور تبدیل
اوسکی حالت مین نہو گا۔ صاحب ممدوح ہمیشہ سے وزیر علی کے خیرخواہ تھے اونہون نے یہہ حکم گورنر جنرل کا
اوسکو سنا دیا جسکے سبب سے وہ صاحب ممدوح کا دل سے دشمن ہو گیا۔ وزیر علی کو یہہ حکم ناگوار ہوا مصاحبون
نے سمجھایا کہ آپ کلکتہ تشریف لیجانے کو نہین گویا کہ قبر مین گئے حکم کی منسوخی کے واسطے اوسنے بہت ہاتھ پیر پٹکے مگر
جب کچھہ نہوا اور بالکل مایوسی ہوئی تو وہ ۱۴ جنوری ۱۷۹۹ع کو صبح ریذیڈنٹ کی کوٹھی پر جو شہر بنارس
سے تین میل پر تھی گیا۔ دستور کے موافق ملاقات ہوئی چاء پی گئی۔ پہر اوسنے اس حکم کی شکایت کا
دفتر کھولا۔ بیان کرتا جاتا تھا مزاج اوسکا بگڑتا جاتا تھا۔ اور غصہ پر غصہ چلا آتا تھا جب وہ بہت گرم
اور گستاخ ہوا تو چیری صاحب نے نہایت نرمی سے اس ملک الموت سے فرمایا آپ مجھپر کیون عتاب فرماتے
ہین یہہ لارڈ صاحب کا حکم ہے مجھے اوسکی تعمیل واجب ہے یہہ سنکر ظالم ادہر لپکا اور ایک تلوار لگائی
یہہ دیکھتے ہی اور نوکر جو اس اشارہ پر لگے ہوئے تھے تلوارین لیکر اوس مظلوم پر گر پڑے اور ان قصائیون نے

نواب کو اوسنے اطلاع دو۔ اور سمجہاؤ کہ زمان شاہ دریا سندہ سے پار آگیا ہی وہ ضرور اودہ پر حملہ کریگا
پہلے اودہ کی بغل مین بیٹھے ہین ضرور اپنے ہم قوموں کی ساتہہ شریک ہونگے اب امن کی زمانہ مین ایسی تدبیر کرلو
کہ جیسے یہہ خوف جاتا رہی۔ سپاہ کی کارخانون کی خرابیون کا نواب خود مقر تہا۔ یہہ سپاہ نکمی ہی نہ تہی بلکہ
اندیشناک بہی تہی جسوقت انگریزی سپاہ کو سرحد پر ایک ہیبتناک کام کرنیکے لیئے جانیکی ضرورت
ہوئی تو اسکی حاجت پڑی کہ ایک حصہ اوسکا نواب کی جان کی حفاظت کی واسطے لکہنؤ مین
بہی چہوڑا جائے کہ وہ اوسکی خود سپاہ کی شورش کو نہ ہونے دے۔ پس ان واقعات سے صاف یہہ نتیجہ
نکلتا تہا کہ نواب کے ملک کی حفاظت باہر کے حملوں سے اور ملک کا اندرونی امن امان یون ہی حاصل
ہو سکتا ہے کہ یہہ بیکار سپاہ کم کر دی جائے جسکی تنخواہ نواب کی خزانہ سے ملے۔ اس معاملہ کی خط و کتابت
مین کچہہ التوا اس سبب سے ہوا کہ لمسڈن صاحب ریذیڈنٹ نے استعفا دیدیا تہا اور کرنل سکوٹ
صاحب انکی جگہ مقرر ہو کر آئے تہے۔ اور وہ ایک چہٹی کونسل کے وائس پریذیڈنٹ سر الورڈ
کلارک صاحب کی نواب کے نام لیگئے تہے جسمین اصلاح سپاہ کی طرف متوجہ ہونیکی ضرورت کی وجوہات
لکہی ہوئی تہین۔ اتفاق سے اس چہٹی کی پیش کرنیکا یہہ موقع خوب ملا کہ نواب نے ریذیڈنٹ سے
بعض اپنی سپاہ کے پلٹنون کی بغاوت کی شکایت کی تہی۔ اوسکو نواب نے پڑہا اور جو کچہہ اصلاح سپاہ
کے باب مین لکہا تہا اوسکو پسند کیا۔ اوسپر ریذیڈنٹ نے عرض کیا کہ حضور اس معاملہ کو بہت جلد
طے فرمائین۔ اور سپاہ کی قسم اور تعداد اور خرچ جو حضور کو منظور ہو اوس کا پورا پورا حال لکہکر
مرحمت فرمائین۔ مگر بیس روز کا عرصہ گذر گیا کہ نواب نے کچہہ خبر نہ لی۔ ریذیڈنٹ کا جب تقاضا ہوا
تو اس معاملہ پر مباحثہ کرنیکے لیئے ایک دن تجویز ہوا۔ مشرقی ادب کا قاعدہ ہے کہ جب بڑا کوئی بات کہتے
ہین تو چہوٹے صاف انکار اوسکے قبول کرنیمین نہین کرتے ہین۔ نواب نے بہی اپنے مطلب کو
لباس نیازمندی مین یون ادا کیا جو تدبیر میرے سامنے پیش کی گئی ہے اوسکی تعمیل ممکن تو ہے
مگر مجہے یقین ہے کہ اوسکی تکمیل میری مرضی کی موافق ہوگی۔ سوا اوسکے اوسنے یہہ بہی کہا کہ میرا
ارادہ ہے کہ ایک بات کی درخواست کرون جسمین میرا بہی آرام ہے میری رعایا کی بہی آسائش ہے

میری سلطنت کی بھی بہبودی اور فلاح ہے مگر میں اوس بات کا اتا پتا بھی نہیں بتلاونگا جب تک گورنر جنرل
سے میری ملاقات (جسکی توقع جلدی ہے لکھنؤ میں ہوگی) یا تو اس راز سربستہ کو اونکے سامنے کہونگا — یا
اوس وقت کہ کوئی رزیڈنٹ کے نام اوس تدبیر منصوبے کی تعمیل کا حکم آئیگا غرض یہ ایک پہیلی سی کہدی
جسکو کوئی بوجہہ نہیں سکتا تہا — ہر چند رزیڈنٹ نے اوسکا حال دریافت کیا مگر کچہہ نہ بتلایا اور ایک
دوسرا روز اوس ملاقات کے واسطے ٹہرایا — اور کہا کہ میں ایک یادداشت لکھکر پیش کرونگا — مگر جب ملاقات
ہوئی تو وہی باتیں تہیں جو اول روز ہوئی تہیں — اب رزیڈنٹ نے دلائل نواب کے سامنے اس امر کو
بیان کیا کہ جو منصوبہ مخفی آپ کے دل میں ہے اگر اوس تدبیر اصلاح سپاہ موقوف کی جائیگی تو بہت عرصہ اوس میں
لگے گا — اوس منصوبہ کا لکہنا دو باتوں پر موقوف ہے یا تو گورنر جنرل سے ملاقات ہو سو وہ ابھی ہوگی
نہیں — یا گورنر جنرل اوس آپکے منصوبے کی تعمیل کے لئے کوئی اپنا نائب مقرر کرے یا رزیڈنٹ سے
کہے تو جب تک منصوبہ کا معا کہلے گا نہیں کیسے گورنر جنرل اوسکی تعمیل کے لئے کسی کو اپنی طرف سے
مقرر کریگا — اسکے جواب میں نواب چپ تہا — یہہ ملاقات بہی یونہیں ختم ہوئی کوئی اوسکا ثمرہ
نہ حاصل ہوا — اب نواب کے منصوبے کی پہیلی بوجہنے میں لوگوں نے قیاسات اپنے لگائے رزیڈنٹ کا
قیاس دوڑا کہ شاید نواب اپنے تمام وزیروں کو موقوف کرنا اور ان عہدوں ہی کو مٹانا چاہتا ہے
اکثر وزرا اوس سرکار کی منظوری اور مشورے سے مقرر ہوتے وہ نواب کو خاطر میں نہ لاتے اور اوسکا کہنا
نہ مانتے — رزیڈنٹ یہ جو چاہتے لگا ہوا تہا — بہ سبب بدنظمی کے سابق حساب پر بڑا اضافہ ہو گیا
تہا — جب رزیڈنٹ کی اس صورت حال کی خبر ابتدائی گورنر جنرل نے لکھ بھیجا کہ حسین رضا
خان وزیر جسے نواب ناراض ہے موقوف کر دیا جاوے اور کوئی دوسرا لائق آدمی جو سرکار کمپنی کی
تدبیر اصلاح سپاہ کا بہی ممد و معاون ہو مقرر کیا جاوے — رزیڈنٹ نے یہہ بہی لکہا کہ تحصیل مال گزاری
میں جو رواج پہلے جاری تہا اوس میں کچہہ کمی نہیں ہوئی ہے — پہلے یہہ دستور تہا کہ زمیندار
نواب کے درمیان اور وسط [illegible] تعین کرکے کہا جاتا تہے اور کچہہ نواب کے خزانہ میں اور کچہہ
اوس کے لئے داخل کر دیتے تہے — اب اس نواب کے عہد میں یہہ فرق ہو گیا [illegible]

نواب کی جیب خاص مین داخل ہونے لگا تہا - اور کفایت اندیشی اور جزرسی سے خزانہ خانگی مین تہیلیون کا ڈہیر لگنے لگا ہے - غرض تباہی ملک کی جو اونوابونکی اسرافی اور کاہلی و عیاشی و اوباشی سے شروع ہوئی وہ اس نواب کی کفایت شعاری اور جزرسی سے اور بہی سرترقی ہوئی ہے -

سرکار کمپنی نے بعض ہندوستانی سرکارون سے یہہ عہد و پیمان کر لیا تہا کہ اونکے ملک کی محافظت سرکار کی سپاہ کریگی اور اس خدمت کے عوض مین وہ رئیس روپیہ مقررہ سالانہ دینگے - اور وعدہ کر لیا تہا کہ اندرونی انتظام ملکی مین وہ دست انداز نہ ہوگی - اب یہہ معاملہ نازک ایسا آن کر پڑا کہ سرکار کسی عنوان الزام سے نہ بچ سکتی تہی - اگر سرکار انتظام ملکی بالکل اختیار مین اون ریاستون کے رئیسون کو سپرد کرتی تو اوسکے یہہ معنی تہے کہ رعایا کا حال جو جی مین آسے کرو تو سرکار پر یہہ الزام لگایا گیا کہ دیکہو بہیڑون پر بہیڑیے چہوڑ دی ہین - بیگناہونکو ظالمون کے پنجے مین پہنسا دیا جن برائیون کا روکنا اوسکا کام تہا اوسمین اوسنے تائید کی ہے - اور جب سرکار نے احتیاط اور اعتدال کے ساتہہ انتظام ملکی مین مداخلت کی اور اوسکو خود لیلیا تو یہہ کہا کہ دیکہو عہد شکنی کی - اونشخصون کے حق تلف کر کے خود غصب کر لئے - مگر مدبران و منتظمان ملکی جو اپنی دیانت امانت خلوص صداقت پر اعتماد رکہتے ہین وہ ایسے بے اصل ناموسون سے نہین ڈرتے ہین ایسا اپنی راہ کو کتون کی بہون بہون کے سبب سے کبہی نہین چہوڑتے ہین وہ اپنے ایمان سے کام کرتے ہین - اور اونمین ذرا بہی لغزش و لرزش اس دہیان سے نہین آتی کہ آیا کسی کام کے کرنے سے لوگ ہمکو برا کہینگے یا بہلا کہینگے جن مدبران ملکی کو یہہ خیال ہوتا ہے کہ ایسا کام کیجئے کہ جس سے سب ہمکو اچہا کہین وہ ایمان سے ایسی ریاستون کے معاملات کا تصفیہ نہین کر سکتے تہے - لارڈ ولزلی اس قسم کا مدبر نہ تہا کہ وہ اوپر کی بات کا خیال کرتا اور جیسی چال لئین دیکہین اونکے مناسب کام امانت دیانت خلوص صداقت سے کئے - نیکنامی اور بدنامی کا کچہہ خیال نہین کیا - اصلاح سپاہ کو وہ اپنے سچے دل سے نیک جانتا تہا اوسکے باب مین بہی نواب کو اوس نے خط لکہا

(۴۴) اب نواب اور اوسکی سپاہ کے بعض پلٹنون کے درمیان ایک معاملہ ایسا آن کر پڑا کہ جس سے صاف یہہ بات کہل گئی کہ نواب اور سپاہ کے درمیان کس قسم کا رشتہ و علاقہ ہے اور باہم ایک دوسرے پر کتنا بہروسا اور اعتبار ہے ایک پلٹن لکہنؤ مین تہی اوسکو کسی مقام پر بضرورت جانیکا حکم ہوا - اوسنے کہا کہ اگر ہماری

[illegible]

پھر جس بات کا اقرار وہ کرتے ہین اوسکے پورا کرنے کا ذرا نہین خیال کرتے اوسکے لئے عذرات تصنع و تکلف
پیش کرتے ہین۔

جب گورنر جنرل پاس نواب کا وہ روپیہ جسکا وعدہ تہا نہ پہونچا تو ۵ نومبر ۱۷۹۹ء کو لارڈ ولزلی نے صاف
صاف لکہہ بہیجا کہ ضرورتین ایسی داعی ہین کہ جو سپاہ کے انتظام کی تدبیر پیش کی گئی ہین اور اوسپر نواب کو
خوب علم ہوگیا ہے اور اونہین آپکو بہی بہ تمامہ اتفاق ہے بے تامل بتعجیل و بلا تعطیل کیجائے۔ اس
جلدی کی ضرورت یہہ ہے کہ عہدنامہ کے موافق ملک اودہ کی حفاظت تمام دشمنون سے برٹش گورنمنٹ
کے ذمہ واجب اور لازم ہے۔ بالفعل جتنی سپاہ انگریزی نواب کے ملک مین ہے وہ غیر کافی ہے۔ اب اوس
ملک پر زمان شاہ یا شاید کسی اور دشمن کا حملہ ہونے والا ہے پس جبتک یہہ اصلاح سپاہ نہ ہوگی
اور سرکاری سپاہ اوسکے ملک مین زیادہ ہو اور اوسکی خود سپاہ بے ترتیب بے تربیت نہ موقوف ہوگی اور
اوسکی تنخواہ کی بچت سے انگریزی لشکر کے خرچ کی تدبیر نہوگی مشکل ہے کہ سرکار کمپنی سپاہ کا انصرام معاونت
حملہ کی صورت مین کرسکے۔ مین آپکو وہ عمدہ تدبیر بتلاتا ہون کہ جس سے آپکو ہمیشہ ایسی ضرورتون کی حالت
مین اپنی سپاہ کی کمک کی حاجت ہی نہ رہے۔ آخر مین خط کے یہہ اور لکہدیا کہ عنقریب نواب کے ملک مین سپاہ بنگالہ
کی تقویت کے واسطے ایک حصہ اوس سپاہ کا بہیجا جاتا ہے جو افزائش کے لئے تجویز کی گئی ہے اور باقی سپاہ
بعد اوسکے بہیجی جاویگی۔ اب ایک مباحثہ عظیم اسپر یہہ ہے کہ اس افزائش سپاہ کا اختیار گورنر جنرل کو
عہدنامہ کے موافق تہا بہی یا نہین بعض اوسکے مخالف نظر کہتے ہین بعض موافق ہم دونو بیان کرتے
ہین۔ اب موافقین کی رائے یہہ ہے کہ گورنر جنرل نے اپنے کام کے انصاف کے موافق ہونیکی دلیل یہہ
بیان کردی کہ سرجان شور اور نواب سعادت علیخان کے درمیان جو عہدنامہ لکہا گیا
تہا اوسکی ساتوین دفعہ یہہ تہی کہ جب کبھی نواب کو زیادہ سپاہ کی ضرورت ہوگی تو سرکار کمپنی سپاہ
زیادہ بہیجدیگی اور اوسکا خرچ نواب کے ذمہ ہوگا۔ اب سوال یہہ ہے کہ اس ضرورت کے وقت کا مجوز کون
ہوگا اسکا جواب کہین عہدنامہ مین موجود نہ تہا۔ اب کیا نواب سعادت علیخان اوسکی مجوز
ہوتے۔ وہ تو اپنی بات مین ہٹ کا پورا تہا۔ روپیہ کی بچت مین ایسا اندہا تہا کہ ضرورت کا وقت جب

یہہ فرض ہوگیا کہ ایفاء شرائط کے لئی کوئی وجہ ہو تو نواب سے ضرور شرائط کو پورا کرائیں۔ اور نواب کو
کچھہ عذر حیلہ حوالہ اونکو تعمیل مین نہ ہو۔ مگر ناحق اور بیوجہ نواب کو دبانا برٹش گورنمنٹ کو بھی ناجائز تہا
دوسرا سوال تحقیق طلب یہہ ہے کہ آیا اسوقت ضرور تہا کہ نواب کو افزائش سپاہ کے لئے مجبور کرین
اسکا جواب آسانی سے یہہ دیا جاتا ہے کہ اودہ پہ **زمان شاہ** حملہ کرنیکو تہا۔ وہ لاہور مین تو آپہنچا
تہا۔ اگرچہ اسوقت وہ اولٹا اپنے وطن کو ضرورت کے سبب سے واپس چلا گیا تہا مگر پہر اوسکا آنا آسان تہا
سیندہیا بہی اودہ کی تاک مین بیٹہا تہا کہ جب موقع ملے تو اوسکے غلہ کو لگاؤن۔ روہیلے بہی تیار
بیٹہے تہے۔ نوابکے ساری ملک کی رعایا اور سپاہ بگڑی ہوئی بیٹہی تہی اوسے بہی بڑی وقت مین
حملہ کرنے کا اندیشہ لگا ہوا تہا۔ اب نواب کی سپاہ کا حال تم پڑہ ہی چکے ہو۔ اب اگر اور زیادہ حال
معلوم کرنا ہو تو سودا کا قصیدہ پڑہ لو نہین یہہ رپورٹ **سر جمیس کریگ صاحب** جو سپہ سالار انگریزی سپاہ کے
ملک اودہ مین تہے سن لو وہ گورنر جنرل کو لکہتے ہین کہ نواب کی سپاہ کا عدم وجود برابر ہے۔ نواب
سعادت علی کی کفایت شعاری اور کنجوسی نے سپاہ کی صورت منحوس بنا رکہی ہے نہ اوس
پاس ہتہیار ہین نہ وردی ہے۔ نہ کوئی توپ ہے۔ جب ایک موقع پر مینے نواب سے وردی اور ہتہیار اور
توپین سپاہ کے لئی مانگین تو نواب نے کہا کہ میرے پاس یہہ چیزین فقط اتنی ہین جو سپاہ میری اردلی
مین رہتی ہے اوسکے لئی کافی ہوتی ہین اور زیادہ نہین جو بہیجون۔ غرض نواب کی سپاہ بالکل نکمی
ہے۔ مجھے خوف ہے کہ اگر اس تباہ مزاج سپاہ کا پہلے سے علاج نہوگا تو اوسکی سیہ کاری کا مرض مضرت
رسان ہو جائیگا۔ مین اگر کہین جاؤن اور اس سپاہ کو پیچہے چہوڑ جاؤن تو مجھے اوس سے ایسا
ہی خوف معلوم ہوتا ہے جیسا کوئی قلعہ دشمن کے پاس چہوڑ دینے سے خطر ہوتا ہے۔ پس جب ملک
کی رعایا اور سپاہ کا یہہ حال ہو کہ ایک والی ملک کی جان کو رو رہی ہو اور دوسری اوسکی خون
کی پیاسی ہو۔ اور پہر اوپر **زمان شاہ** کی حملہ کا اندیشہ ہو جو **دلی** کے بادشاہ کو بحال کرکے مسلمانون
کی سلطنت جمانے کا ہندوستان مین دل سے ارادہ رکہتا ہو۔ مرہٹون کے ایفاء وعدہ کا اعتبار نہ ہو
روہیلے بغلی دشمن موجود ہون۔ پہر کیا ایسے حال مین گورنر جنرل مبارکباد کے شادیانے بجاتا کہ شمال مغرب

لیے افغانون کے حملون کے خوف سے ملک اودہ مین سپاہ گرادن کا ۔خانون کا قائم کرنا جو جنگ کے وقت
ہوتے مین ایسا بیہودہ کام تہا جیسے انگلستان مین ترکون کے خوف سے یہہ کام کیا جائے ۔غرض
زمان شاہ کا ڈر کا سعادت علی خان کو دینا ایسا ہی تہا جیسے کوئی بچے کو ہوّے سے ڈراتا
ہے ۔ خلاصہ یہہ ہے کہ ایک محقق کے نزدیک یہہ امر پیش از مرگ واویلا تہا اور سر دو نزدیک علاج واقعہ
پیش از وقوع باید کرد پر عمل تہا

(۶) نواب سرکار کے مقاصد اصلی پر پہونچ گیا تہا وہ یہہ جانتا تہا کہ اوسکا مطلب یہہ ہے کہ میری
موت ۔ بالکل تباہ و برباد کردے اور ملک کی حفاظت اپنی سپاہ کے حوالہ کرے ۔غرض کچہہ اوسکا
دل سلطنت سے ایسا بجہہ گیا تہا کہ وہ رزیڈنٹ سے اشاروں اور کنایون مین ایسی باتین کیا کرتا تہا
کہ جس سے معلوم ہوتا تہا کہ وہ سلطنت کے کام سے برداشتہ خاطر ہے اور اوسکے چہوڑنے کا قصد ہے
باتین تو اوسکی ایسی ہین مگر کام اوسکے ایسے تہے کہ جس سے معلوم ہوتا تہا کہ وہ ہمیشہ لکہنؤ مین
رہنا چاہتا ہے تعمیر عمارت کی تیاریان ۔ قوانین سلطنت کے بڑے بڑے مسودے ۔ امور خانگی کا تہا ہیت
انتظام ۔ آخر دل کی بات نہ چہپ سکی ۔ اور ایک دن رزیڈنٹ کے سامنے زبان پر آہی گئی ۔ مین
رعایا سے خوش ہون نہ رعایا مجہسے ۔ سپاہ میری نہ وفادار ہے نہ فرمانبردار ۔ رعایا سپاہ دونو سرکش
اور فساد اندیش ۔ اسلئے مجہے سلطنت سے نفرت ہے ۔ مین اس بار سلطنت کو سر پر نہین اوٹہا سکتا ۔ اور
خلق خدا ودیعت الہی ہے اوسکی خبرگیری اچہی طرح نہین کر سکتا ۔ اب مین تو سلطنت چہوڑتا ہون
اور مجہے اسکا یقین ہے کہ سرکار انگلیشیہ میرے بیٹے کو میرا جانشین کریگی جسسے میرا نام آئندہ باقی رہیگا
اور میرے خویش و بیگانون کا وظیفہ بہی کر دیگی جس سے اونکا گزارہ اچہی طرح ہو سکے گا ۔ میرے پاس جو
کچہہ سرمایہ ہے وہ زندگانی بسر کرنے کے لیے کافی ہے ۔ مین اوسے ساتہہ لیجاؤنگا جب رزیڈنٹ
نے یہہ باتین سنین تو اوسنے کہا کہ آپ اپنے اس منصوبے کو گورنر جنرل پاس لکہہ کر بہیجدین ۔ اوسنے
اوسنے کہا کہ آپ ہی یہہ تکلیف کرین ۔ مجہے کسی اور پر اعتبار نہین کہ مین اپنے راز کی باتین اوس سے
کہون ۔غرض رزیڈنٹ نے یہہ تمام احوال اور گفتگوئین جو ہوئی تہین قلمبند کرکے لارڈ صاحب پاس

مناسب سمجھی نواب کی ملک میں بھیجی اور نواب کو اطلاع دیدی اسکی جلدی اس سبب سے پڑرہی تھی کہ فوج کے سفر کا وقت نکلا جاتا ہے - اس ترک سلطنت منصوبہ کے سبب سے نواب کو اطلاع دی گئی کہ جسقدر افزائش کی سپاہ سرکار کمپنی کو منظور تھی اوسکا پہلا ڈویزن (غول) نواب کی عملداری میں داخل ہونیکو ہے جہان حکم ہو وہان بھیجا جائے - نواب نے کہا سفر سپاہ میں تب تک توقف فرمائیے کہ میں اپنی سب خواستوں کو لکھکر پیش نکرون ریزیڈنٹ نے جواب دیا کہ سفر سپاہ میں التوا ناممکن ہے - تمام اوسکی وجوہات حضور کے گوش گزار ہو چکی ہیں - اسکا جواب نواب نے یہہ دیا کہ مین نے افزائش سپاہ کو کبھی منظور نہین کیا - اگر میری منظوری کی ضرورت نہین تو مجھسے اس بات مین صلاح و مشورہ عبث ہے - پھر اسکا جواب ریزیڈنٹ نے کچھہ نہین دیا اور باتین ہونے لگین - ۱۵ جنوری سنہ ۱۸۰۰ء کو نواب نے ریزیڈنٹ کو لکھا کہ میری اور لارڈ صاحب کے درمیان جو تحریرات ہوئی ہین ان مین مین نے کبھی یہہ نہین لکھا کہ افزائش سپاہ مجھے منظور ہے مگر لارڈ صاحب کے خط سے یہہ امر ظاہر ہے کہ اونہون نے مجھے لکھا کہ جب تک افزائش سپاہ کا انتظام نہین کیا جائیگا اوسکے خرچ کے واسطے میری سپاہ کو موقوف کرنیسے روپیہ کا انصرام نہوگا - ابھی میری فوج بدستور نوکر ہے موقوف نہین ہوئی انگریزی سپاہ میرے ملک مین آموجود ہوئی - اوسکا خرچ کس کہین سے دیا جائیگا - سردست کوئی اوسکے واسطے سامان نہین سپاہ کا موقوف کرنا کوئی لڑکون کا کھیل نہین سیکڑون خطرے اوسمین ہوتے ہین - ہزارون آدمی بیکار رہینگے سیکڑون مفسد پردازی پر آمادہ ہونگے بہت سے بیکار بیٹھکر پیٹ کو روئینگے - مگر مجھکو سب سے زیادہ گورنر جنرل کی ناراضی کا خوف ہے - فقط اونکی خوشی کے لئے اونکی تجویز کو قبول کرتا ہون قہر درویش بر جان درویش - اب مین ان شرائط کو بیان کرتا ہون جو اس افزائش سپاہ کے باب مین عہدنامہ مین مرقوم ہین - اول شرط یہہ ہے کہ افزائش سپاہ ایسی کبھی نہین کیجائیگی کہ نواب سے اوسکے خرچ کا بار نہ اوٹھا سکے - دوسرے یہہ کہ سپاہ زائد کا ایک غول ہوگا اور وہ ہمیشہ ایک جگہ وہان رہیگا جہان زمان شاہ اور اور دشمنونکے حملہ کو روک سکے گا اور فقط اوسکا یہی کام ہوگا سوم افسران سپاہ کو اختیار نہوگا کہ تحصیل محصول مین دست اندازی کرین اور کچھہ اور چھوٹی چھوٹی باتین لکھکر یہہ تمہیدانہ فقرہ لکھا کہ مجھے سرکار

کچھہ کر سکتا ہون نہ رعایا پر رعب داب بٹھا سکتا ہون۔ نہ آبائی سلطنت پر حکومت کر سکتا ہون کسی
کام کا نہین رہتا ہون۔ اسلئے سرکار دولت مدار کی شاہانہ عنایات اور رفقت کا امیدوار یہہ خاکسار
ہمیشہ رہا ہے۔ کہ جو تدابیر تجویز کی گئی ہین وہ سب موقوف کیجائین۔

ان موجبات شکایت کا جواب دینا تو مشکل تہا۔ مگر محکوم حاکم کی لڑائی تہی محکوم کا کب یہہ منصب تہا
کہ وہ یہہ کہے کہ یہہ ہو اور وہ نہو۔ زیردست کا بس بردست پر کیا استدلال سے چل سکتا ہے
اسوقت لارڈ **ولزلی** وہی چال چلا اوسنے اس خط کو دیکھکر کہا کہ یہہ تحریر گستاخانہ قابل جواب
نہین۔ ۱۸ کو سکرٹری سے رزیڈنٹ کو یہہ لکہوایا کہ تمہاری چٹہی کے سانہہ جو نواب کا خط بجواب
چٹہی گورنر جنرل مورخہ دہم نومبر کا آیا تہا وہ واپس بہیجا جاتا ہے تم نواب کو وہ دیدو اور ہماری
طرف سے نواب کو یہہ سنادو کہ اوس سرکاری تحریر کے جواب مین جسپر گورنر جنرل کے مہر ثبت ہو جو نواب نے اس دفعہ
طرز تحریر اختیار کی ہے وہ نہایت گستاخانہ اور بیباکانہ ہے سلطنت انگلشیہ کا ادب و تعظیم جو
اوسپر واجب ہے اوس سے اوسنے باہر قدم رکہا ہے۔ اسلئے اس خط کی تحریر پر لارڈ صاحب کچھہ توجہ نہین
فرماتی ہین بلکہ اپنی چٹہی مورخہ دہم نومبر کا جواب مانگتی ہین اگر اب کی دفعہ نواب نے سرکار انگلشیہ کی
عہد شکنی کے اظہار کے واسطے وہی لیچ برہان پیش کین اور وہی پہلے خط کی طرز تحریر اختیار کی تو
سرکار کو اس گستاخی کی خبرگیری کرنی پڑیگی۔ غرض اس چٹہی کا ترجمہ رزیڈنٹ نے فارسی مین
نواب کو سنوادیا۔ بعد اسکے بحثین ہوتی رہین۔ آخر کو نواب نے مجبور ہوکر فروری ۱۸۰۰ مین
اپنی سپاہ کا ایک حصہ موقوف کر دیا تا کہ سرکاری سپاہ کا خرچ اوسکی تنخواہ سے نکل آئی۔ یہہ فوج
ضرور دنگہ و فساد مچاتی مگر رزیڈنٹ نے اونکی چڑہی ہوئی تنخواہ دلاکر چڑہائی سے باز رکہا۔ اور فساد
نہ برپا ہونے دیا تو نومبر ۱۸۰۰ مین نواب سے پہر درخواست کی گئی کہ سپاہ جسقدر اور زیادہ ملک کر رہنے
کے لئے تجویز کی گئی تہی اور اوسکے ایک حصہ کے لئے انتظام ہو گیا ہی اب دوسرے حصہ کی اوسکے خرچ
کی تجویز کیجئے۔ نواب نے عذر کیا کہ جبہی مشکل سے آمدنی ملک وصول ہوتی ہے مین روپیہ دینے کا عہد
پیمان جبتک نہین کر سکتا کہ اپنے مین قابلیت اوسکے بہم پہنچانے اور ادا کرنے کی نہ دیکہون۔

مصالحت پیش کری اور اگر نواب اس مصالحت کا معاہدہ نکری تو پہر نواب سی وہ نہایت ادب کے ساتہہ یہہ عرض کرے کہ پہلی اورحال کی سپاہ زاید یعنی کل سپاہ کی خرچ کے واسطے کوئی ایسا مخزن مقرر کردے کہ جس سے زر موجود عین وقت پر وصول ہوجایا کری اور اوسمین کچہہ خلل نہ آیا کرے - اسکے واسطے یہہ تدبیر بتلائی کہ وہ اپنے ملک کا حصہ ہمیشہ کی لیئے سرکار کو دیدے کہ اوس سے تمام سپاہ کا خرچ چل جائی - جو ملک تفویض کرنیکے لئے تجویز ہوا تہا وہ ضلاع دوآب در رسیل کہنڈ ہے اضلاع اعظم گڈہ اور گورکہپور تہے - اس تفویض سی نواب کا ملک اس کا گنبد ہوجاتا تین طرف سے اوسکی حفاظت سرکار کی عملداری کرتی - اور ان اطراف سے غیر ریاستون کی حملہ کا خوف نواب کو نہ رہتا اور سرکار کو یہہ کہٹکا جاتا رہتا کہ کہین نواب اور غیر ریاستون سے سازشین نکرے - انہین دنون مین لارڈ ولزلی نے ایک خط نواب کو لکہا کہ جب سے تم مسند ریاست پر بیٹہے ہو تو مین اپنے اوپر یہہ فرض سمجہتا ہون کہ موافق اون اصول کے جو ہماری گورنمنٹ نے نہایت استقلال سے اختیار کئے ہین وہ کام کرون جو مینے آپ کو پہلے خطون مین لکہے ہین - یہہ سارے کام فقط اس سبب سے مجہے کرنے پڑے ہین کہ آپ اپنی ملک کی بدنظمی کو روک نہین سکتے اور نہ انتظام کرسکتے ہین - نہ بیچاری رعایا کی جان ومال کی حفاظت کرسکتے ہین - غرض یہہ اصول گورنر جنرل کا یہان بہی قائم رہا کہ جو فرمانروا اپنی سلطنت کا انتظام نکرسکے اور رعایا اوسکی بدخواہ اور ناراض ہو وہ خود ترک سلطنت کرے یا وہ اپنی سلطنت کی کامون سے بجبر معزول کیا جائے - سچ یہہ ہے کہ اس اصول کو اپنی تمام عہد حکومت مین لارڈ صاحب نے خوب وضعداری کی ساتہہ نبہایا کبہی اوس سے انحراف نکیا -

لارڈ کورنوالس کی عہدنامہ کے موافق خرچ سپاہ ٧٧ لاکہہ روپیہ ٹہہرا تہا اور اب اس افرائش سپاہ کا خرچ ٥٣١٢٩٩٩ روپیہ - یہہ دونو ملکر ١٣٠١٢٩٢٩ روپیہ ہوا - اسلئے نواب سے درخواست کی گئی کہ جس ملک کی آمدنی اسقدر روپیہ کی اس ویرانی کی حالت مین سوا خرچ تحصیل مالگزاری کی ہمیشہ کیلئیے سرکار کو دیدیجائے -

جب اول درخواست کل ملک کے حوالہ کرنی کی نواب کے سامنے پیش ہوئی تو اوسپر رزیڈنٹ سی اوسنے

کر سکتا ہون جو وہ چاہے کرے۔ ملک خزانہ سب کچہہ حاضر ہے۔ غرض یہان عجز و نیاز کے لباس مین انکار تہا
وہان شاہانہ عتاب و ناز مین اپنی بات پر اصرار تہا۔ لارڈ ولزلی نے اپنی تحریرات مین حقیقت مین
سلطنت انگلشیہ کی سطوت و صولت کو دکہایا جو اس کام کے لئیے سزاوار نہی کہ اونہون نے جو اتنی
حجتین کین فقط اسلئے کہ اونکو یہہ منظور تہا کہ یہہ امر ظاہر ہو کہ جبر و قہر سے ملک نہین لیا جاتا ہی وہ یہی
چاہتا تہا کہ نواب خود اپنا ملک دیدے۔ سانپ مرجائے لاٹہی نہ ٹوٹے۔ اسلئے اوسنے اپنے بہائی ہنری
ولزلی صاحب کو اپنا پرائیوٹ سکرٹری بناکر نواب پاس بہیجا کہ شاید میرا بہائی نواب کی ہٹ
کو دور کردے۔ اب ۳ ستمبر ۱۸۰۱ء کو وہ لکہنو مین آگئے اور ۶ کو نواب کو سمجہایا کہ یہہ آپ کی غلطی ہے
جو آپ یہہ سمجہتے ہین کہ اگر مین سارا ملک دیدونگا تو مین تخت سلطنت سے محروم ہوجاؤنگا اور میری سلطنت
کالعدم ہوجائیگی۔ بلکہ برخلاف اسکے اوسسے آپکی اولاد کی زیادہ تر تخت سلطنت بالاستقلال برقرار
اور قائم ہوجائیگا۔ وہی اعزاز و اکرام شاہانہ آپ کا باقی رہیگا۔ اوسمین کچہہ فرق نہین آئیگا۔
کوئی آپ کو تخت سلطنت سے محروم نہین کرتا۔ نواب نے اسکا جواب صاف دیا۔ ۱۹ ستمبر کو گورنر جنرل نے
ہدایتین رزیڈنٹ کو لکہین کہ اگر نواب کو دونو درخواستون مین سے ایک کی بہی منظور کرنے مین انکار
ہو تو تم تمام ملک مین اپنا بندوبست کرلو۔ اور یہہ اسکی ساتہہ معمولی دلائل بہی بیان کردئے
کہ جب تک نواب ان دونو درخواستون مین کسی ایک کو نہ قبول کریگا ملک اودہ مین عمدہ انتظام
نہین ہوگا۔ اور سرکار کمپنی کی گورنمنٹ کی سلامتی نہ ہوگی۔ اسلئے فقط یہہ امر مناسب ہے نہین
بلکہ ضرور ہوگا کہ تمام سلطنت نواب سے لیجائے۔ اوسکے خوب کان اور دل کے کواڑ کہولکر سمجہا دو کہ
سرکار نے ملک اودہ کی تمام مالی اور ملکی انتظام لینے کا عزم مصمم کرلیا ہے پس اگر نواب اپنی ہٹ
نہ چہوڑے تو اوسکی سپاہ کو معزول کردو اور سارے ملک کی انتظام کی تدابیر کا عمل کرلو اور اوسپر قبضہ کرلو
نواب نے اوسی روز کہ یہہ ہدایات رزیڈنٹ کو لکہی گئی تہین رزیڈنٹ کو لکہہ بہیجا کہ مجہے دوسری درخواست
منظور ہے ملک کی تفویض کرنے کی منظوری بشرطیکہ اوسکو حج اور زیارت کربلا کے جانیکی اجازت ہو
اور میرا بیٹا اوسکا جانشین ہو۔ اور وجہ اسکی یہہ بیان کی کہ بعد ملک دیدینے کے میری غیرت کا

کام پہر یہہ کیا کہ ولایت کو یہہ خبر بہیجدی کہ ملک پر قبضہ بغیر کسی فتنہ و فساد کے آسانی سے ہوگیا اور
اوس سے یہہ فوائد حاصل ہوئے کہ نواب کی سپاہ کی قوت بالکل جاتی رہی لشکر سرکاری جو ملک **بنگال**
مین رہتا ہے اوسکا بہت سا خرچ نواب کے ذمہ ہوگیا زر موعود جو لشکر کے لئے لیا جاتا ہے اوسکی وصول
مین آئندہ کچھہ کہٹکا نہین رہا وہ ظلم و ستم و جور و جفا اور زیادتی و سخت گیری رعایا پر ہو رہی تہی اور
ملک مین سخت ابتری پہیل رہی تہی اوس سے نجات ہوئی ملک کا وہ حصہ کہ روئے زمین پر اپنی زرخیزی مین جواب
نہین رکہتا تہا۔ اور وہ ایک ہندوستانی حکومت کے ظلم کے تودونکے نیچے دبکر خاک مین ملا جاتا تہا پہر
اوسکے بہلے دن آئے خزان کے دن گئے بہار کے دن آئی سرکار انگریزی کی پیشانی پر جو اس بدنامی کا
دہبہ تہا مٹ گیا کہ اوس نے اس بدنظمی و تباہی خلقت کو روکنے مین اپنی ہیبت اور صولت کو نہین
دکہایا اور خدا کا ترس نہین کہایا۔

نواب گورنر جنرل کا دورہ اور سعادت علیخان سے ملاقات

(۷) جب سے لارڈ **ولزلی** نے ہندوستان مین قدم رکہا تہا یہہ عزم کیا تہا کہ ساری انگریزی عملداری
مین دورہ کرون مگر بہت سے ایسے کام پیش آ گئے کہ جنکے سبب سے یہہ ارادہ پورا نہ ہوا اس دورہ مین
کچھہ تو یہہ خیال تہا کہ مین یہہ دیکہون کہ ایسٹ انڈیا کی گورنمنٹ کا اثر اوسکی رعایا کی اخلاق و
عادات۔ دولتمندی تجارت محنت۔ آبادی۔ رفاہیت و فلاح پر کیا ہوا ہے۔ دوسرے یہہ کہ
یہان کے آدمیون کے خصائل اور طرز معاشرت کو اپنی آنکہون سے دیکہکر اوس سے علم حاصل کرون۔
اگرچہ یہہ ارادہ نہایت سنجیدہ تہا مگر چند مہینہ کا سفر اور اوسمین بہی بہت سے دریا کے اندر اسے کیا
ایسے وسیع ملک کا حال دریافت ہو سکتا تہا۔ جو کچھہ وہ اس سفر مین دیکہتے اوسمین اونکے مشاہدات سے
بہت تہوڑے ہی نتیجے عمدہ نکل سکتے تہے۔ اونکا شاہانہ درجہ اونکی زبان کا یہان سے ناآشنا ہونا
چند ہی آدمیونکو اونسے ملا سکتا تہا پس ونکے مشاہدہ کے لئے یہہ چند آدمی ہی اونکی آنکہین تہین
جو اونکو دکہا دیا۔ وہ دیکہہ لیا۔ ہر بڑے بڑے مقامون پر چند امیرون سے ملاقاتین ہوگئین جنکو سواء
خوشامد آمیز باتون کے کوئی اور مضمون ملاقات مین بیان کرنا ہی نہین آتا۔ پس ایسی حالت
[illegible] انگریز وہ اونکی خوبیون کے کچھہ اور نہین دیکہہ سکتا تہا۔ برائیان

اوسکی نظر کے سامنے آہی نہین سکتی تہین۔ اگر خوبی ایک تہی تو وہ وہین پیرا ہلے اگر گورنر جنرل کی آنکہون
کو اپنا جلوہ دکہاتی اور اگر برائیان سو تہین تو وہ بیچاری اور کونے مین سکڑ کر چوہے کی طرح خوف
کے مارے بل مین گہس جاتین۔ یہہ حال تمام ملازمان کمپنی کا تہا کہ انگریزی گورنمنٹ کی خوبیان
اونکے ذہن مین پہلے سے منقش ہوتین اور اونہین کا مشاہدہ وہ کیا کرتے اور اونہین کو اپنا منظور
نظر بناتے اور سب طرف سے آنکہین بند کر لیتے جب گورنمنٹ کا حال دریافت کرنیکو جی چاہتا تو جو دل مین
ہوتا اوسیکو نظر جہکا کر دیکہہ لیتے۔ ایک دربار گورنر جنرل نے اپنے دورہ مین یہہ سوچی تہی کہ مختلف
مقامات مین جانیسے ملازمان کمپنی کو معلوم ہوگا کہ ہمارے کام کا بہی کوئی نگران اور خبر گیران
ہے۔ اسلئے اہل سیف اور اہل قلم دونون کو اپنے کام کی خوش اسلوبی کرنیسے تنبیہہ ہوتی تہی
غیر یہہ تو سب بالائی فائدہ اس سفر مین تہے اصل مطلب گورنر جنرل کا یہہ تہا کہ لکہنو جاؤن اور
نواب کے آنسو پوچہون جو ملک دینیکا زخم اوسکے لگا ہے اوسکا بخیہ کردان اور مرہم رکہون۔ بغرض
اسب تیاریان سفر کی ہوئین اور وہ ۱۵ اگست کو روانہ ہوئے اور ۱۴ نومبر کو بنارس مین پہنچے
جہان عہد امرا اور دیگر مستخط ہوئے تہے۔ اور ۱۹ جنوری ۱۸۰۲ء کو کانپور مین رونق افروز ہوئے
نواب سعادت علیخان بہی یہان استقبال کے لئے آیا۔ اور ملاقات سے سعادت یاب ہوا۔ گورنر
جنرل نے اپنی شیرین کلامی و خاطر داری سے اوسکے رنج و غم کو کم کیا اور دل کو خوش کیا لکہنو
مین آئے اور نواب سے ملاقاتین ہوئین اوسمین گورنر جنرل نے اوس سے فرمایا کہ تم کو یہہ کام کرنے
ضرور ہین۔ اول یہہ کہ ۳۱ لاکہہ روپیہ جو سپاہ کے انگریزی خرچ کا باقی ہے وہ جلد ادا کردو دوم موافق عہد
کے اپنی سپاہ کو گہٹا دو۔ ایک ضلع جو نیا ملک سرکار نے لیا ہے اوس سے بدلدو جسے سرحد سرکار کمپنی
کے اندر فصل پڑے اور اپنے خویش و بیگمات کی پنشن جو سرکار کمپنی نے مقرر کی ہے وقت پر
ادا کرتے رہو۔ اور سپاہ انگریزی جو متفرق مقامات پر ہے اون سب کو لکہنو کے قریب جوار مین ایک
جگہہ جمع کردو نواب نے سب کامونکو خواہ رضا سے یا مجبوری سے منظور کر لیا روپیہ دینے کے واسطے
مہلت چاہی۔ مگر سپاہ کی گہٹا کرنیکی نے لکہنو مین اودہم [illegible]

اب مطلب لی گورنر جنرل کا یہہ تہا کہ اوسنے نواب سے کہا کہ اپنے ملک کا انتظام نہایت عمدہ کرو۔ اوسپر نواب
نے کہا کہ مین بہی اس باتکو دل سے چاہتا ہون۔ مگر انتظام عمدہ تو جب ہو کہ مجہے کچہہ اختیار بہی ہو
بغیر اختیار اور اقتدار کے کچہہ نہین ہوسکتا جب ہاتہہ پیر باندہ دئیے جائین تو کوئی کیا کرسکتا ہے
رزیڈنٹ کی بہت کچہہ شکایت کی اور یہہ چاہا کہ مجہے بالکل مطلق العنان کردیجئے تو پہر دیکہئے کہ مین
کیسا نظم و نسق ملک کرتا ہون گو اوسنے صاف صاف نہین کہا مگر اسمین اشارہ تہا کہ کرنیل
سکوٹ موقوف ہوجائین۔ مگر گورنر جنرل نے ایسی درخواستون پر کان نہ رکہا تو اوسنے
دق ہوکر یا کسی حکمت عملی کے لئے یہہ درخواست کی کہ مجہے حج اور زیارت کربلا جانیکی اجازت دیجئے
اور میرے بیٹے کو میرا جانشین کردیجئے۔ اسپر گورنر جنرل نے کہا کہ مجہے آپکو اجازت دینے مین عذر
نہین ہے مگر اوسکے اندر بعض خرابیان بیان کین پہر نواب نے جب یہہ کہا کہ زر باقی جب ادا
ہوگا کہ میری یہہ درخواست منظور ہوگی تو گورنر جنرل نہایت افروختہ خاطر ہوگیا۔

(۸) افزائش سپاہ کی نسبت تو ہم محققین کی مخالف اور موافق رائے پہلے لکہہ چکے ہین۔ اب اس
امر کی نسبت لکہتے ہین کہ گورنر جنرل نے جو نواب سے یہہ درخواستین کین کہ کل یا ملک دیدے یا ایک
حصہ ملک کا دیدے۔ وہ عدالت کی موافق ان درخواستون کے مجاز تہا یا نہین۔ اور یہہ جو اوسنے ملک کا
ایک حصہ لے لیا وہ بہی مقتضاء انصاف تہا یا نہین۔ ظاہر ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص سے یا ایک
گروہ دوسرے گروہ سے یا ایک سرکار دوسری سرکار سے یہہ کہے کہ تم ہمکو اپنی فلان چیز ان
شرائط پر دیدو تو یہہ درخواست نہ اخلاق کے خلاف ہے نہ انصاف سے باہر ہے۔ اگر جانب ثانی انکار
کرے اور اوس سے وہ چیز لیجائے تو البتہ بعض صورتون مین وہ بہاری اور بڑا گناہ ہوتا ہے
اس سے معلوم ہوا کہ برٹش گورنمنٹ کا دونون درخواستونکا کرنا نواب سے نہ اخلاق کے خلاف تہا نہ
عدالت کی مخالف۔ اب جو اوسنے ملک لیلیا اوسکی نسبت بحث کرنی چاہئے کہ وہ انصاف تہا یا
یونہین ناحق کی زبردستی جبر و قہر تہا۔ اسمین کچہہ گفتگو نہین ہے کہ نواب کا تخت انگریزی سنگینون
کی نوک پر تہا ہوا تہا جسوقت وہ اوس سے اونہین علیحدہ کرلیتے تو وہ خاک مین ملجاتا اگر یہہ انگریزی

نواب اودہ کے معاملات میں [illegible] محققین

اور باقی ملک کو عمدہ انتظام کرنے کے لئے نواب سے اقرار مستحکم کرا لیا غرض جو کچھ کیا عین عدالت اور انصاف کا مقتضا تھا
اب جو اسکے خلاف رای رکھتے ہین وہ اسپر اعتراضون کی بھر مار کرتے ہین کہ نواب کی سپاہ کو اول بالکل
برباد کر دینا سرکار کی ریاکاری کا کام تھا جس سے حقیقت مین نواب اپنی سلطنت سے محروم ہو گیا مگر سب چیزین
اوسکی سلطنت کی ویسی ہی نظر آتی تہین جیسی تہین سلطنت کا زور سپاہ سے ہوتا ہے جب وہ نہ رہا
تو کیا رہا مردہ کو زندہ کے لباس مین دکہایا - اب بڑی گفتگو اسمین آن پڑتی ہے بعض
محققین اسکو بہ ہیات مانتے ہین کہ سرکار کمپنی کی عملداری مین جو ملک آ گیا وہ نہال ہو گیا - اور
اہل ملک اپنی عبادات عادات قضایا و معاملات مین بالکلیت معتد کامیاب ہو گئی - ایسے ہی اونکی مخالفین
یہہ کہتے ہین کہ نہایت عمدہ شہادتون اور مشاہدون اور تجربون سے یہہ ثابت ہوا ہے کہ ملک کے انتظام
اور حفاظت مین جو روپیہ گورنمنٹ انگریز کا خرچ ہوتا ہے مشکل سے وہ ملک کی آمدنی سے حاصل
ہوتا ہے پس جو حفاظت اور انتظام کم قیمت مین رعایا کو حاصل ہو سکتا تھا اوسکو زیادہ قیمت
لیکر دینا اوسکی حق مین ظلم و ستم کرنا اور اوسکو لوٹنا ہے - پس سرکار کمپنی کو اپنی فراست اور سطوت
اور حکمت کو یون کام مین لانا چاہیے تہا کہ **سعادت علی** کے ہاتھ سے عمدہ انتظام کرایا ہوتا -
ملک اودہ کی بد نظمیون کی بیان کرنے مین گورنر جنرل نے منقح نویسی و مبالغہ آمیزی خرچ کی ہے -
مرض کی تو خوب تشریح و تشخیص کی مگر نسخہ جو اوسکے لئے لکہا ہے وہ بعضہ کیواسطے مسہل ہی تہا
پہلے برائی یہہ بیان کی کہ نواب کی سپاہ اوباش عیاش آرام طلب ہے وہ غریب رعایا کو ستاتی مارتی ہے
اسکا علاج تو یہہ کر دیا گیا کہ اوس سپاہ ہی کو باقی نہین رکہا سب کو نواب نے موقوف کر دیا یہہ علاج
مرض کے موافق ہوا اگرچہ ہوئی ناسور گیا - دوسری برائی یہہ بیان کی کہ تمام ملک مین کہین محکمہ عدالت
نہین جسسے رعایا کی جان و مال کی حفاظت ہو مجرم گرفتار ہو کر سزایاب ہون - جبر ہونگا انسداد ہو
رعایا اپنی قضایا کا انفصال و تعین کرائی - دوم خراج ستانی کے دستور ظلم و ستم سے بہری ہوئے نہی
جو بڑا اندازہ دینا اور زیادہ روپیہ دینے کا وعدہ کرتا اوسکو زمین دیجاتی - پہر عاملون کی ظلم زمیندارون
اور زمینداروں کے ستم غریب رعایا پر جو ہوتے تہے اوسکے بیان کرنے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے جو تحریری

معاہدی ہی ایسے نہین اونہین ہوتے تہے اونکا پاس لحاظ کچہہ نہین ہوتا۔ غرض جو طریقہ زمالگزاری کے
جمع کرنیکا تہا وہ برا ہی تہا۔ اب ان دونون برائیون کو دور کرنیکے واسطے گورنر جنرل نے ہر ضلع
مین کلکٹر مجسٹریٹ۔ اور محکمہ اپیل کے۔ اور پولیس وغیرہ مقرر کیے۔ مگر ان عہدہ دارون کے تقرر کرکے
کیا انتظام ملکی ہوتا تہا۔ گورنمنٹ کی نیت اور ارادہ خواہ کیسا ہی رعایا کے لئے اچہا ہو مگر جب تک کوئی
مجموعہ قوانین عہدہ دارون کے واسطے دستور العمل نہ ٹہرایا جائے اونکے واسطے کوئی روک ٹوک نہین
ہوتی۔ کوئی چیز اونکو اپنے حقوق خدمت ادا کرنیکے لئے مجبور نہین کرتی۔ رعایا کی سلامتی اسی
مین ہے کہ مجموعہ قوانین کے موافق تمام اونکے معاملات کا انفصال ہوا ہے۔ ہر شخص ان قوانین سے
ایسا واقف ہو کہ کوئی اوسکا نقصان ان قوانین کی لاعلمی سی نہ ہو۔ جیسا اوس شخص کا
نہین ہوتا ہے کہ شب و روز قوانین مین بسر کرکے قوانین دانی ہی کو اپنا پیشہ بناتا ہے بغیر ان
قوانین کے حاکمونکا مقرر کرنا رعایا کی سلامتی و حفاظت کو نہین بڑہاتا۔ بلکہ اونکو حقیقت مین
حاکمون کی مرضی کا شکار بناتا ہے جو اونکے جی مین آتا ہے وہ کرتے ہین۔ اسی گورنمنٹ کی
ترقی کچہہ نہین ہوئی۔ بلکہ رعایا کی زخمون پر جو جیسے کہ مکہیان بیٹہی ہوئی خون چوستی ہی
تہین اور وہ بیٹہی رہتین تو پیٹ بہر جانے کے سبب سے اور زیادہ خون نہین چوستین۔ اب اونکے اوڑانے
سے اور نئی مکہیان بیٹہنے سے اونکے بدن کا خون کہنچنے لگا اور نئے زخم بنتے گئے۔ یہ
خیالات تو فلسفیانہ ہین جو آئین ملک داری سے باہر ہین مگر سچ یہ ہے کہ جو کچہہ گورنر جنرل نے
اودہ کے حق مین کیا وہی عدالت و انصاف کے موافق تہا۔ مگر جس طرح سے کیا وہ نامناسب تہا
اوسکو ایسا تہا کہ جیسا حاکم محکوم۔ گویا زبردست زیر دست کو محکوم سمجہتا ہے گرچہ یہ کام کرکے اوسے طرح اودہ
معاملہ مین نواب سعادت علیخان کو ایک غضب حکم لکہہ بہیجا ہوتا کہ یہ ہیون اگرچہ جسقدر
نواب سے شیرین کلامی کی گئی وہ اوسکو زہر ہلاہل معلوم ہوئی اگر پہلے ہی سے تلخ دوا حکم قطعی کی اوسکو
پلا دی جاتی تو اوسکو ایسی ناگوار نہ ہوتی جیسا جتنی شکر اسمین ڈالی گئی اوتنی ہی بدمزہ دوا
پلانی پڑی۔ مگر لارڈ ولزلی کو وارن ہیسٹنگز کی طرح اونکا طول طویل تحریر

شوق تھا۔ اور قاعدہ ہے کہ جو شخص تحریر اور تقریر مین زیادہ دراز نفسی کرتا ہے ضرور ہے کہ فضول باتین کہے اور لکہے۔ بس اسلئے نواب سے بہت ناحق کی تحریرات ہوئین اور کوئی نتیجہ ہوا جیسا کہ اب بعد تحریرات بغیر نواب کی مرضی کے ملک لیا گیا ویسا ہی اول لے لیا ہوتا۔

(۹) اب نواب گورنر جنرل تمام معاملات اودہ کو اپنی خاطر خواہ طی کرکے **بنارس** ہوتے ہوئے **کلکتہ** رونق افروز ہوئے جس وقت **سعادت علیخان** اور رزیڈنٹ مین معاملات کی گفتگو ہو رہی تہی تو نواب نے یہہ کہا تہا کہ مین **آصف الدولہ** کا جانشین ہون جو اوسکو اختیارات حاصل تہے وہ مجہے بہی ہونے چاہئین۔ رزیڈنٹ نے اس سمجہے کی یہہ معنی بیان کیے کہ اوسکا ارادہ ہے کہ **بہو بیگم** کی دولت اور جاگیر پر ہاتہ مارے یہہ بیگم **ہیسٹنگز** کی ماری ہوئی اور جلائی ہوئی ابتک زندہ تہی جب اوسنے اپنے پوتے کی حرص و آز کا دامن دراز دیکہا تو مارے خوف کے اس آرزو مند کو چہوڑ کر گورنمنٹ انگلشیہ کی نیاز مند بنی اور اوسکو لکہا کہ مین اپنی تمام جاگیر اور دولت کا وارث سرکار انگریزی کو کرتی ہون۔ اس سبب سے کہ شرع اسلام کی موافق بادشاہ اپنی تمام رعایا کے مال و متاع کا مالک ہوتا ہے۔ گورنر جنرل نے یہہ امر تو نہین منظور کیا کہ بیگم اپنے مال و دولت کو کسی غیر کے ہاتہہ مین منتقل کرے۔ مگر اوسکے وصیت نامہ کو قبول کر لیا۔ اور یہہ بہی اوسکے لیے قائم کر دی کہ بیگم کا رتبہ ایسا عالی ہے اور نواب سے اوسکا ایسا رشتہ ہے کہ وہ اوس رعایا سے مستثنٰی ہے جسکے سارے مال کا مالک بادشاہ ہوتا ہے۔ اب اوسکی جان و مال کی محافظ وہی سرکار ہوتی ہے جو خود نواب کی مسند نشینی کا سبب ہوئی ہے۔ **بہو بیگم** کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی ذاتی دولت کو جس صرف مین چاہے خرچ کرے۔ بشرطیکہ وہ صرف نواب کی ریاست کے لیے مضر رسان نہو۔ اور جب اوسکا انتقال ہوگا تو سرکار کمپنی اوسکی ساری دولت نواب کو ملک اودہ کی رفاہ عام کے کامون مین خرچ کرنے کے لیے دیدیگی۔

(۱۰) اب ملک اودہ کے اون اضلاع مین کہ نواب نے سرکار کمپنی کو تفویض کیے تہے انتظام سرکاری شروع ہوا۔ (ان اضلاع کو ہم اضلاع مفوضہ نواب لکہا کرینگے) اور نواب کے اہلکار

موقوف ہوتے جاتے تھے اور سرکار کے ملازم اونکے قائم مقام ہوتے جاتے تھے۔ لارڈ ولزلی نے
جس چٹھی میں عہدنامہ کا حال لکھا تھا اوسمیں یہہ بھی لکھا کہ ان اضلاع مفوضہ نواب کا
انتظام نہایت سخت کام تھا جسکے انصرام کے واسطے میں نے اپنے بھائی ہنری ولزلی کو مقرر کر دیا
ہے۔ اونسے نہایت بیدار مغزی اور فرزانگی سے معاملات اودہ کی گفتگو کو طے کیا تھا۔ بارہ مہینے میں
یا اوس سے کم میں یہہ تمام کام انتظام کا ختم ہو جائیگا۔ اوسمیں ہنری ولزلی جسقدر کچھہ زیادہ تنخواہ
اپنی تنخواہ سے نہیں لیگی۔ اسکے جواب میں کورٹ ڈائرکٹرز نے لکھا کہ ہم شرائط عہدنامہ کو نہایت
پسند کرتے ہیں مگر ہنری ولزلی کے تقرر میں اور مستحقوں کی حق تلفی ہوتی ہے اسلئے اونکو
موقوف کر دینا چاہئے۔ اوسکا تقرر موافق اوس سلسلہ کے نہیں ہے جو ملازموں کے لئے سرکار سے
مقرر ہے اور تنبیہ و جاکمان متعہد کا تقرر اضلاع مفوضہ کے لئے منظور کر لیا۔ اس جواب کے آتے
آتے تمام کام انتظام کا ختم ہو گیا تھا ہنری ولزلی صاحب پہلے ہی مستعفی ہو چکے تھے

(۱۱) نواب سعادت علی خان نے جو ملک سرکار کو تفویض کیا تھا اوسمیں وہ خراج
بھی جو نواب فرخ آباد اوسکو دیتا تھا دیدیا تھا۔ اس نواب کی ہی سرکار کمپنی مدت سے سرپرستی
کرتی تھی اور نواب اودہ کی دست برد سے بچاتی تھی۔ اس نواب کا ملک طول میں ۵۰ میل اور
۱۵ میل عرض میں تھا۔ اور ریاست کی آمدنی سات دس لاکھہ روپیہ کی تھی۔ گورنمنٹ نے
مظفر جنگ نواب فرخ آباد اور آصف الدولہ کے درمیان ۱۷۸۶ سنہ میں یہہ عہد و پیمان
کرا دئے تھے کہ نواب فرخ آباد مستقل سپاہ کچھہ نہ رکھیگا ریاست کے کاموں کو کرینگے اور نواب اودہ
ایک پلٹن بھی پاؤن فرخ آباد میں ہمیشہ رکھے جو نواب اور ملک کی حفاظت و حراست کرے
اور ساڑھے چار لاکھہ روپیہ سالانہ مظفر جنگ آصف الدولہ کو دیا کریگا۔ سرکار کی
طرف سے ریذیڈنٹ بھی یہان مقرر ہو گیا تھا مگر لارڈ کورنوالس نے اس عہدہ کو
موقوف کر دیا تھا۔
مظفر جنگ کو اوسکے بڑے بیٹے نے مار ڈالا۔ نواب اودہ نے اوسے لکھنؤ میں قید کر [illegible]

نواب فرخ آباد کا معاملہ

نابالغ بیٹا مسند نشین ہوا۔ اور خردمند خان نواب کا چچا اوسکا نائب و مدار المہام مقرر ہوا جب
نواب سن بلوغ کے قریب پہنچا تو اونسے اپنی ریاست کے تمام کاروبار کے خود انصرام کرنیکا ارادہ کیا۔ گورنر جنرل
نے ہنری ولزلی صاحب لفٹنٹ گورنر کو لکھا کہ اب وقت ہی کہ کیا تو نواب کو بدستور سابق سارے کام
ریاست کے دیدیئے جائیں یا سارا ملک سرکار اپنے قبضہ مین کرلے۔ ملک کے لے لینے مین جو فائدے ملک اور دولت
کے ہین وہ ظاہر ہین۔ اور ملک کے دیدینے مین بہت سی خرابیان ہین۔ ادہر اس نوجوان نواب کو
خردمند خان نہایت بدکردار اور زشت افعال بتاتا ہے۔ اودہر نواب بہی خردمند خان
کو بدخو اور برا کہتا ہے۔ اس برا کہنے مین دونون کی اغراض نفسانی تہین نواب اسلئے نائب کو برا کہتا
تہا کہ اوسکے پیچہے سے چہوٹے خود حکومت کرے۔ نائب نواب کو برا اسلئے کہتا تہا کہ اوسکا اختیار قائم
رہے۔ مگر نائب کی بات کا یقین سرکار کو تہا اور نواب کی بات کا نہین۔ اب لارڈ ولزلی ہی کا وہ
اصول کام مین آیا جو اونہون نے پیاین بدلائل یہ عمل قائم کیا تہا کہ جو کسی فرمانروا کی خصلت
بری ہو اور اوسکا انتظام ملکی خراب ہو تو چاہیئے کہ فرمانروا معزول ہو اور ملک کا انتظام اوس کے
ہاتہ مین جو اوسکو عمدہ کرسکے دیدیا جائے۔ اب خردمند خان لفٹنٹ گورنر پاس بریلی مین
جو اوسکا صدر مقام تہا ۳۰ اپریل سنہ ۱۸۰۲ کو چند روز پہلے نواب سے آیا۔ لفٹنٹ گورنر نے اوس سے کہا
کہ اب فرخ آباد کے انتظام ملک کے لئے کیا عمدہ تدبیر ہے۔ خردمند خان نے کہا کہ میری رائے مین یہہ تین
باتین آتی ہین کہ کیا تو انتظام اسی طرح رہے جسطرح اب ہے یا نواب جب بالغ ہو تو اوسکو خود مختار
کردیا جائے۔ یا تمام مالی اور ملکی انتظام سرکار اپنے ہاتہ مین لے لے۔ اسپر لفٹنٹ گورنر نے کہا کہ پہلا
انتظام تو رہ نہین سکتا اسلئے کہ نواب کو وہ کسی طرح پسند نہین ہوگا۔ دوسرے انتظام مین یہہ برائی
ہے کہ اگر نواب ایسا ہی بدوضع اور خراب رویہ ہے جیسا تم بیان کرتے ہو تو وہ سارے ملک مین آفت
مچادیگا۔ ملک کا انتظام و نظم و نسق بگڑ جائیگا۔ تیسری بات یہہ کہ سارا انتظام گورنمنٹ کے اختیار مین
آجائے ایسی بات ہی کہ جسپر کچہہ اعتراض نہین ہوتا۔ اسپر خردمند خان نے کہا کہ وہ کام کیجیے
جسمین سبکا بہلا ہو۔ ملک اور رعایا کو آسایش و آرام پہنچے اور اوسمین میرے اوپر بہی نظر عنایت رہے

منتظمان ہند انگلستان سے بہت دور بیٹھے ہیں جن باتونکو بیان لوگ انکا دل چاہتا تہا بالکل سچ سمجھتے تھے - اہل ولایت کو
اونکی تحقیقات کرنیکا موقع نہین ملتا تہا - اور نہ اب تک ملتا ہے - یہانکے آدمیون کی تربیت اور تعلیم ایسی
ناقص ہے کہ وہ پبلک (یعنی رائے عوام) سلسلے کے ساتھہ اپنی رائے نہین ظاہر کرسکتے - اور نہ کسی گورنمنٹ کے
کام کا مقابلہ کر سکتے ہین اسلئے گورنمنٹ ہند کو جو اپنے انتظام کی خوبیان معلوم ہوتی ہین اونکو
خوب رنگ کر اور برگ و بار لگا کر وہان روانہ کر دیتے ہین - ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۸۰۳ء کو گورنر جنرل بالاجلاس
کونسل نے کورٹ ڈائرکٹرز کو لکھہ بہیجا کہ اضلاع مفوضہ کی ترقی و بہبودی و فلاح و اصلاح و سرسبزی
و آبادی کے لئے جو تدابیر سوچی گئی تہین اون سب مین بدرجۂ غایت کامیابی نصیب ہوئی - سارے
ملک مین امن رہا - بندوبست سہ سالہ کے سال اول کا زر مالگزاری بہت آسانی سے وصول ہو گیا
جسسے ہر ایک آدمی یہہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ یہان کی زمیندار و رعایا سرکار انگریزی کی عملداری
مین آجانیسے نہایت خوش اور رضامند ہوئی - مگر بیلی صاحب جو اٹاوہ کے مجسٹریٹ اور جج سنہ ۱۸۰۳ سے
سنہ ۱۸۰۵ تک رہے اونکے سوال جواب سنہ ۱۸۰۶ مین کامنس کے روبرو یہہ ہوئے **سوال** جس عرصہ مین
تم اٹاوہ کے مجسٹریٹ اور جج رہے وہان کے زمیندارون اور اعلیٰ درجہ کی رعایا کو تم نے دیکھا کہ
وہ انگریزی گورنمنٹ سے رضامند تہی اور اوسکے ہوا خواہ ہوتی جاتی تہی - **جواب** میرے علم مین
تو اکثر اعلیٰ درجہ کے آدمی انگریزی گورنمنٹ سے دلی طرح رغبت نہین کرتے تہے **سوال** -
تمہارے نزدیک کیا وہ سرکشی پر آمادہ و کمر بستہ بیٹھے ہیں **جواب** میرے عہد مین ایک دو دفعہ
سرکشی کا قصد کیا تہا **سوال** تمہارے عہد مین رعایا کو گورنمنٹ کے ساتھہ بہ نسبت سابق کے
زیادہ رغبت و الفت اور موافقت ہوتی جاتی تہی **جواب** - میرے نزدیک بہ نسبت سابق کے اونکو
زیادہ مخالفت و نفرت ہوتی جاتی تہی **سوال** کس سبب سے یہہ حال ہوتا جاتا تہا **جواب** - اسکا
سبب یہہ تہا کہ جو قوانین اور دستور انگریزی گورنمنٹ نے جاری کئے وہ اونسے ناراض تہے **سوال**
یہہ ناراضی فقط زمیندارون ہی مین یا تمام لوگون مین تہی **جواب** زمیندار حقیقت مین خود مختار
[illegible] ہوتے تہے اسکا اثر تمام عوام پر ہوتا تہا **سوال** کیا تم یہہ خیال کرتے ہو کہ [illegible]

عملداری تہی تو یہہ زمیندار اپنے تئین خود مختار رئیس سمجہتے تہے اور جو جی مین آتا تہا وہ کرتے تہے
جواب۔ بیشک وہ اپنے تئین خودمختار رئیس جانتے تہے لیکن اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ زمینداروںکو
جو ناراضی اور ناپسندی انگلش گورنمنٹ کی تہی وہ فقط اس سبب سے تہی کہ اونکا تمام اختیار اور
اقتدار چہن گیا تہا۔ اور ظاہر ہے کہ جبتک یہہ اونکا اختیار قائم رہتا کبہی ملک مین عمدہ گورنمنٹ
نہ ہوتی۔ غرض گورنمنٹ ہندیہی نہین چاہتی تہی کہ بعض باتین گورنمنٹ انگلشیہ سے چہپائی بلکہ
وہ بعض بالونکو اپنے سے بہی چہپانا چاہتی تہی۔

زمیندار کچہورہ نے بہت سی تکرار کی بعد وعدہ کیا کہ قلعہ حوالہ کرونگا۔ ۴ مارچ سنہ ۱۸۰۳ کو انگریزی کپتان
دو کمپنیان سپاہ لیکر گیا اور باہر کی دیوار کے اندر داخل ہوا تہا کہ قلعہ پر سے ایک توپ اوسکی سر پر
سر ہوئی۔ اور زمیندار نے کہلا بہیجا کہ خیر اسی مین ہے کہ چلے جاؤ ورنہ سب مارے جاؤگے۔ زمیندار نے
ایک خط لکہا کہ جو لوگ مجہسے قلعہ لینے آئے تہین وہ گستاخی پیش آئے اس سبب سے انگریزی لشکر سے
لڑائی شروع ہوگئی۔ ورنہ مجہے جنگ جدال کا خیال نہین ہے مین فرمانبرداری کے لئے حاضر ہون۔
اسپر اوسے لکہا گیا کہ بے شرط اپنے تئین حوالہ کرو اسکے بعد مورچہ بندی سے قلعہ بندی ہوئی۔
زمیندار رات کو قلعہ چہوڑ کر بہاگا۔ بہت سے آدمی اوس کے قتل ہوئے۔ ایک افسر عالی قدر
ادہر سے بہی مارے گئے۔

اضلاع مفوضہ کی رعایا کی ہی انگریزونکے ساتہہ یون معلوم ہوتی تہی کہ ۴ ستمبر سنہ ۱۸۰۳ کو مرہٹون
کا لشکر ایک فرانسیسی افسر کے ماتحت شکوہ آباد کے قریب سے ہوکر نکلا تہا اوسکی نسبت ملی صاحب سے [illegible]
یہہ پوچہا گیا کہ کیا زمینداروں اور آدمیون نے فرانسیسی افسر کے ساتہہ ملنے کا میلان کیا تہا اوسنے
جواب دیا کہ میلان ہی نہین کیا بلکہ حقیقت مین اوس سے مل گئے تہے۔

راجہ جیتسال کے پاس قلعہ کٹیاہ تہا۔ اوسنے سرکشی اختیار کی۔ سرکار نے اوسکی زندہ گرفتاری کے
لئے یا مار ڈالنے کے واسطے انعام مقرر کیا۔ لفٹنٹ کرنیل گتہری اس قلعہ پر چڑہے۔ وہ کئی گہنٹہ
تک لڑے مگر دشمن نے اونکو مغلوب کر لیا۔ اور اونہون نے کمک کے لئے کپتان ولسن صاحب کو خط لکہا

اس مدرسہ کا تقرر ان دو خیال سے کیا اول یہہ کہ ملازمونکی تعلیم انگریزی کی تکمیل ہو دوم ہندوستان
کی حالات اور ہندوستانیونکی زبانون اور علمون اور رسم و رواج آئین قوانین کی تعلیم ہو۔ پہلا
خیال تو غلط تہا اسلئے کہ ہندوستان مین انگلستان کی تعلیم کی تکمیل کرانی گہوڑیکے منہ مین دمچی دینی
اور دم مین لگام لگانی تہی۔ پہلا انگلستان کا سا اسباب تعلیم و تربیت یہان کیونکر بہم پہونچ سکتا
تہا۔ مگر ہان دوسرا خیال درست تہا وہ تعلیم انگلستان مین کرائی گئے گئے کو دو ٹانگ سے چلنا سکہانا تہا وہان
یہہ کیسے اسباب بہم پہونچ سکتا تہا کہ انگریز پنڈتون سے بیٹہے ہوے دہرم شاستر پڑہ رہے ہین۔ اور
اونکی کتہا ستنرائن کی سن رہے ہین۔ فقہ و شرع کا سبق مولویون سے لے رہے ہین اونکے پند و وعظ کو
مزے اوڑا رہے ہین۔ بے تکلف زبان بولتے چالتے ہین اور سیکہتے ہین۔ رسم و رواج ہندوستانیون کے
خود بخود آئینہ بنے ہوے آنکہون کے سامنے آتے ہین۔ گورنمنٹ انگریزی جو قانون اس ملک کے لئے
بناتے ہین اوسکو بمحنت و مشقت سمجہتے ہین۔ کورٹ ڈائرکٹرز نے اس خیال سے کہ معلوم نہین کہ
ہندوستان مین اس کالج کو قائم رکہنے مین کسقدر روپیہ خرچ ہو لارڈ **ولزلی** کو قطعی حکم بہیجا
کہ مدرسہ کو بند کردو۔ اس حکم کے پہونچنے سے لارڈ صاحب کو نہایت رنج و ملال ہوا۔ اونکو اپنی اس
تجویز پر وہ افتخار اور ناز تہا کہ فتح ٹیپو پر نہ تہا۔ کورٹ ڈائرکٹرز کی حکم کی مجبوری تعمیل کرنی
پڑی۔ اسلئے حکم تو لکہا دیا کہ مدرسہ بند کیا جائے مگر اٹھارہ مہینے تک اوسکو لیت و لعل مین رکہا اور وہ
کچہہ نہ کچہہ جاری رہا۔ اور اس عرصہ مین اونہون نے اپنے دوستون کو ولایت کے خط لکہے۔ کورٹ ڈائرکٹرز
کو لکہا کہ خرچ سے نہ گہبراؤ۔ راہداری کی ایک نئی ٹیکس لگاتا ہون اوسی تمام خرچ وصول ہو جائے گا
کالج کا ایک فرضی [illegible] حکم بہیجا کہ **فورٹ ولیم کالج** فقط اتنا قائم رہے کہ اوسمین اس
یہہ پوچہا گیا کہ کیا زمیندار اور [illegible] ملازمان متعہد کی تعلیم کے لئے ولایت مین ایک بڑا شاندار
جواب دیا کہ میدان ہی نہین کیا بلکہ حقیقت مین ایک حسینانہ ٹیکس سے تعلیم کے لئے خرچ تجویز ہوتا تہا
راجہ **چیترسال** کے پاس قلعہ **بٹیاہ** تہا۔ اونسی کشتی [illegible] اوسوقت سب نے بڑی دہائی مچائی تہی
کے لئے یا مارڈالنی کے واسطے انعام مقرر کیا لفٹنٹ کرنل **گمہر** گئی تہی کہ وہ تین ہزار ٹن مال کی
تاب تہی مگر دشمن نے اونکو مغلوب کرلیا۔ اور اونہون نے کلکتہ کی لیکے گیا

تجارت کرین اور اوسکے ساتھہ بہت سی قیود بہی لگی ہوئی تہین جنکا حال ہم لکہہ آئے ہین مگر تاجرونکا
اس سے کب پیٹ بہرتا تہا وہ اور زیادہ مال تجارت کے لئے بیتاب تہے۔ اب وہ زمانہ آگیا تہا کہ سرکار کے اجارہ
تجارت کی توند مین آزادی تجارت گہس کر پیٹ کی آواز نکالدے جتنی عوام کی نج کی تجارت ہندوستان
مین سرکار کمپنی کا اجارہ کی دسالی مین مضر تہی ویسی اب اوسکی اس عمر مین مفید تہی۔ بچپنے مین جو
غذا اوسکے لئے مہلک تہی وہ اب اس جوانی مین مقوی ہوگئی کلکتہ کی تجارت کو بڑی رونق تہی پرتگیز
ڈینگلیزون اور ڈینز کے جہازون مین انگریز اپنے روپئے سے مال اسباب بہر بہر کر یورپ مین لیجاتے تہے
اسطرح سنہ ۱۷۹۸ع مین ڈیڑہ کروڑ روپئے سے بہی زیادہ کا اسباب لیگئے اور خوب نفعے کہائے مگر اسطرح مال لیجانے
مین عرصہ زیادہ لگتا تہا اور خرچ زیادہ پڑتا تہا۔ لارڈ **ولزلی** کے آنے سے پہلے دس برس کے اندر **کلکتہ**
مین جہاز بنانیکے بہی بڑی بڑی کارخانے قائم ہوگئے جب لارڈ صاحب آئے ہین تو اونہون نے تاجرون کو
اپنی نج کی تجارت کے واسطے ان ہندوستانی ساخت کے جہازون مین دس ہزار ٹن مال کا تجارت
کرنے کی اجازت دیدی۔ اور کورٹ ڈائرکٹرز کو ایک چٹھی لکہہ بہیجی کہ مین نے جو یہہ اجازت تاجرونکو
دیدی ہے اونکا مال تجارت وہ نہین ہے جسکی سرکار کمپنی خود تجارت کرتی ہے اس سبب سے کوئی
نقصان اور حرج مرج سرکار کی تجارت مین اس سوداگری سے نہین آئیگا۔ ڈنڈس صاحب بورڈ کنٹرول
کی بہی یہی فیاضانہ رای تہی۔ اونکا بہی دل چاہتا تہا کہ تاجرون کو ہندوستانی بنے ہوئے جہازون
مین تجارت کرنیکا لیسنس ملجائے۔ اسمین کچہہ خرابی نہین ہے۔ یہہ تجارت تو وہ ہے جسکو خود سرکار
نہین کرتی ہے۔ مگر اس طرح تجارت کو دیکہکر ایسٹ انڈیا کی یکبارگی آنکہین کہل گئین۔ وہان جہاز
کے کارخانے دارون نے تو یہہ جہاز ہندوستان کے بنے ہوئے دیکہے وہ بہی کوئلہ کی طرح جل گئے کہ ہمارے
کارخانے کاہیکو چلینگے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی گو تجارت کے دودہ کا مکہن خود کہاتی تہی مگر اوسکا مٹہا بہی
جو اوسکے کسی کام کا نہ تہا دوسرے کو نہ دینا چاہتی تہی۔ اسلئے اس طور پر کورٹ ڈائرکٹرز کی زبندی نے
گورنمنٹ ہند پر بہت لعن طعن کی۔ غرض ان آخر تین سال مین لارڈ **ولزلی** پر کورٹ ڈائرکٹرز کی
زبان درازیان ایسی ہوتی جاتی تہین جیسے کہ **وارن ہیسٹنگز** پر ہوتی تہین گو وزرا نے

اس چرب زبانی کو منع کیا مگر پہر بہی اونہوں نے اس تجویز تجارت پر بہت کچھہ برا بہلا لارڈ ولزلی کو لکہہ بہیجا

(١٥) لارڈ ولزلی نے جب حسب دلخواہ ملک ودہ کا انتظام کر لیا تو اونسے کورٹ ڈائرکٹرز کو استعفا بہیجدیا اور اوسمیں فقط یہہ وجہہ لکہی کہ سلطنت ہند کی لئے جو بڑی تدابیر سلامتی اور بہبودی کی تہیں وہ سب پوری حسب مراد ہو گئیں میرا آگے یہاں رہنا ضرور نہیں معلوم ہوتا مگر اونسے وزرا اعظم کو جو چٹہی لکہی اوسمیں اپنے دل کی ساری بہڑاس نکالی۔ اور بیان کیا کہ اصل سبب اس عہدہ سے دست بردار ہونیکا یہہ ہی کہ کورٹ ڈائرکٹرز نے بالکل میری مخالفت پر کمر باندہ لی ہے۔ اور میرا اعتبار اپنے دل سے اوٹہا دیا ہی۔ اونہوں نے قطعی یہہ حکم بہیجا کہ سپاہ کے کارخانوں میں تخفیف ہو باوجودیکہ میں سمجہتا رہا کہ ملک کی حالت ایسی نہیں ہے کہ یہہ تخفیف کیجائے۔ اوس سے ملک کی سلامتی اور امن میں خلل آجانیکا اندیشہ ہے۔ اور جو ملک مقبوضہ اور مفتوحہ و مفوضہ ہیں اون میں یقینی فتنہ برپا ہوگا۔ مگر اونہوں نے کچھہ نہ سنا سب سے زیادہ شکایت یہہ بیان کی کہ اونہوں نے میرے سگے بہائی جنرل ولزلی کے وظیفے جو بعد اختتام جنگ میسور کے دینے واجب تہے یک قلم کاٹ دئے۔ گورنمنٹ مدراس نے جو اوسکے واسطے وظیفے تجویز کئے تہے وہ موقوف کرکے اور اولٹے اوسپر بہت لعن طعن کی اور کچھہ نہیں خیال کیا کہ میسور میں جنرل ولزلی کو اپنے عالی درجے کے موافق کیا کچھہ خرچ کرنا پڑا ہوگا۔ گورنر جنرل مع کونسل کو اور پریسیڈنسیوں پر جو اختیارات پارلیمنٹ سے عطا ہوئے تہے وہ منسوخ کردئے اور اس قاعدہ سے اونہوں نے سپریم گورنمنٹ کی قدرت اور حکومت کا خاکا اوڑا دیا۔ جن عمدہ و تجربہ کار اور دانشمند افسروں کو میں نے کاموں پر تجویز کیا اونکو موقوف کرکے برخلاف قانون اپنے آدر دی بہرے جو اون کاموں کے کسی طرح لائق نہ تہے اس امر کے خلاف لارڈ ولزلی بہت کچھہ لکہا کہ اگر کورٹ ڈائرکٹرز ماتحت محکموں میں دخل دیگی اور جزئیات کے کاموں [illegible] ی دست انداز ہوگی۔ اور گورنر جنرل کا کچھہ اختیار نہ رہنے دیگی تو ایسی صورت میں گورنمنٹ ہند بالستہ ہو کر کچھہ اپنے ہاتہہ سے نہ کر سکیگی۔ مگر لورڈ کسلریگ کو یہہ منظور نہ تہا کہ لارڈ ولزلی ہندوستان سے ابہی ہی چلے آئیں اوس نے انڈیا ہوس میں کہا کہ کمپنی نے لارڈ ولزلی

لارڈ ولزلی کا استعفا اور ولایت کو واپس جانا اور اسکا سبب

بعض تدابیر کی نسبت اپنی حسد و بغض کا زہر اوگلا ہے۔ اور خصوصاً **ہنری ولزلی** صاحب کا تقرر بہت بہہ سچ ہے کہ لارڈ **ولزلی** نے بہی کمپنی کو اوسپر دوجہ کی لگائی ہین ایک یہہ کہ وہ اون میں تجارت کا شوق نہ رہے۔ دوسرا یہہ کہ اوسکو اپنے دوستون اور اوروں کو نوکر رکہنے کا اختیار رہے مگر کورٹ ڈائرکٹرز لارڈ **ولزلی** کی خدمات بزرگ کی خیال سے بہی خالی نہین ہے۔ اسواسطے اوسکو چاہیے کہ وہ لارڈ **ولزلی** سے درخواست کرے کہ وہ مہربانی فرماکر اول جنوری سنہ ۱۸۰۳ تک ہندوستان مین تشریف رکہین مجبوری کورٹ ڈائرکٹرز کو یہہ لکہنا پڑا جو لورڈ **کیسلرول** نے اوسکو کہا۔ اوسوقت بیہودہ اوسکو معلوم نہ تہا کہ یہہ لوروز ہم بیقدر کرتے ہین کہ جیسے پہلے یہہ فیروزی ہماری روزی ہوئی کہ ہمارے گورنر کے ہاتہون سے مرہٹون کی قوت خاک مین ملجائیگی۔ اور ہندوستان کا نقشہ ہی اور رنگ کا بن جائے گا۔

ہندوستانی ریاستوں سے جناب کے تعلقات بہت پیچیدار ہو گئے

(۱۶) برٹش گورنمنٹ کے تعلقات ہندوستانی رئیسون سے مختلف طرح کے مختلف اوقات مین رہے نواب **ارکاٹ**۔ راجہ **تنجور**۔ نواب **اودہ** سے ایک طرح کا تعلق تہا۔ نظام پیشوا اور مرہٹون کے سردارون سے دوسری طرح کا۔ اول قسم کے رئیسون سے تمام اونکے ملکی مالی جنگی اختیارات اپنے ہاتہ مین لے لئے تہے اور فقط اونکو نام کا رئیس بنا رکہا تہا اور حقیقت مین وہ سرکار ذوی الاقتدار کے پنشندار تہے۔ نواب اودہ کو کچہہ اختیار اپنے ملک مین دیا تہا جسکو وہ بغیر صلاح اور مشورہ انگریزی کے کام مین نہین لاسکتا تہا انگریزی گورنمنٹ نے بتدریج و ترتیب سے اپنے کی طرح ترقی کی تہی جیسے اوسکی پوری پوری بڑہتی جاتی ہے اسی طرح گورنمنٹ انگریزی کا اقتدار پر اقتدار اور اختیار پر اختیار بڑہتا گیا اول اوسکو اپنی سلامتی اور حفاظت کے واسطے یہہ ضرورت پڑی کہ ہندوستانی رئیسون کی سپاہ سے امداد کرے ہندوستانی رئیسون کو یہہ نعمت غیر مترقبہ ملی۔ اوسکو اونہون نے روپیہ دیکر خوشی خوشی خریدا ہندوستان مین امور سلطنت کی دو فرع ہین ایک فرع تیغ کی ماتحت ہے دوسرے قلم کے نیچے تیغ تمام معاملات جنگ مین اختیار رکہتی ہے اور قلم تمام ملکی انتظام۔ مثل خراج ستانی و معدلت گستری پولس مین حکمران ہے۔

اول اول انگریزون سے جن ہندوستانی رئیسون کا ملاپ ہوا تو اونہون نے اپنی خوشی سے اپنی
تلوار تو انگریزونکو ہاتہہ مین دیدی انگریز اس تیغ تیز کو مدت تک ہاتہہ مین لئے بیٹہے رہے۔ اور
ہندوستانی رئیس ملکی انتظام مین قلم ہاتہہ مین رکہے رہے۔ اور جب قلم کا کام بہی اونسے چہین لیا گیا
تو وہ صرف نام کے رئیس رہ گئے۔ یہان کے فرمانروایون کا دستور قدیم سے چلا آتا ہے کہ وہ اپنی تیغ و قلم
کو اورون کو دیکر خود نام کے بادشاہ یا راجہ بنجاتے ہین چنانچہ اسوقت مرہٹون کے راجہ کا یہی حال تہا
کہ وہ فقط نام کا راجہ ستارہ مین تہا اور اور آدمیونکے ہاتہہ مین پہنسا ہوا پڑا تہا۔ اور وہ اوسکی التفات
اور مہربانی سے پیش آتا تہا جو پہرہ اوسکی قید کے لئے ہوتا تہا وہ نادان اوسکو اپنی عزت کا پہرا جانتا تہا۔
اب دوسرے قسم کے رئیسون سے جو برٹش گورنمنٹ نے تعلق پیدا کرنا چاہا تہا وہ یہہ تہا کہ وہ اپنی تلوار کے زور
کو انگریزونکے حوالہ کرین۔ نظام دکن تو پہلے اس قسم کا تعلق پیدا ہی ہوگیا تہا سنہ ۱۸ کے عہدنامہ کے ذریعہ
اب لارڈ ولزلی اسی طرح کا تعلق مرہٹون کے بڑے بڑے سردارون سے پیدا کرنا چاہتا تہا جسکا بیان
ہم آگے کے فصل مین تفصیلوار بیان کرینگے ــــ

(۱۷) جو مورخ تاریخ اس نظر سے لکہتے ہین کہ اوس سے انسان کا بہلا ہو۔ اور اوسکی عقل و دانش
زیادہ ہو وہ ضرور جس سلطنت کے افعال و اعمال لکہتے ہین اونکی برائی بہلائی ایسی دلائل و براہین
کے ساتہہ تحریر کرتے ہین مگر ان عیب و صواب بتلانیمین رائین اونکی مختلف ہوا کرتی ہین وہ
ایک ہی کام ہوتا ہے جسکو ایک برا دوسرا بہلا دلائل سے ثابت کرتا ہے پس اسی طرح مختلف مورخون
نے برٹش گورنمنٹ ہند کی تاریخ لکہی ہے اور اوسکے افعال کی درستی اور نکوئی کو دلائل کے ساتہہ
بیان کیا ہے۔ ایک ہی بات کو ایک مورخ اس پیرایہ مین بیان کرتا ہے کہ وہ سراسر برا ہی
معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا مورخ اوسکو اس انداز سے ادا کرتا ہے کہ وہ سارا بہلا ہی بہلا دکہلائی
دیتا ہے مین نے اوسکو دونو طرح سے بیان کرکے ایک مناظرہ سا بیان کردیا ہے کہ جسکے پڑہنے سے
مجہے یقین ہے کہ طالب علمون کے ذہن مین جودت پیدا ہوگی۔ اور ایک مقدمہ اونکے روبرو ایسا
پیش ہوگا کہ جسکے فیصلہ کرنے مین ضرور اونکو اپنا ذہن کام مین لانا پڑیگا۔ جابجا بہت سے اعتراضات

سرکار کمپنی کے کامون پر لکہے ہوئی ہین اور پہر اونکے قوی یا ضعیف جواب تحریر ہوئے ہین مگر اہل انصاف کو
دلمین اس امر کا یقین ہوگا کہ جس زمانہ مین انگریزونکو ہندوستان سے تعلق ہوا ہے وہ ایسا تہا کہ دنیا کے پردہ پر کوئی قوم
ایسی تہی نہ کوئی بادشاہ ایسا تہا کہ وہ ہندوستانیونکے ساتہہ اتنا ہی نیک سلوک کرتا جتنا سرکار کمپنی نے کیا اسنے
ہندوستانیونکی بہبودی و آسائش ترقی شائستگی مین بہت سا کوشش کی اونکی جان و مال عزت و آبرو کے قائم
رکہنے مین سعی کی - اونکے انفصال حقوق کے واسطے عدالتین مقرر کین چورون رہزنون قزاقون
ٹہگون کے ہاتہہ سے بچانیکے واسطے پولیس قائم کیا - امن امان ملک مین قائم رکہنے کی تدبیرین کین
زیردستون کو زبردستون کے ظلم سے چہڑایا - رئیسون کے اعزاز و اکرام مین کوتاہی نہین کی غرض
ان باتون کو جتنا انگریزون نے کیا اوتنا ہی کوئی اور دنیا مین ہندوستانیون کے لیئے کرنیوالا
نہ تہا - جو اعتراض مینے لکہے ہین وہ انگلشی زبان سے لکہے ہین - اس صاحب اقبال نیک سیرت و خوش
صورت قوم کی خواص مین یہہ امر داخل ہے کہ وہ کسی مسلک مین بے بدرقہ دلیل قدم نہین رکہتے ہر شخص
کو اپنی رائے کے اظہار کے لئے بشرطیکہ اوسکے لئے وجوہ ہون اختیار حاصل ہے - اسلیئے وہ اپنی گورنمنٹ
کی غلطیون پر اور اپنے افسرون کی لغزشون پر ایسے ایسے سخت اعتراض جرأت بانی سے کرتے ہین کہ
جو اس کوچہ سے نابلد ہین وہ یہہ جانتے ہین کہ یہہ شخص کوئی اپنی گورنمنٹ کا بڑا سخت دشمن ہے - مل صاحب
کی تاریخ مبسوط کوئی پڑہے تو اوسکو ایک حیرت ہوگی کہ یہہ تاریخ ہند کس انگریز نے لکہی ہے جو ضرور وہ
اپنی قوم کا دشمن ہے - مگر سب جانتے ہین کہ وہ پکے خیر خواہ اور قوم کے رہنما ہین اور حقیقت مین قومی
رہنمائی کا کام یہی ہے کہ جب وہ دیدہ و دانستہ غفلت اور بے پروائی کرے تو اوسکو متنبہ کرے
اور سچی دل سوزی اور ہمدردی کا اقتضا یہہ ہے کہ اوسکی مذمت کرے - غرض جو اس
چاشنی سے بے بہرہ ہین وہ اس نکتہ کو ہرگز نہین سمجہہ سکتے ہین کہ اس اپنی عیب بینی ہی
کی بدولت یہہ قوم عالی منش معراج ترقی پر صعود کرتی جاتی ہے فقط

فصل ششم

لارڈ ولزلی کا عہد حکومت اور مرہٹوں کے معاملات

سنہ ۱۸۰۰ سے ۱۸۰۳ تک

(۱) جب انگریزوں نے سلطنت میسور کو غارت کر دیا اور اپنی بلند مرتبگی کے لیے حیدرآباد میں قائم
کر دیا تو خالی میدان میں فقط وہ اور مرہٹے رہ گئے۔ لارڈ ولزلی کو یقین تھا کہ ہندوستان کا امن امان
سارا اسی پر موقوف ہے کہ انگریزی سلطنت کو سب ہندوستانی سرکاروں پر بزرگی و تفوق حاصل ہو جائے
اور انگریزی خیل و حشم کی حفاظت و حمایت میں وہ محروس ہو جائیں۔ وہ اپنا اتنا ملک دیدیں کہ جو اس
سپاہ کے خرچ کو کافی ہو۔ اور جو جھگڑا انکے درمیان آپس میں ہو اوسکے تصفیہ کر دینے کا اختیار برٹش
گورنمنٹ کو ہو۔ مگر مرہٹوں کا دماغ چڑھا ہوا تھا۔ بھلا وہ کب اس بات کو سننے والے تھے کہ انگریزی سپاہ
انکے ملک کی محافظ ہو اور وہ ملک اوسکے خرچ کے لیے دیں۔ اس سلطنت کا سارا دارومدار لوٹ مار پر
تھا۔ اگر ملک میں امن ہو جاتا تو گویا انکی روزی کا دروازہ ہی بند ہو جاتا۔ وہ تو امن کے دشمن اور فساد کے
دوست تھے۔ اور خوب جانتے تھے کہ اگر انگریزی سپاہ محافظ ہوئی تو وہ آزاد نہ رہینگے اور رعایا اور ان کا غضب
نہیں مانیگی۔ گورنر جنرل نے سنہ ۹۹ء میں اس قسم کے عہد و پیمان کا پیغام پیشوا پاس بھیجا۔ وہاں ایک
فرسودہ روزگار نانا فرنویس پیشوا کا وزیر موجود تھا۔ اوسنے ایسے معاہدہ سے انکار کرا دیا۔ مگر
مارچ سنہ ۱۸۰۰ء میں موت نے اس مدبر منتظم کو مرہٹوں کے سر پر سے اوٹھا لیا۔ اوسکے ساتھ ہی مرہٹوں کی سلطنت
کی دانائی اور اعتدال کا زوال ہوا۔ ... دکن میں بڑا دانا گذرا ہے۔ وہ بڑا ہوشیار
اور اپنی قوم کا دل سے ہمدرد تھا۔ اس نیک شعار کا ہمیشہ شعار رہا کہ وہ اپنی قوم کو
بے اعتدالی کی راہ میں قدم نہ رکھنے دے ... کی بڑی تعظیم اور تعریف کرتا
... بڑے خوش نیت اور نیک طینت و جوانمردی میں ... اپنی قومی مصلحت کی نظر سے
اونسے کشیدہ خاطر اور مخالف رہتا اور انکی شان و شوکت کی ترقی روز افزوں کرتا

ہولکر کے خاندان کا حال اور اہلیا بائی

گو اسکی طرح خوب چلتا۔ یہہ وہی تہا کہ سیندہیا کو پونہ مین کبہی آگے نہ بڑہنے دیا۔ مگر جب یہہ کنٹوال نہ رہا تو سیندہیا بہت چل نکلا اور مرہٹون کا سرتاج بن گیا۔ اور تمام سرداروں مین سربلند ہوگیا اوسنے باجی راؤ پیشوا کو ایک کونے مین بٹہا دیا۔ اور جب اوسکو یہہ خبر لگی کہ پیشوا کہین بہاگنے کو ہے تو اوسکے محل کو گہیر کر نہایت سختی سے قید مین رکہا۔ مگر سر فرعونے رامو سنگہ اوسکی جان کی واسطے جسونت راؤ اونکے نہیں تیار ہو رہا تہا۔ اوسکی ترقی کو دیکہہ دیکہہ پیشوا دل ہی دل مین خوش ہوتا تہا اور جانتا تہا کہ اوجاینکے کل سے سیندہیا کی قید سے ایک نہ ایک دن مین رہائی پاؤنگا۔ یہہ امید جسقدر بڑہتی جاتی تہی اوتنا ہی اوسکا میلان خاطر و التفات انگریزون کی طرف سے کم ہوتا جاتا تہا

(۲) ملہار راؤ جسکو اس سبب سے کہ وہ ہول گانو کا رہنے والا تہا۔ ہلکر کہتے تہے ذات کا گڈریہ تہا۔ اوسنے اپنی تدبیر اور شمشیر کے زور سے لیٹنی سے بلندی پر چڑہا کیا چرواہا تہا یا راجہ ہوگیا وہ چہبیس برس کی عمر مین چالیس برس تک مرہٹون مین دلاوری سے افسری اور سرداری کر کے اس دنیا سے سدہارا۔ اوسکا ایک بیٹا کہانڈی راؤ تہا سو وہ باپ کی زندگی ہی مین مرگیا۔ اوسکے ساتہہ اہلیا بائی کی شادی ہوئی تہی۔ وہ بیس برس کی عمر مین رانڈ ہوگئی۔ اور ایک لڑکا ملے راؤ اور ایک لڑکی مچہا بائی اوسکی یادگار ہین۔ ملہار راؤ کی وفات کے بعد اوسکا پوتا مسند نشین ہوا۔ مگر نو مہینے تک خفقان مین مبتلا رہا۔ کہ جان نے جسم کے خلجان سے رہائی پائی۔ پہر دہرم شاستر کی رو سے اہلیا بائی سلطنت کی وارث ہوئی۔ اور وہ تخت سلطنت پر جلوہ فرور ہوئی اور عنان سلطنت اپنی ہاتہہ مین لی۔ اسوقت اوسکی عمر تیس برس کی ہوگی۔ اوسنے تکا جی ہلکر کو اپنی فوج کا سپہ سالار بنایا اور جو کام اپنے سے نہ ہوسکتے تہے وہ اوسکو تفویض کئے یہہ عورت ہندوؤن کے ہان ایسی ہوئی کہ اگر سیتا جی اور سکنتلا اور دروپدی اور دمنتی کے نیچے اوسکا نام لکہہ دین تو بجا ہے۔ اگر ہندو دیوتاؤن کے نام کے ساتہہ اوسکی سمرن کرتے ہین ایسے اچرج کا جو اوسنے کئے ہین کہ دیوتاؤن کے ساتہہ اوسکا نام لیتے ہیں لوگ کے عجیب اوصاف دیکہہ دنگ ہین۔ عورت ہوکر دشمن خود بنی [illegible] مردونکے جانی

تمام کو نہ تہی۔ باوجودیکہ وہ اپنے دہرم کرم مین ایسی پکی تہی کہ کا ہیکو کوئی عورت ہوتی ہے۔ مگر دوسرے
کے مذہب سے اوسکو کچھہ تعرض نہ تہا۔ اوس پاک دامن کا دامن گرد تعصب سے آلودہ کبھی نہ ہوا۔ رات دن یہی
دہن لگی رہتی تہی کہ مین سب کو خواہ ہندو ہو یا مسلمان سکھہ پہونچاؤن۔ دکہیون کے دکہہ دور کرون
ہر درد کے لئی درمان ہون طوائف امم اور طبقات ملل کی یاد تہی۔ باوجودیکہ قبول صورت نہ تہی مگر اوس کی
حسن سیرت ہندو و مسلمان و نود دل سے جان فدا تہے۔ اور اوسکے اقبال اور دولت کے لئے ہمیشہ دست بدعا تہے
خطاپوشی عطاپاشی اوسکی خصلت تہی۔ اسپر یہہ خوبی تہی کہ مفسدون کا چراغ نہ جلنے دیتی تہی۔ شرپرور
پر تشدد و تہدید کی شررفشانی کرتی رہتی تہی۔ ہندوستان مین اچہے سے حاکم کی یہہ بڑی تمیز ہے
کہ جو فرمان روا اپنے ارکان سلطنت کو جلد جلد بدلتا ہے۔ وہ برا اور ناقدرشناس و تلون مزاج سمجہا جاتا ہے
اور جو ہمیشہ اسکے خلاف کرتا ہے تو وہ اچہا اور قدردان سمجہا جاتا ہے۔ اوسنے تیس ۳۰ برس تک راج کیا اور
کسی اہلکار کو نہین بدلا۔ اور انتظامون اور نیک کامونکی تفصیل کے واسطے تو ایک کتاب چاہیئے مگر مختصر یہہ ہے
کہ اوسکی سلطنت ایک عمدہ سلطنت کا نمونہ پائی جاتی ہے جسکا انتظام ایسا مستند سمجہا جاتا ہے کہ جب
کسی تکرار کے موقع پر یہہ کہا جاتا ہے کہ اہلیا بائی کے وقت مین یہہ باتین ہوئی تہین تو پہر کوئی چون و چرا
نہین کرتا سب سر جہکا دیتے ہین اور اوس بات کو مان لیتے ہین۔ اوسکے تمام رئیس و سلاطین اور انگریز
بڑی تعظیم تکریم کرتے تہے اور اوسکے معتمد اونکے سرکارون مین رہتے تہے۔ اوس نے بہت سے عمارتین
عمدہ بنوائین جنمین ایک نادر سڑک بندہیاچل پہاڑ کی اوپر بڑی لاگت سے بنوائی ہے۔
ہلکر کے تمام علاقہ مین دہرمسالے اور کنوئے بنوا دئے۔ جگنناتہہ۔ بنارس۔ کدارناتہہ
دوارکا۔ سیتہ بندرامیشور مین اوسکے بنوائے ہوئے بڑے بڑے سندر مندر اوسکے نام کے
سب موجود ہین۔ اونکے خرچ کے واسطے بہت سے دیہات پن کردئے ہین۔ بشیشرناتہہ کا مندر بنارس
اور مہادیو کا مندر گیا جی مین بڑی عالیشان عمارتین ہین۔ اندور کا پرانا شہر دریا کے
داہنے کنارہ پر بستا تہا۔ نیا شہر جو بائین کنارہ پر بستا ہے وہ اوسی کا آباد کیا ہوا ہے
قصبہ مہیشر اوسی نے بنایا ہے۔ تیس ۳۰ برس تک جسطرح اوسنے ریاضت عابدانہ اپنے زہد و تقوی

سمجہہ مین نہین آتی کہ عورت اوسکی کیونکر متحمل ہو سکتی ہے - اوسکا یہہ معمول تہا کہ دو تین گہڑی رات رہے سے پوجا پاٹ کرنیکو اوٹہتی - اوس سے فارغ ہو کر تہوڑی دیر تک کتہا سنتی اور پہر کئی برہمنون کو دان دیکر اپنے ہاتہہ سے اونکو بہوجن کرواتی - بعد اوسکے وہ کچہہ خود ساگ پات کہاتی - گوشت کہانا کچہہ اوسکے مذہب مین منع نہ تہا مگر وہ دیالو نہ کہاتی - پہر کچہہ آرام کرتی - دو بجے پوشاک بدلکر دربار مین آتی اور شام کے چہہ بجے تک راج کے کام کرتی - تمام مقدمات آپ سنتی - فریادی اوس تک اپنی داد رسی کیلئے پہونچ سکتا تہا - وہ دل سے یقین کرتی تہی کہ مجہے تمام اپنی سلطنت کا حساب خدا کو دینا پڑیگا - خوشامد اوسے خوش نہ آتی تہی - ایک پنڈت جی اپنی عادت کے موافق بہت شلوک اوسکی تعریف مین بناکر لائے - اور اوسکے آگے گائے - اس تونگر دل نے اونکو انعام اکرام دیکر رخصت کیا - اور ان اشعار کو لیکر دریا مین خود ڈبو دیا - آخر عمر اوسکی نہایت تلخ گئی بیٹے کا زخم بہرنے نہ پایا تہا کہ اوسپر یہہ اور نمک چہڑکا گیا کہ داماد مرگیا بیٹی بہی نیک بختی اور سعادتمندی مین اپنی ماکی بیٹی تہی - اوسنے شوہر کے ساتہہ ستی ہونیکا قصد کیا - **اہلیا بائی** نے ہرچند کہا کہ میری جان تم کہان مجہے اکیلا چہوڑکر جاتی ہو - بہائی کے مرنے سے تو پہلے ہی گہر کا چراغ گل ہوگیا تہا - اب تم بہی سدہارتی ہو کہو میرا حال تم بغیر کیا ہوگا - کیونکر میری زندگی کے دن بسر ہونگے - بیٹی نے سمجہایا کہ اما مرنا سبکو ہے - تہوڑے سے دن آپ کو یہان رہنا ہے - بری بہلی طرح سے کاٹ دینا - غرض وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آئی - پہر **اہلیا بائی** بہی راضی ہوگئی جب بیٹی کی سواری گئی ہے تو یہہ دکہیاری بہی ساتہہ گئی - دو برہمنون کے ہاتہون پر کہڑی رہی - ادہر چتا مین آگ لگی اودہر اوسکی ماتا کی آگ بہڑکی - ہاتہہ چہڑا کر چاہتی تہی کہ آگ مین جاکر اپنی جان کے کلیجے کو کہینچ لا دے مگر کچہہ بس نہین چلتا جب تک خدا نے جلایا جیتے کو جیتی رہی مگر جیتے جی اوسکے کلیجہ سے یہہ داغ نہ گیا - ان اپنے بچون کی یادگار مین عمارات عالیشان بنا کے کچہہ دل کو سنبہالا اور بہلایا - سنہ ۹۵ء مین موت آنکر اوسکو اس [illegible] ہے - ایسے اپنی [illegible] چہیتا - اور سنہ [illegible] مین **تکاجی** کو بہی اجل نے آن لیا تو پہر اس ہولکر کے خاندان مین [illegible] وحشت [illegible] آخر کو برٹش گورنمنٹ کا حقہ ابہاکر غریب اوصاف [illegible]

بدولت تہی

اگلا دستے اپنی حکومت کی پانسے اوڑ پہیلایا اور اس سارے خاندان کو اپنا محکوم بنایا۔ آخر کو پیشوا خاندان بالکل
مطیع اور مغلوب برٹش گورنمنٹ کا ہوگیا۔ تکاجی کے چار بیٹے تہے دو اونمین سے بیاہتا بیوی سے کاشی راؤ
اور ملہار راؤ تہے اور دو بن بیاہتا بیوی سے تکوجی اور جسونت راؤ۔ کاشی راؤ ضعیف العقل
اور نحیف الجثہ تہا۔ اوسکے بہائی ملہار راؤ نے سلطنت کا اہتمام اور سپاہ کا کام لیا۔ کاشی راؤ
پونا مین سیندہیا پاس دوڑ گیا سیندہیا اوسکی پشت پناہ بنا۔ اور ملہار راؤ پر دغابازی
کرکے حملہ آور ہوا اور اوسکو شکست دی اور وہ لڑائی مین مارا گیا پس ہلکر کا خاندان جو پہلے سیندہیا
کا رقیب و حریف تہا اب کمزور و ضعیف ہوکر بالکل اوسکا مغلوب ہوگیا۔ اسی سیندہیا کو اور حوصلہ ہوا کہ
تمام مرہٹون کا وہ خود ہی اکیلا فرمانروا اور حکمران ہوجاے۔ جسونت راؤ جو اپنے بہائی ملہار راؤ کے
ساتہہ شریک جنگ تہا بہاگ کر ناگپور کے راجہ کے پاس گیا اس راجہ نے سیندہیا کی چال سے اوسکو قید
کرلیا۔ وہ اس قید سے نکل کر آنند راؤ راجہ دہار کے پاس جو قدیمی راجاؤن مین تہا پہونچا۔ یہان بہی
دولت راؤ سیندہیا نے اوسکا پیچہا نہ چہوڑا۔ اس راجہ نے بہی دس ہزار روپیہ اس مہمان کو دیکر کہا
کہ آپ رخصت ہوجیے مین سیندہیا کے سبب سے آپکو نہین رکہہ سکتا۔ اب جسونت راؤ دہار سے بہی چلا
سات سوار ٹوٹے پہوٹے اور ایک سو بیس پیدل شکستہ بستہ جنکے پاس ریزی کپڑی تہی اوسکے ہمراہ تہے وہ یہہ سمجہا
کہ مجہے لوگ نطفہ حرام سمجہہ کر خاطر مین نہین لاوینگے۔ اسلیے اوسنے ملہار راؤ کے بیٹے کہنڈی راؤ
کو جو کم عمر تہا اس خاندان کا راجہ بنایا اور آپ خود اوسکا وزیر بنا۔ اور ساری اپنی قوم کو سمجہایا کہ سب
یکدل اور متفق ہوکر سیندہیا کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ ممالک متوسط مین لٹیرون کی کیا کمی تہی کوئی
اونکے لیے غنیمت چاہیے تہا۔ بات کی بات مین بہیل پنڈاری۔ افغان مرہٹے اسطرح
اکہٹے ہوگئے جیسے حلوائی کی دوکان پر مکہیان۔ اسوقت سے جسونت راؤ کا دور شروع ہوا۔ پہر اوس سے
ان رسلہ بہی آن ملا۔ یکشد و دو شد یہہ نوجوان بہی تینتیس [۳۲] برس کا تہا خوب زور [illegible]
پر ہوا تہا۔ رئیس بہوپال کا وہ نوکر تہا۔ مگر ۱۷۹۸ء مین اوسنے ترک ملازمت کرکے نیزہ بردار [illegible]
ساتہہ لیکر خود ملکون کا تاخت و تاراج کرنا شروع کردیا۔ اب یہہ دو لوغارتگر اٹہارہ مہینے [illegible]

نربدا کو خوب لوٹتے رہے۔ اور جب اونکو خاک مین ملا چکے اور لوٹنے کے لیے کچھہ خاک نہ رہا تو وہ جدا ہو گئے
امیر خان مشرق کی طرف دولتمند ضلع **ساگر** مین چلا گیا۔ یہہ اضلاع پیشوا کی عملداری مین تھے۔
وہان اوسنے خوب دست درازی کی اور بہت کچھہ لوٹ مین اوسکو ہاتھہ لگا۔ اور **جسونت راؤ**
مالوہ کے اضلاع مین داخل ہوا۔ **دولت راؤ سیندھیا** کو اب ضرور ہوا کہ **پونہ** سے اوسکی گوشمالی
کے لئے باہر نکلے۔ وہ آٹھہ برس کے عرصہ سے یعنی جب سے کہ وہ اپنے چچا کا جانشین ہوا تھا **پونہ** مین ہی رہتا تھا
اور پیشوا کی بیخ کنی مین کوشش کرتا رہتا تھا۔ جب یہان سے چلا ہے توے ہم لاکھہ روپیہ پیشوا سے اوسنے لیا
سرجی راؤ گھٹکی کو اپنی جگہہ یہان مقرر کر گیا اور پانچ پلٹن پیدلون کی اور دس ہزار سوار اوس کے
پاس حکومت کرنیکے لئے چھوڑ گیا۔

(**۳**) ہندوستان مین بھی کیا زمانہ یہہ انقلاب کا تھا کہ ابھی ایک شخص خاک مین رل رہا تھا کہ آسمان
پر چڑھہ گیا۔ کل کی بات ہے کہ **جسونت راؤ** ادہر کا مارا اودہر ایڑیان رگڑتا پھرتا تھا۔ بارہ برس کے
عرصہ مین اوس پاس ایک سپاہ جرار ستر ہزار کی موجود تھی۔ **مالوہ** کو پامال کرتا ہوا **سیندھیا** کے
دار السلطنت **اوجین** پر جا پہونچا۔ یہان **مہاداجی سیندھیا** کی بیوائین رہتی تہین دولت اور
سرمایہ اور سپاہ کو **دولت راؤ سیندھیا** کے خوف کے مارے لیکر یہان چلی آئین تہین **جسونت راؤ**
نے اونکو یہہ دم دیا کہ مین تمہاری حمایت اور اعانت کرونگا۔ اور آدہی رات کو اونکی لشکر پر توپین
لگا دین۔ اور اونکا تمام مال و متاع اور توپخانہ لے لیا۔ اور اونکو جان بچا کر بھاگنے بھی نہ دیا۔ سیندھیا
کے سپاہیون کے دو گروہ **جسونت راؤ** کو نکالنے کے لئے آمادہ ہوئے۔ اونکے افسر فرنگی تھے۔ مگر اونپر یہی بہیر
پھٹکی پڑی کہ ایک گروہ نے تو اپنے افسر دشمن کے پیرون مین ڈالدئے۔ اور دوسرے گروہ پر جسکے افسر
کرنیل **ایس سنگ** تھے اوسپر **جسونت راؤ** نے ایسی عمدہ طرح سے حملہ کیا کہ چوتہائی سپاہ اوسکے
مار لی اور گیارہ فرنگی افسرون مین سات کا سر اوڑا دیا اور تین کو قید کا مزہ دکہایا اور شہر **اوجین**
پر قبضہ کر لیا۔ مگر اوسکو لوٹا نہین اوسکی سپاہ ایسی فرمانبردار تابع تھی کہ جب اوسنے حکم دیدیا کہ شہر نہ لوٹو
تھی۔ تو پھر کسی کا کیا مقدور تھا کہ شہر کو ہاتھہ لگا سکے۔ مگر اوسنے شہر سے پندرہ لاکھہ روپیہ

جسونت راؤ ہلکر اور دولت راؤ سیندھیا کی لڑائیان

تاوان لیکر اپنے خزانہ مین داخل کیا۔ یہان یہہ ہوا وہان پونہ سے جب سیندہیا چلا تو پیشوا اوسکی قید
سے چھوٹا۔ اب اسنے چاہا کہ وہ اپنی تمام جاگیرداروں اور تابعین رئیسون کو مدارا اور آشتی سے اپنا
دوست بناتا۔ اس کم فہم اور ناقص عقل نے اونپر اور تشدد کیا۔ اور اونکو غارت کرنا شروع کیا
اونہون نے بغاوت اختیار کی اور تمام دیہات پر چڑھ آئے اور زمینداروں سے آپ ہی خراج لینا
شروع کیا۔ کسی ضرورت کے سبب سے وتوجی بہی ایک گروہ کے سرگروہ تہے۔ وہ پکڑے گئے تو پیشوا
نے اونکو ہاتھی کے پیر کے تلی سلوایا اور اوسکی ہای وای کا تماشا خوش ہوکر دیکھا جب رعایا
نے یہہ ستم شعاری پیشوا کی دیکھی تو اوسکی پیروی چھوڑی اور اوس سے دل بیزار ہو گئے۔
اور جسونت راؤ کو جب یہہ خبر اپنی بہائی کی پہونچی کہ وہ یون پامال ستم ہوا تو اوسکے دل
مین پیشوا سے انتقام لینے کا جوش خروش ہوا جب سیندہیا کو اپنی لشکرون کا حال کہلا اور
جسونت راؤ کی قوت اور قدرت بڑہنے کی خبر معلوم ہوئی تو اوسنے اپنے سسر سرجی راؤ
گہاٹگی کو بلایا کہ وہ سپاہ لیکر چلا آئے یہہ سرجی راؤ بہی شرارت اور فتنہ پردازی مین شیطان
سے کچہہ کم نہ تہا۔ سیندہیا کا شیطان مشہور تہا جسوقت سیندہیا پونہ سے چلا تو یہہ سسرا
پیشوا کے جنوبی اضلاع مین سپاہ کو لیکر چلا گیا اور ان اضلاع کو نہایت بیرحمی سے لوٹا۔ اور جب
بلایا گیا ہے تو وہ پونہ سے ایک میل تہا اور قریب تہا کہ اوسکو بہی خوب لوٹے مگر سیندہیا
پاس چلا گیا۔ اور ڈی بوئن کی پلٹنین بہی سیندہیا سے آملین پہر ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۸۰۱ء کو
ہلکر اور سیندہیا مین ایک یدہ ہوا جسمین سیندہیا نے جی پای۔ اور سرجی راؤ اندور
مین فتح کے نشہ مین بدمست ہوکر داخل ہوا۔ اور شہر کو بیدردی سے لوٹنا شروع کیا——
اور اہلیا بائی کی بنائی ہوئی عالیشان عمارتون کو جلا کر خاک کر دیا۔ دولتمندون کے
گلے پر چہری رکہہ رکہہ کر روپیہ لیا۔ بیچاری عورتین اپنی عصمت و عزت کے خوف سے کنوؤن مین
گرین کہ وہ بالکل اونکی لاشون سے لبالب ہو گئے۔ جسونت راؤ کو یہہ سب ایسا [illegible]
کے بعد وہ اپنی عقل اور تدبیر سے بہر بیٹہا جسطرح کی جوانمردی اور لیاقت [illegible]

اس زمانہ کے مناسب تہی پہر اوسکے جہنڈے نیچے سپاہ کا جمگہٹ ہونا شروع ہوا- اور وہ اس سپاہ
کو لیکر شمال کی جانب غارت کرتا ہوا چلا- اور ایسا بیخوف اور نڈر ہوا کہ ہندوستان کے لوٹنے مین بہی
دیوتاؤن کا ادب نکیا- ناتہہ دوار کو خوب لوٹا- پہر خاندیس کو لوٹتا ہوا پونہ کے قریب
جا پہنچا- اور یہہ بہانہ بنایا کہ مین پیشوا کو سیندہیا کے پنجہ سے چہڑاتا ہون-

(۴) جسونت راؤ جس ارادہ سے پونہ پر آتا تہا اوسکو سب جانتے تہے اوسکے نام سے پیشوا کا دم بند
ہوتا تہا- لارڈ ولزلی کو اس امر کا یقین ہمیشہ سے تہا کہ جب تک پونہ مین ہمارا قدم اور علم نہین قائم
ہوگا دکن مین کبہی آتش فساد نہ بجہیگی- اسلیئے جب کبہی موقع ملتا تو وہ پیشوا سے عہد و پیمان کرکے
یہہ پیغام بہیجتا کہ ملک کی حفاظت ہماری سپاہ کے حوالہ کرو اور اوسکے خرچ کے واسطے ملک دیدو
پیشوا بہی اپنی امید و بیم کی حالت کے موافق اوس سے وعدہ وعید کرتا تہا کبہی اوسنے یہہ کہا کہ مجہے
سپاہ انگریزی رکہنی اس شرط سے منظور ہے کہ وہ سرکار انگریزی ہی کی عملداری مین رہے
مین جب چاہون اپنی خدمت گذاری کے لیئے بلالون- ملک بہی اوسکے خرچ کے دینے کے
واسطے بتلایا مگر وہ ایسا ملک تہا کہ جسپر پیشوا کی حکومت برائے نام تہی- پرائی دوکان پر داداجی کی
فاتحہ- پیشوا یہہ سمجہتا تہا کہ اپنے ملک مین سپاہ انگریزی کو اسطرح بالاستقلال جگہہ دینی اوسکا
تابع بننا ہے- لارڈ ولزلی اس درخواست کو اس سبب سے نامنظور کرتا تہا کہ اسطرح بالکل فائدہ
پیشوا ہی کو تہا- برٹش گورنمنٹ کو کچہہ نفع نہ تہا- غرض وہونے اسوقت اپنا پیغام معمولی بہیجا
مگر جب سیندہیا نے اپنے سردار شودلیشت اوکو پونہ کی حفاظت کے واسطے دس پلٹنین پیدلون
کی اور بہت سے سوار دیکر بہیجا تو پیشوا کا ارادہ پہر گورنر جنرل کے ساتہہ عہد و پیمان کرنیکا فسخ ہوگیا
اکتوبر کے شروع مین کرنیل کلوز رزیڈنٹ پونہ نے گورنمنٹ کو لکہا کہ عہد و پیمان ہونیکی اب کچہہ امید
نہین ہے- اب سیندہیا و پیشوا کی سپاہ ملکر ۱۴ ہزار پونہ کی فصیل کے پاس تہین- اونمین
... کر افسر نیل ڈلوسن تہے- ہلکر کے پاس بہی چودہ پلٹنین تہین جو قواعد فرنگستانی
پر ... بہے آئین پیادہ اور ۲۵ ہزار ... معاملہ تہا کہ ...

ہندوستانی رئیسون کی طرف انگریز افسر تہے اور اپنے اپنے آقاؤن کی طرف سے وہ اسمین لڑتے تہے۔
یہہ لڑائی دیر تک نہایت سختی سے قائم رہی ہنگامہ قتال و جدال خوب برپا ہوا۔ اول دل سندہیا
کا پلہ لڑائی مین بہاری معلوم ہوتا تہا۔ ہلکر کی سپاہ بہت کٹ چکی تہی ہلکر دفعۃً شیر کی طرح جہنجہلایا
اور اوسنے اپنی سپاہیون کو للکارا کہ ای جوانمردو یہہ آج ہی کا دن ہے کہ میری پیچہے چلے آؤ۔
غرض اسوقت اوسنے اپنی شیر مردی سے اور اونکو بہی جوانمرد بنا کر سیندہیا کی سپاہ کو جو ایک ریلا
دیا تو اوسکے پیر اوکہڑ گئے اور بڑی شکست فاش ہوئی اور تمام میدان جنگ کا اسباب دشمن کے ہاتہہ لگا۔
باجی راؤ پیشوا اول اول تو لڑائی مین شریک ہوا مگر جب لڑائی مین آگ برستی ہوئی دیکہی تو مارے
خوف کے وہ اس آتش زنی کی حد سے پرے ایک پربت پر جا بیٹہا۔ ایک سپاہ اوسکو گہیرے ہوئی کہڑی
تہی۔ اگر یہہ سپاہ ہلکر سے لڑنے جاتی تو کچہہ کام بہی آتی پیشوا نے دیکہا کہ لڑائی کا پاسہ پلٹنے کو ہے
تو فوراً اوسنے اپنا ایلچی کرنیل کلوز پاس جو اوسکے قریب ہی خیمہ زن تہے بہیجا کہ تمام وہ شرائط
منظور ہین جو گورنر جنرل نے پیش کی تہین۔ پہر اوسکو شکست کی خبر آئی تو وہ سات ہزار آدمیون
کے ساتہہ سنگم نیر مین چلا گیا اور پہر یہان سے ساحل بحر پر بہاگ گیا گورنر بمبئی کو خط لکہا کہ ایک جہاز
کا سامان کر کے بہیجے جب یہہ جہاز آیا تو اوسمین بیٹہہ کر وہ ۱۶ دسمبر کو بسین مین پہنچا۔
(۵) جسونت راؤ پونہ مین داخل ہوا۔ اوسکی آرزو دلی یہہ تہی کہ پیشوا جیسے تہے اگر جا تہین تو مین وہ
انتظام کردون جو دولت راؤ سیندہیا نے آٹہہ برس سے کر رکہا تہا۔ مگر پیشوا ہلکر کی بات پر کان
بہی نہین دہرتا تہا جب جسونت راؤ اس امید مین مایوس ہوا تو اوسنے پیشوا کے بہائی امرت راؤ
کو بلایا اور اوسکے بیٹے کو مسند پر بٹہایا اور اوسکو مدار المہام مقرر کیا اور اس کام کے عوض مین خود
دو کروڑ روپیہ لیے اور ایک کروڑ روپیہ کی آمدنی کا ملک لیا اور تمام سپاہ پر اپنا اختیار رکہا
دو مہینے تک تو پونہ مین اوسنے کام اعتدال کے ساتہہ کیا مگر پہر اس شہر کو لوٹ لیا کرنیل کلوز
ریزیڈنٹ پونہ کو ہر چند اوسنے چاہا کہ وہ یہان بدستور رہین مگر اونہون نے یہہ درخواست
[illegible] کہا کہ مجہسے یہہ ظالمانہ کام نہین دیکہے جائینگے وہ پہلی دسمبر کو بمبئی

(۶) کرنیل کلوز صاحب یہان انگریز باجی راؤ پیشوا کے عہدنامہ کی درستی مین مصروف ہوئے اور یہہ عہدنامہ ۳۱ دسمبر ۱۸۰۲ء کو مرتب ہوا۔ تاریخ عہد انگلشیہ مین یہہ روز بہی یاد رکہنے کے قابل ہے اوسکی شرائط یہہ تہین اول انگریزی سپاہ کی چہہ ہزار پیادے اور اوسکے مناسب حال توپخانہ پیشوا کی عملداری مین رہا کرینگے۔ اور اونکے خرچ کے واسطے پیشوا اون مین وہ اضلاع دیگا جنکی آمدنی چہبیس ۲۶ لاکہہ روپیہ سالانہ ہوگی دوم جو قوم فرنگستانی انگریزون کے ساتہہ مخالفت مخاصمت رکہتی ہوگی اوسکے کسی آدمی کو پیشوا نوکر نہ رکہیگا اور فرانسیسونکو بالکل موقوف کردیگا اور بغیر منظوری سرکار انگریزی کے نہ وہ کسی ریاست سے لڑیگا نہ کسی سے عہد و پیمان کریگا غرض جو معاملات اور ریاستون سے ہونگے اونمین کوئی کام بغیر مشورت انگریزی گورنمنٹ کے نہین کریگا سوم سورت اور اور اضلاع گجرات جو بالفعل گائکواڑ سے سرکار کمپنی کو ہاتہہ لگے اونپر جو اوسکے دعوی تہے اونسے دست بردار ہوگا —— چہارم سرکار کو کچہہ مداخلت پیشوا کی خانگی کامون مین نہوگی۔ نہ اوسکی اولاد اور عزیز یگانون اور نوکرون سے سروکار ہوگا۔ سپاہ سرکار انگریزی پیشوا کی ایسی خدمت گزاری کے لئے کمر باندہے بیٹہی رہیگی کہ کوئی اوسکی رعایا اور تابعین سے سرکشی کرے اور فتنہ پردازی پر آمادہ ہو تو وہ فوراً اوسکا علاج کریگی اور اس آتش فساد و بغاوت کو بجہائیگی۔ یہہ آخر شرط بہی تماشے کی تہی کہ پیشوا کو تو اختیار تہا کہ خواہ وہ اپنی رعایا پر جتنا چاہے ظلم و ستم کرے اور اوسکی چہاتی پر مونگ دلے مگر جب یہہ غریب رعایا اوسکے ظلمون کے مقابلہ کے لئے سر اوٹہائے تو انگریزی سپاہ اوسکی سرکوبی کے لئے ہتہیار چلائے۔ مرتے کو مارے شاہ مدار۔ برٹش گورنمنٹ نے پیشوا کے ملک کے انتظام اندرونی مین نہ دخل دینے کا وعدہ کیا۔ مگر یہہ صورت نواب ارکاٹ اور اودہ کے ساتہہ نہ تہی کہ وہان برعکس اسکے یہہ شرط تہی کہ اگر ملک کا انتظام اندرونی خراب ہوگا تو برٹش گورنمنٹ کی عدالت اعزاز و مردمی و مردانگی کا یہہ اقتضا نہ ہوگا کہ رعایا کے گلے پر چہری پہرتی ہوئی دیکہہ (ہ) نہ لو لے۔

* یہہ سبین ہی انگریزی زمانہ کی تاریخ کا ایک واقعہ عظیم ہے اور اوسسے انگریزی

سلطنت کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے وہ مرہٹونکی سلطنت کیلئے مادہ فالج تہا کہ جس سے اوسکو لقوہ جدا
ہوگیا اور ہاتہہ پیر جدا رہ گئے - اوسنے وہ صدا اوسکی جانپر پہنچایا کہ دم ہی نکل گیا - اوس کا سر جسے
اپنے تئین سنبہالا مگر وہ سنبہل نہ سکی - گو پیشوا کی حکومت اور سلطنت کو اوسکے سردار کبہی کبہی
کچہہ بہی نہین مانتے تہے مگر پہر بہی وہ ساری قوم کا پیشوا اور قبلہ گاہ تہا - اور سلطنت ہند کے
لئے جو مرہٹون اور انگریزون کے درمیان حریفانہ لڑائیان اور جہگڑے ہوتے رہے تہے اونمین
پیشوا کو اپنا پیشرو مانتے تہے - یہہ عہدنامہ بہی معرض بحث مین بہت محققین کے رہا ہے - اونمین
کا اتفاق رائے نہین ہے - لارڈ کیسل آف بورڈ کنٹرول نے مرہٹون کے معاملات پر ایک سرکاری
کاغذ مین اس عہدنامہ کی تردید کی اور جنرل ولزلی نے (جو پیچہے ڈیوک ولنگٹن
کے نام سے مشہور ہوئے) - اوسکی تائید کی - اونکو چہہ برس ہندوستان مین آئے ہوئے ہو گئے
تہے اونکا اس عرصہ کا تجربہ اور دوسرون کے عمر بہر کے تجربہ پر بہاری تہا - اونہون نے اول تمام ہندوستانی
ریاستون کی حیثیت اور نظام کو بیان کیا اور پہر اونپر جو اس صلح سے اثر ہوا اوسکا ذکر کیا
اور یہہ لکہا کہ نظام سے جو عہد و پیمان ہوئے تہے اوسکا ایک نتیجہ لابدی یہہ تہا کہ پیشوا اور
انگریزون کے درمیان عہدنامہ بسین لکہا جائے - نظام پر مرہٹون کے وہ دعوے بے پایان تہے جو کہ
ایشیا مین رسم کے زبردست بنا لیتے ہین - اور وہ ضرور اونکے حاصل کرنے مین اپنی قوت
دکہاتے ہین - مگر جب برٹش گورنمنٹ اور نظام کے درمیان عہد و پیمان کا رشتہ مستحکم ہوگیا تو
مرہٹونکا بس نظام پر اس حمایت انگلشی کے سبب سے نہ چل سکا - اور اوسپر کچہہ زیادتی اور ستم نہ کر سکے
پس جب نظام کو اوسکے دشمنون سے بچانیکا کام برٹش گورنمنٹ نے اپنے ذمے لے لیا تو ضرور تہا کہ
مرہٹون سے ایک نہ ایک دن خواہ جلدی خواہ بدیر ہنگامہ کارزار گرم ہو - پس اوس سے بچنے کے
لئے ضرور ہوا کہ پیشوا سے جو سارے مرہٹون کے رئیسونکا پیشرو تہا یہہ اتحاد اور وداد کیا جائے
جس سے نظام اور مرہٹون کی جہگڑونکی ثالث بالخیر برٹش گورنمنٹ بنجائے اور اونکو جیسے جیسے
جی مین آئے تصفیہ کر دے - لارڈ ولزلی کو ۱۸۰۲ء کے انجام مین اس عہدنامہ کے

مل گیا۔ اسوقت پیشوا تو بگڑا تہا۔ اور سیندہیا اور ہلکر کو اونکی اغراض اتی مختلف تہین اور
اونکی نیتین متضاد تہین مگر دونو بار بار لارڈ ولزلی کو متحرک تہی کہ وہ پونہ کی مقدمہ کو فیصل کرے
پس یہہ وقت ایک نعمت غیر مترقبہ تہی جسکی بہرا نہہ آنکی امید تہی کہ اس دانشمند فرزانہ نے پیشوا
سے یہہ عہد کر کے تمام ان دعوؤں کی انفصال کو جو نظام پہ مرہٹے رکہتے تہے اپنے اختیار مین لے لیا
اور تمام دربار پونہ کی معاملات مین اپنے تئین بزرگ اور بلند مرتبہ بنالیا۔ اس عہدنامہ بسین سے
ہندوستان کی صلاح و فلاح اور امن و امان کے دروازے کہل گئے۔

اگر یہہ تدبیر نہ کی جاتی تو ہلکر کے ساتہہ تو لڑائی ہن جانیمین کچہہ شبہہ نہہ تہا اور سارے مرہٹون کے
ساتہہ ستیزہ آرائی کا احتمال قوی تہا۔ غرض گورنر جنرل کو اس عہدنامہ سے یہہ امید قوی تہی
کہ پیشوا سے جو یہہ عہد و پیمان ہوئے ہین وہ سارے مرہٹون کے رئیسون سے ہو جائیگی جب سر ہاتہہ مین آ گیا تو
اور اعضا خود بخود قابو مین آجائینگے۔ اوس سے سلطنت انگریزی کی بنیاد مستحکم استوار ہو جائیگی
اور فرانسیسو نکا بالکل استیصال مرہٹون کے ہان سے ہو جائیگا۔ مگر اس گورنر جنرل اس مغالطہ
مین پڑا کہ ایک جز پر کل کا قیاس کیا۔ یہہ اوسکی مثال ایسی تہی جیسے کوئی کہے کہ سر دہڑ اور
اعضا سے انسان مرکب ہے۔ اور انسان حیوان ناطق ہے تو پہر بہی اوسکا حیوان ناطق ہے۔
یہہ خیال کرنا ہی غلط تہا کہ پیشوا کی قدرت جو اس عہد و پیمان سے برٹش گورنمنٹ کے ساتہہ شامل
ہو گئی تو اوس سے برٹش گورنمنٹ کو سارے ہندوستان پر ایسا تسلط حاصل ہو گیا کہ ہر جگہ اوسکو اختیار
مل گیا کہ امن رکہے اور عدالت کا بساط بچہاوے اور سلطنت پر اپنے احکام چلائے اور اوسے اطاعت کرائے
تہوڑے دنون کے بعد تجربہ سے اس امر کا مشاہدہ ہو گیا کہ پیشوا کے ساتہہ عہد و پیمان اور مرہٹون کے
ساتہہ تہی پونہ قائم رکہا اور نہ ہندوستان مین اوس سے امن رہا۔ بلکہ اسکے سبب سے جنگ نکلا۔ یہہ کا
بازار گرم ہوا کہ دلال قضا نے خریداروں کے لئے ایسے سستے بیچے کہ کبہی نہ بیچے تہے۔ گو آخر کو نتیجہ
یہہ ہوا کہ مرہٹون کے سلطنتین سب انگلش گورنمنٹ کی تابع ہوئین۔ مگر یہہ نتیجہ جنگ کا لڑائی اور
کچہہ صلحنامہ بسین کا نتیجہ نہ تہا۔ اگر یہہ عہدنامہ نہ ہوتا تو بہی یہی نتیجہ ہوتا جو اب ہوا

سیندھیا اور بھونسلا کی انگریزوں سے لڑائی

غرض جو اثر اس عہدنامے کے تھے یہہ ہے کہ اول مرہٹوں کے سرداروں کے ساتھہ لڑائی ہو۔ دوم فتحیابی کے
وسائل اوس سے پیدا ہوں۔ اب لڑائی کی نسبت یہہ کہا جاتا ہے کہ وہ اچھی چیز ہے تو آسانی سے بغیر اس
عہدنامہ کے پیدا ہو سکتی تہی۔ تو اس اعتبار سے عہدنامہ بسین کسی تعریف کا مستحق نہیں ہے۔ اب دوسرے امر کی نسبت
جو یہہ تعریف کیجاتی ہے کہ اوسکے سبب سے فتحیابی کے وسائل یہہ پیدا ہوئے کہ مرہٹوں کے سرداروں میں آپس میں
اتفاق نہ ہو سکا۔ جو بڑا اسباب انگریزوں کی فتح کا ہوا۔ بیشک اس صلح کے سبب سے پیشوا انگریزوں
کی مخالفت سے باز رہا مگر اوسکے ساتھہ ہی یہہ ہوا کہ اور سب سردار مرہٹوں کے انگریزوں سے لڑنے کے لیے
متفق ہوئے۔ غرض ایسی مخالف و موافق بہت سی تقریریں کہانتک لکہیں کوئی کہتا ہے کہ مرہٹوں
سے لڑائیاں فقط اس عہدنامہ کے سبب سے ہوئیں کوئی کہتا ہے کہ لڑائیاں تو ضرور مرہٹوں سے بغیر عہدنامہ
کے بھی ہوتیں بڑا کام اس عہدنامے سے یہہ نکلا کہ پیشوا اوسکے ساتھہ نہیں ہوا۔ اس فتح کا دوسرا فائدہ
یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ فرانسیسیوں کی قوت کا استیصال بالکل مرہٹوں کے ہان سے ہو گئی اسکا بیان بعد
واقعات کے بیان کے کرینگے۔

(۸) جب اس عہدنامہ بسین سے مرہٹوں کی دارالسلطنت میں انگریزوں کا پرچا اور پیشوا اونکے پنجے
میں پہنسا تو مرہٹوں کے سرداروں کو از حد رنج و ملال ہوا۔ بلند بلا شوں کو سودا ہوا کہ اسکا کچھہ علاج
کرنا چاہیے سیندھیا جو یہہ چاہتا تہا کہ گورنر جنرل واسطے اس کے پیشوا کو پونہ میں بحال کرے تو
اوسکا یہہ مطلب تہا کہ اس سبب سے پہر اوسکو اپنا اقتدار اور اختیار حاصل ہو اور پیشوا اوسکا دبیل ہو کر
رہے جب اوسکو یہہ حال معلوم ہوا تو اپنی چہاتی پکڑ کر بیٹھہ گیا اور سودا خام جو دکن کی سلطنت کا
پکا رہا تہا وہ سب کافور ہوا۔ اوسنے کہا کہ اس عہدنامہ سے تو ہمارے سر کی پگڑی اوتر گئی۔ لارڈ
ولزلی نے سیندھیا پاس بھی یہہ پیغام بہیجا کہ تم بھی ہمارے ساتھہ اسی قسم کے عہد و پیمان کر لو جیسے
پیشوا نے کیے ہیں مگر سیندھیا کے ذہن میں یہہ بات خوب سمائی ہوئی تہی کہ یہہ عہد و پیمان وہ ہیں
کہ مرہٹوں کی سلطنت کا ویسا ہی ستیاناس آخر کو ملا دینگے جیسا کہ مرہٹوں کی چوتہہ نے سلاطین مغلیہ
کا استیصال کر دیا ہے۔ اوسنے فوراً اپنے مدار المہام کو راجہ برار پاس یہہ پیغام دیکر بہیجا

تم سب کا بلندی پر چڑہا چلا جاتا ہی اوسکو چاہئے کہ ہم سب سردار آپسمین اتفاق کرکے نیچے گرائین
اور خاک مین ملائین اور یہا انکا راجہ سیواجی کے خاندان مین سے بہنا وہ پیشوا ہونیکے لئے سکیرٹون منصوبے
باندہ رہا تھا۔ مگر جب اوسکو معلوم ہوا کہ برٹش گورنمنٹ نے اسین کے عہدنامہ کے موافق باجی راؤ
کے بحال کرنیکا ارادہ کیا ہی تو اوسکی چھاتی مین ایک پہانس سی لگ گئی ساری امیدین مٹی ہو گئین۔
جب سیندہیا کا یہہ پیغام پہنچا تو منہ مانگی مراد ملی۔ وہ تو اسکی دعائین خدا سے مانگ ہی رہا تہا۔ وہ
اوسکے ساتہہ متفق ہی نہین ہوا۔ بلکہ حقیقت مین انگریزونکے ساتہہ سارے جنگ پیکار کی تدابیر کا بانی و مبانی
ہو گیا۔ اب پیشوا کی عادت مین یک جہتی نہ تہی دورنگی طینت مین اور دوروئی طبیعت مین ٹہوس ٹہوس
کر بہری ہوئی تہی۔ عہدنامہ پر مہر کی چہاپ لگاتی ہی نیت مین اوسکے فساد آیا۔ اور اوسنے یہہ چاہا کہ عہد و پیمان
سے پہر جاؤن۔ اوسنے ایک نہایت معتبر و معتمد اپنا دولت راو سیندہیا اور راجہ برار پاس بہیجا اور
ظاہر انگریزونپر یہہ کیا کہ مین یہہ آدمی اسلئے بہیجتا ہون کہ مینے جو عہدنامہ انگریزون سے کیا ہے
اوسپر وہ بہی راضی ہوجائین مگر باطن مین اصل مقصد اوسکا یہہ تہا کہ وہ دونو پونہ مین آجائین جس سے
یہہ عہدنامہ بہی باطل ہوجائے۔ ہلکر نے جب یہ کہا کہ لارڈ ولزلی نے میرے منصوبے کو اولٹ دیا اور انگریزی پیشوا
کے بحال کرنیکے لئے پونہ کی طرف بہیجے تو وہ پونہ کو چہوڑ کر شمال کی طرف چلا گیا۔ راجہ برار نے
ہلکر کو بہی سمجہا بجہا کر دولت راو سیندہیا کے ساتہہ مصالحت ان شرائط پر کرا دی۔ کہ سیندہیا
سارا ملک جو ہلکر کے خاندان کا تہا اوسکو دیدے اور کہنڈی راؤ اوسکے بیٹے کو چہوڑ دے۔ اگرچہ اوسنے
عہدنامہ پر دستخط کردئے اور اپنے خاندان کی ساری ریاست پر قبضہ پالیا۔ مگر لشکر لیکر کبہی سیندہیا کے ساتہہ
شریک ہوا اور یہہ بہانہ بتاتا رہا کہ میرے پاس روپیہ نہین ہے کہ اپنی سپاہ کی چڑہی ہوئی تنخواہ دون امیر خان
جو ہلکر کی سوانح عمری اپنی قلم سے تحریر کی ہے اوسمین وہ یہہ بیان کرتا ہے کہ جب راجہ برار اور مہاراجہ
سیندہیا نے سنا کہ پیشوا کی انگریزون سے عہد و پیمان کرلئے تو اونہون نے ایک اپنا سوار معتمد سفیر ہلکر پاس
[illegible] رکہا کہ پیشوا نے تو یہہ غضب کیا کہ انگریزون کو اپنا حامی بنایا اور اونکی سپاہ کو داخل کر لیا اب سیندہیا ن
پہلے اس مین ہمین ہماتا اسلئے مناسب ہے کہ اب ہم سب آپس کے جہگڑون کو سمیٹ کر یکدل ہو کر [illegible]

اور اونکو بالکل بھول جائین اور سب اپنی قوم کی عزت وآبرو کے لئی ایک تن من ہوکر اپنے ملک سے
انگریزون کے نکالنے مین کوشش کرین۔ اور ایسے آپسمین دوست ہوجائین کہ جہان ایک کا پسینا گرے
دوسرا وہان اپنا خون گرادے۔ اور بعد اسکے آپسکے جھگڑے پہر فیصل ہورہینگے۔ اسپر ملکر نے امیر خان سے
صلاح پوچھی۔ اوسکی مشورت سے چند شرائط صلح سیندھیا اور راجہ برار کے سامنے پیش کی گئین اور
اونہون نے منظور کرلین۔ اور امیر خان مخفی سپاہ ملکر کی لیکر چلا گیا مگر اسی کی لڑائی کی خبر سنکر واپس چلا آیا
اسکی انگریزونکو خبر بہی نہین ہوئی۔ پرنسپ صاحب نے جب امیر خان کی اس کتاب کا ترجمہ چہاپا ہے تو
یہہ حال معلوم ہوا ہے۔ جسوقت کہ سیندھیا کی لڑائی انگریزون کے ساتہہ شروع ہوئی اوسوقت [illegible] اوس نے
اپنی بہو کی سپاہ کو چہوڑ دیا کہ ملک لوٹو کہاؤ پیوؤ اوسنے سیندھیا کے تمام ملک کو جو مالوہ مین تہا دبا لیا
اور اوسکا دلی دوست امیر خان ایک اور طرف ملک کو تاخت وتاراج کرتا چلا گیا۔

(۹) گو لارڈ ولزلی کو یہہ حال معلوم تہا کہ سیندھیا اور راجہ برار کی کشش خواہش اور [illegible]
مقصود باہم سازش کر رہے ہین مگر پہر بہی اونہون نے اونکے ساتہہ رسل ورسائل کا رشتہ منقطع نہین کیا اور
آشتی طلب ہی اور تجاہل عارفانہ برتتے رہے۔ یہی آرزو بیان کرتے رہے کہ مین یہہ چاہتا ہون کہ ہم سب مین
اتفاق رہے تو اچہا ہی عناد فساد برپا نہ ہو۔ مگر اسکے ساتہہ یہہ بہی تہا کہ بسین کے عہدنامہ مین بال برابر فرق
نہ آئے۔ اگر اوسمین کسی کے فتور ڈالنے کا قصد ہو تو پہر ہاتہہ پیر ہلانے کو بہی اوسکے ساتہہ موجود ہون۔ اب
اونہون نے حیدر آباد کی تمام سپاہ انگریزی جو وہان تہی اونہی حکم بہیجا کہ کرنیل سٹیونسن صاحب کی
ساتہہ روانہ ہو اور اوسکے ساتہہ نظام کا لشکر بہی ۶ ہزار پیدل اور نو ہزار سوار روانہ ہون۔ یہہ فوج
۲۵ مارچ سنہ ۱۸۰۳ کو پورینڈا مین بمبئی سے ۱۲۰ میل پر آپہونچی۔ اور جنرل ولزلی کو بہی حکم بہیجا گیا کہ وہ
میسور سے کہ بمبئی سے ۶۰۰ میل ہے روانہ ہون۔ ۸ ہزار پیادے اور ۱۷ سو سوار اور دو ہزار مشہور سوار میسور
کے لیکر روانہ ہوئے جنرل ولزلی نے جو دوندھیا واگ کو خاک مین ملایا تہا تو اونکی بڑی دہاک
ان اضلاع مین ہوگئی اور اونکو سب جاگیردار اپنا قبلہ وکعبہ جاننے لگے تہے۔ اسوقت جہہ ہزار مرہٹے اور
دس ہزار سپاہ بہی اونکے ساتہہ ہوگئی۔ گو وہ پیشوا کی بدسلوکیون سے بہت ناراض تہے مگر [illegible]

زور سے وہ ساتھ ہوگئے۔ یہان پیشوا سے پہلے ہی ٹہرالی تہی کہ جاگیردار اوسکے تخت کے گرد جمع رہین
بلکہ پونا سے جب گیا ہی تو امرت راؤ پاس پندرہ سو سپاہ چھوڑ گیا تہا جب اوسکو جنرل ولزلی
کے آنیکی خبر ملی تو اوسنے یہہ ارادہ کیا کہ جب انگریز پاس آوین تو پونا کو آگ دیکر خوب اونکو جلائے اور اپنا
کلیجہ ٹہنڈا کیجئے۔ کہ جب دشمن یہان آوین تو سوا خاک کے کچہہ نہ پاوین۔ مگر یہہ شعلہ ایسا نہ تہا کہ اپنے شرر
نہ دکہاتا۔ جنرل ولزلی کو بہی اوسکی خبر لگ گئی وہ یہہ سنتے ہی بجلی کی طرح آ پہنچا اور ۳۲ گہنٹے مین ۶۰ میل طے
کرکے دفعتہ مرہٹون کے سر پر جا پہنچا جیسے طوفان مخالفون نے دیکہا تو پہر اونکے ہاتہہ کہان تہے
کہ پونا مین آگ لگاتے۔ مخالف تو بہاگ گئے اور جو پیشوا کے ہواخواہ تہے وہ جنرل صاحب کے استقبال کے لئے
حاضر ہوئے۔ غرض اس فرزانگی کی اس تدبیر سے پونا کی آگ بجہہ گئی ورنہ وہ تباہ اور خاک سیاہ نہ ہوا تہا۔
پیشوا بہی کرنیل کلوز کے ہمراہ بسین سے چلے۔ پنڈتون نے بچار کرکے ۱۳ مئی ۱۸۰۳ء کو نیک گہڑی دار الخلافہ
مین داخل ہونے کی بتلائی۔ وہ اوسی دن اور ساعت مین اپنی دار الخلافہ مین آیا اور تخت سلطنت پر
جلوہ افروز ہوا۔ اور انگریزی توپون نے شلک سلامی کی اوڑائی۔

(۱۰) اب سیندہیا کا حال روز بروز اور زیادہ کہلتا جاتا تہا۔ وہ اوجین سے ایک بڑے بزرگ
لشکر لیکر راجہ ناگپور کے ساتہ ملنے چلا یہہ راجہ بہی ۴ اپریل کو ایک لشکر کثیر لیکر چلا تہا۔ راجہ اور
سیندہیا نے رزیڈنٹ پونہ کو اطلاع دی کہ ہم پونہ کو آتے ہین تاکہ مقدمات پیشوا کا انفصال
کرین۔ رزیڈنٹ نے جواب دیا کہ اگر آپ اس طرف آئینگے تو ہماری اور آپکی بگڑ جائیگی۔ اور معلوم نہین
آگے کیا ہو۔ اوسکا جواب سیندہیا نے یہہ دیا کہ مین عہدنامہ بسین کا کفیل تہا بغیر میری مرضی کے
اور سارے مرہٹون کے سردارون کی اجازت کے پیشوا مجاز نہ تہا کہ وہ ایک عہدنامہ انگریزون سے کر لیتا۔ اور ہم جو
پونا کی طرف آتے ہین تو پیشوا کے بلائے ہوئے آتے ہین۔ وہ ہمکو بار بار لکہہ چکا ہے کہ آؤ آؤ۔ اب پیشوا کی دو رنگی
دیکہئے کہ یہان کرنیل کلوز سے اوسنے یہہ کہا کہ مین نے اونکو بار بار منع کیا ہے کہ ادہر مت آؤ۔ اب سیندہیا
چارون طرف کاغذ کے گہوڑے دوڑا رہا تہا اور سارے مرہٹون کے سردارون کو اپنی طرف کہینچ رہا تہا اور
خفیہ سب کو شتابی کی دے رہا تہا۔ غرض اب اسمین کچہہ شک باقی نہین رہا تہا کہ مرہٹون سے

لڑائی شروع ہوجائیگی ہمواسطے کرنیل کولنس ریذیڈنٹ جو سیندہیا کے پاس ستا تہا اوسکو گورنر جنرل نے لکہا کہ وہ سیندہیا سے صاف صاف اوسکے ارادہ کا حال پوچہے۔ چنانچہ ریزیڈنٹ صاحب کی ملاقات سیندہیا سے ۲۸ مئی کو ہوئی۔ اونہون نے اول تمام عہدنامہ بسین حرف بحرف اوسکو سنایا اور پہر پوچہا کہ بتلائیے اسمین کونسی ایسی بات ہے کہ آپکے اغراض کی مخالف ہے۔ اور آپ کی حق مین مضر ہے اور کسی استحقاق کو باطل کرتی ہے۔ پہر مہاراجہ کے وزیر نے اور خود اوسنے کہا کہ اسمین کوئی بات ہماری خلاف نہین ہے۔ پہر کرنیل کولنس نے یہہ بیان کیا کہ مہاراج اور راجہ برار مین عہد و پیمان ہوئے ہین اور آپ دونو مین قریب ملاقات ہونیوالی ہے جسونت راؤ ہلکر سے بہی مصالحت ہوگئی ہے ایک وکیل اوسکے پاس ہے۔ اور مہاراج کو اسکا بہی اقرار ہے کہ مین اور راجہ برار دونو ہلکر لونہ کی طرف جائینگے ... نا ایسی جمع ہوئی ہین کہ جسے مجہے شبہ ہوتا ہے کہ برٹش گورنمنٹ سی مخالفت کا ارادہ آپ کا ہے ... ن مسند پر بیٹہہ چکا ہے پہر اب کیا ضرور ہے کہ وہان جائیے۔ مہاراج کا دکن مین رہنا بہت دلون ... گا بلکہ مضر ہوگا۔ اسلئے جس دشمن سی آپ موافقت کرنے آئے ہین وہ نربدا کے جنوب مین ... لکہ آپ سے صاف صاف پوچہون کہ پہر مہاراج اور راجہ برار اور ہلکر مین کیون ... بیٹہے اشتباہ قوی ہوتا ہے کہ ان سب دوستون کا ارادہ ہے کہ پیشوا یا نظام یا ... اہین اوجو برٹش گورنمنٹ اور پیشوا کے باہم عہد و پیمان ہوئے ہین ... یڈنٹ نے مکرر اس بات کو کہا کہ برٹش گورنمنٹ کو استحقاق تہا کہ باہم عہد ... مین کچہہ مہاراج کے لئے کوئی خرابی نہین پیدا ہوئی۔ اسکے جواب مین دولت راؤ سیندہیا نے کہا کہ میرا ارادہ یہہ نہین ہے کہ پیشوا یا نظام یا کسی اور سرکار کمپنی کے رفیق پر حملہ آور ہون۔ اور پہر جو عہد و پیمان راجہ برار اور جسونت راؤ ہلکر سے ہوئے ہین اونکو مین بیان نہین کرسکتا ہون جب تک میری راجہ برار سے ملاقات نہو۔ ہرچند ریذیڈنٹ نے اپنی طرز سخن کو بدلا کبہی درشتی کبہی نرمی ـــ مگر یہی نہ معلوم ہوا کہ مہاراجہ سیندہیا کو بسین کے عہدنامہ سے مخالفت ہے یا نہین۔ سیندہیا کو اطلاع دی گئی کہ اگر اوسکا یہی حال رہیگا تو آشتی اور ...

تیاریان اوسکی سرحد پر کردیگی - اور سارا اوسکے ملک پر آن واحد مین حملہ آور ہوگی - غرض ان دہمکیون
کے جواب مین اوس نے یہہ جواب دیا کہ راجہ برار مجھسے چالیس کوس کے فاصلہ پر ہے - اب اوسکی ملاقات ہوگی
تو مین آپ کو یہہ جواب دونگا کہ صلح رہیگی یا جنگ ہوگی - یہہ جواب دیا اور سیندہیا کا لشکر عظیم کے
ساتہہ نظام اور پیشوا کے ملکون پر چلا آتا اور راجہ برار کا لشکر کثیر کے ساتہہ حرکت کرتا - اور پہر ان دونو
دوستون مین صلاح اور مشورہ ہوکر انگریزون کے ساتہہ جنگ آشتی کا معاہدہ ہوا - ان سب باتون کو لارڈ
ولزلی سرکار کمپنی کی شان مین ایک گستاخی سمجہا اور اب یقین ہوگیا کہ مرہٹون سے لڑائی شروع
ہوگی - اب یہہ معاملہ اور پیچیدار اس سبب سے ہوگیا کہ ان دنون مین فرانسیسون کا بڑا ہیٹو جری
مین آیا تہا جسکو سیندہیا نے تمام اپنی فوج کا سرگروہ مین اڑا دیا کہ فرانسیس نے ہم فریقون کی کمک
بہیجی ہے - دو مہینے تک سیندہیا رزیڈنٹ سے اوس گفتگو کرتا رہا اور یہہ ہلکر کو کہتا رہا کہ وہ تاپتی
سے پار اوتر کر ہم سے آن ملے - اس عرصہ مین پیشوا بہی اپنی نفاق کیشی سے باز نہ رہے سیندہیا
کو تو برابر لکہتے ہی کہ تم فورًا پونہ مین چلے آؤ - انگریزی لشکر کے لئے اسباب ضروری کے بہم پہنچانے مین بے
پروائی کی اور اور طرح سے بہی انگریزون کو دقت مین ڈالا - لارڈ ولزلی نے یہہ سوچا کہ مین معرکہ آرائی کے
میدان سے دور بیٹہا ہون - ایک بات کو جواب دینے مین چہہ ہفتے لگتے ہین - وقت گرامی یون ہی ضائع جاتا
جسکا کچہہ بدل نہین ہو سکتا - اسلئے بہتر ہوگا کہ جو افسر بر سر موقع ہین اونکو اختیار دیدون - اونہون نے تمام کام
کی جوابدہی اپنے ذمہ لیکر ۲۶ جون ۱۸۰۳ء کو دکن مین مرہٹون کے باب مین تمام معاملات اندر جنرل ولزلی
کو کل اختیار دیدیا - اور اپنی رائین اور تدابیر انتظام بہی لکہہ بہیجین - ان اختیارات کے دینے پر لارڈ
ولزلی سے بڑی بازپرس اہل ولایت نے کی -

۱۳ مئی ۱۸۰۳ء کو گورنر جنرل نے ایک خط دولت راؤ سیندہیا اور راگہو بہونسلا کو لکہا
جسکا خلاصہ یہہ تہا کہ برٹش گورنمنٹ نے بسین کے عہدنامہ مین کوئی بات ایسی نہین داخل کی کہ دونو
راجاؤن کے حق مین مضر ہو - بلکہ اوسی قسم کے عہد و پیمان دونو راجاؤن سے کرنی چاہتی ہے جس سے عقل کے
تئین بہبود اور فلاح ہو - مگر جو کچہہ کہ اب دیکہہ رہی ہین کہ ہمارے دوست نظام کی حد پر

لشکر گران لئے پڑی ہین اوسکے سبب ہمارے دل مین شبہ ہوتا ہے کہ اونکی نیتون مین فساد ہے۔ ہم کو لڑنا
پسند نہین آتا۔ جہانتک ہم سے ہوسکیگا آشتی طلبی کو ہاتھہ سے نہین دینگے لیکن اگر یہہ لشکر یہان سے نہین
ہٹیگا اور سیندھیا نربدا کے شمال مین نہ چلا جائیگا تو ہم اسکے منتظر نہین رہینگے کہ کوئی ہم پر حملہ
کرے تو لڑین بلکہ خود حملہ کرنے مین پیش قدمی کرینگے۔ ۸ جون کو راجہ برار اور سیندھیا مین
بہی ملاقات ہوی۔ ۹ جون کو رزیڈنٹ نے اس خط کا جواب دینے مانگا۔ راجہ برار کی ملاقات پر وہ
موعود تھا۔ ۱۲ کو ایک ونت ٹالنگ جواب خط کا آیا۔ اوسپر رزیڈنٹ نے جھنجھلا کر کہلا بھیجا کہ اگر وہ
ارادہ کو صاف صاف نہین بیان کریگا۔ اور نربدا کے جنوب مین آگے بڑھیگا تو وہ برٹش گورنمنٹ کے
ساتھہ قطعی جنگ کا اظہار ہوگا۔ پھر اسکا جواب یہہ آیا کہ دو تین روز مین مفصل حال عرض کیا جائیگا
انجام ۴ جولائی کو رزیڈنٹ کی ملاقات راجہ برار کے خیمہ مین مہاراجہ سیندھیا سے ہوی
اول وہی باتین ہوئین کہ بسین کے عہدنامہ مین کوئی بات آپکے خلاف نہین ہے۔ اور گورنر جنرل دونون
راجاؤن کو اپنا قدیم شفیق رفیق سمجھتا ہے اور اتحاد کے سلسلہ کو قطع کرنا نہین چاہتا۔ اور ہمیشہ اونکی
ہواخواہی اور ترقی کی آرزو رکھتا ہے بشرطیکہ اونکی طرف سے کوئی حملہ مین پیش دستی اور زیادتی نہ ہو
ان دونو راجاؤن کی طرف سے وزیر راجہ برار نے یہہ جواب دیا کہ پیشوا کو یہہ لازم نہ تھا کہ یہہ عہد و پیمان
بسین بغیر تمام مرہٹون کے سردارون کے صلاح و مشورہ کے انگریزون سے کرتا۔ اوسمین ساری قوم
کے بہت اغراض متعلق ہین اور ہمکو شرائط کی نسبت بہت کچھہ کہنا ہے۔ اوسپر رزیڈنٹ نے کہا کہ جو کچھہ
عہدنامہ بسین کی نسبت کہنا ہو وہ لکھکر مجھے دیدیجیے مین گورنر جنرل کے ملاحظہ کے واسطے بھجوا دونگا
پھر اونہون نے کہا کہ ہمارا ہرگز ارادہ نہین ہے کہ ہم سرکار انگلشیہ سے لڑین۔ اور جو پیشوا سے عہد و پیمان
ہوئے ہین اونکا مقابلہ کرین اور یہہ وعدہ کیا کہ نہ اونکی فوج پونہ کی طرف آگے بڑھیگی۔ اور نہ
اجنٹی گھاٹ پر چڑھیگی۔ لشکر انگریزی گوداوری کے پار آگیا ہے اور اجنٹی گھاٹ پر چڑھتا ہے
اسکو اب مہربانی کرکے آگے بڑھنے سے منع کیجئے۔ رزیڈنٹ نے کہا کہ آپکا ارادہ آشتی کا سچا
ہو تو اب چاہیے کہ مہاراجہ سیندھیا اپنے لشکر کو نربدا پار لیجائے اور راجہ برار اپنی دارا

چلا جاے۔ جبتک یہہ ہوگا لشکر انگریزی پیچہے نہین ہٹنے کا۔

۱۸ جولائی ۱۸۰۳ء کو جنرل ولزلی کو اپنے تمام اختیارات ملنے کا حکم پہونچ گیا۔ اوسنے فوراً مہاراجہ سیندہیا اور راجہ برار کو لکہا کہ اگر آپ کو سرکار انگریزی کے ساتہہ سر رشتہ اتحاد قائم رکہنا منظور ہے تو اپنی سپاہ کو اپنے مقامات سے پیچہے ہٹا کر سیندہیا مالوہ چلا جاے اور راگہوجی بہونسلا برار کی راہ لے۔ پہر مین بہی اپنی انگریزی سپاہ کو اپنی اپنی جگہہ پر بہیجدونگا۔ مگر اس درخواست کے جواب مین ایک ہفتہ تک لیت و لعل لگایا۔ اور مشرقی سادہ لوحی اور نفاق کیشی کو ظاہر کیا اور یہہ جواب دیا کہ وہ اور اوسکے دوست بہی اپنی لشکر کو اس سبب سے ہندوستان کی طرف سے حرکت نہین دیسکتے ہین کہ ملک کے ساتہہ عہد و پیمان کی تکمیل نہین ہوئی۔ جنرل ولزلی ان بے سر و پا جوابون سے تنگ گیا اور اوسنے لکہا کہ چوبیس ۲۴ گہنٹے مین ایک قطعی جواب اسکا دو اور سپر یہہ سند آیا کہ پہلے وہ اپنی لشکر کو اپنی اپنی جگہہ پر بہیجدین پیچہے ہم چالیس میل برہانپور مین پرکی ہٹ جائینگے۔ سر جنرل ولزلی نے لکہا کہ آپ کی یہہ مرضی ہے کہ مین اپنی لشکر کو بمبئی اور مدراس اور سری رنگ پٹن بہیجدون کہ یہہ ملک بے حفاظت ہوجاے اور آپ سب اپنی لشکر سمیت یہین بیٹہے رہین اور پہر جو جی مین آوے کرین۔ خیر اب مین نے آپ سے تمام باتین آشتی طلبی کی کین مگر آپ نے نبرد آزمائی کی ٹہرائی اچہا بسم اللہ۔ ۳ اگست کو کرنیل کولنس سیندہیا کی کیمپ سے چلے آئے اور مہرٹون کی جنگ ۱۸۰۳ کو شروع ہوئی۔

(۱۱) لارڈ ولزلی نے جب دیکہا کہ اب سیندہیا اور راجہ برار دونون سے لڑائی آن پڑی۔ تو اوسنے یہہ ارادہ کیا کہ جہان جہان ہندوستان مین ان دونو راجاؤن کے ملک و علاقے ہین اون سب پر ایک ہی دفعہ حملہ کیا جاے گو ایک طرف لڑائی کے میدانون مین فصل سات سو میل کا واقع تہا اور دوسری طرف ۷۰۰ میل۔ اس لڑائی کا سارا دار و مدار لارڈ ولزلی پر تہا۔ اس عالی شان والا فطرت نے شان و شوکت سے ان ہندوستان کی لڑائیون کی تیاریان کین وہ پہلا پہلے کب ہوئین نہین۔

دکن کے اندر حیدرآباد اور پونہ کی حفاظت کے واسطے تین ہزار چہہ سو سپاہ متعین کی

اور جرنیل سٹورٹ کے زیر حکم آٹھہ ہزار سپاہ اون ضلاع کی حفاظت کے واسطے مقرر کی جو کرشنا
اور تنگ بہدرا کے درمیان واقع ہے۔ جرنیل ولزلی کے ماتحت ۹ ہزار لشکر احمد نگر کے قریب اور
کرنیل سٹیونسن کے ماتحت ۸ ہزار گوداوری کے کنارہ پر سیندہیا اور راجہ برار سے لڑنیکے
لئے تیار کیا۔ اور لارڈ لیک کمانڈر انچیف دس ہزار پانچ سو سپاہ لئے شمال مین ہندوستان کے اندر
موجود تہا۔ کہ وہ سیندہیا کی سپاہ قواعد دان سے معرکہ آرا ہو اور اس جانب مین جو ملک سیندہیا
کے ہون وہ اپنے قبضہ مین کر لے۔ ساتہہ ہی تین ہزار سپاہ الہ آباد مین بندیل کہنڈ پر قبضہ کرنیکے لئے
آمادہ تہی۔ اور مغربی ساحل پر سات ہزار تین سو آدمیون کا لشکر اضلاع گجرات مین سیندہیا کے علاقہ پر
قبضہ کرنیکے لئے کمربستہ تہا اور پانچہزار دو سو آدمیون کی کٹک بہی ہاتہہ صاف کرنے کے لئے بیٹھی تہی بلکہ
راجہ برار کا تہا غرض کل پچپن ہزار وہ سپاہ دل ور گروہ کی جسنے انگریزی علم مشرق مین آفتاب کی
طرح چمکایا تہا مسلح و کمربستہ تہی۔ لشکر یہہ تہا لشکر کش وہ تہا کہ جسکی ذات مین بہت سی شرائط
گرامی فرمان فرمائی کی یہہ جمع تہین عظمت و عطوفت عالی۔ حوصلہ فراخ۔ دریافت بلند
گرمی ذاتی شجاعت اصلی۔ نیت درست۔ جد عظیم عمل شائستہ۔ فکر عمیق۔ راجہ برار اور مہاراجہ سیندہیا
کی سپاہ کا تخمینہ ایک لاکہہ کیا گیا ہے جسمین پچاس ہزار سوار اور تیس ہزار پیدل قواعد دان فرنگستانی
افسرونکے ماتحت تہی۔ اور اونکے ساتہہ مناسب حال توپخانے سیکڑون توپون کے تہے۔ اب ہر لشکر کا
جدا جدا بیان کرتے ہین کہ کیا کیا کار ہائے نمایان اوسنے کئے۔

(۱۲) کرنیل کولنس جب سیندہیا کے کیمپ سے چلے آئے تو جرنیل ولزلی نے اول قصد احمد نگر کی
فتح کا کیا اور وہ اس ارادہ سے ۸ اگست ۱۸۰۳ء کو وہ انکی سمت چلے۔ اور آتے ہی احمد نگر کے پیٹہہ
کو لے لیا۔ اور قلعہ پر ۱۰ کو توپین مارنی شروع کین۔ ۱۱ کو قلعہ دار نے اس قرار پر اپنی تمکین حوالہ
کرنے کا پیغام بہیجا کہ جانون کی امان اور لوگون کو اپنے مال لیجانیکی اجازت دیجائے تو قلعہ
خالی کر دون۔ ۱۲ کو قلعہ پر قبضہ ہو گیا۔ ۳۴ آدمی مارے گئے اور گیارہ زخمی ہوئے۔ اور یہہ قلعہ
نامی گرامی ہند کا ہاتہہ آیا۔ چند سلطان ۱۵۹۵ء میں اوسکا نام سارے ہندوستان میں روشن

علاقہ کے ہاتھ آئے تھے۔ ۲۳۰۰۰ روپیہ کے ملک پر قبضہ ہو گیا۔ اب جنرل صاحب نے اس ارادہ سے کہ سیندھیا
کے تمام ملک پر جو گوداوری کے جنوب میں تھے قبضہ ہو جاے۔ اس دریا سے ۲۴ اگست کو عبور کیا
اوسی روز سیندھیا اور راجہ برار نظام کے ملک میں بڑھتے ہوئے داخل ہو گئے۔ ۲۹ کو جنرل ولزلی
اورنگ آباد میں داخل ہوئے۔ دشمن جالناپور میں داخل ہوا۔ اوسکا ارادہ تھا حیدرآباد
میں جانیکا معلوم ہوتا تھا۔ جنرل اوسکے پیچھے پڑے تو اوسنے راہ بدل دی۔ کرنل سٹیونسن نے
قلعہ جالناپور کو حملہ کرکے ۲ کو فتح کر لیا۔ دشمنوں نے شمال کی طرف درہ اجنٹی کی طرف جنبش
کی اور وہاں وہ سیندھیا کی اون ۱۶ پلٹنوں سے جو فرانسیسی افسرون کے ماتحت تھی مل گیا۔
اب کرنل سٹیونسن کا لشکر تو مغرب کی طرف تھا اور جنرل ولزلی کا لشکر مشرق کی طرف اون
پہاڑوں کے نیچے چل رہا تھا جو بدناپور اور جالنا کے درمیان ہیں ۲۳ کو جنرل ولزلی پاس خبر
آئی کہ سیندھیا اور راجہ اپنے سوار ونکو لیکر چلے گئے ہیں اور پیدل اپنے خیموں میں ابھی ۶ میل کے
فاصلہ پر پڑے ہیں۔ اس خبر پر جنرل نے بغیر انتظار کرنل سٹیونسن کے دشمن پر حملہ کا ارادہ
کیا۔ اور سفر شروع کیا۔ ۲۶ میل وہ چل چکا تھا کہ یکایک سیندھیا و راجہ برار کا لشکر اسی گانوکے
متصل دریا کیلنا کے کنارہ پر پڑا ہوا نظر آیا پچاس ہزار سپاہ اور سو توپیں اوسمیں تھیں جنرل
ولزلی پاس چار ہزار یا پانچ سو سپاہ تھی پس کثرت سپاہ کا کچھ خیال اوسنے نہ کیا اور اسی اپنی
تھوڑی سی جمعیت سے اوس ٹڈی دل پر جا پڑا۔ لڑائی بڑی سخت ہوئی۔ اور دونو فریق خوب جی
توڑ توڑ کر لڑے سیندھیا کے پیدوان نے داد جوانمردی دی۔ انگریزی لشکر میں ۲ پلٹن اور ایک
رسالہ اور چھ بھی پلٹن ہندوستانی نے اپنے جوہر شجاعت کو دکھایا۔ گورے اگرچہ تین سو تھے مگر
اپنی مردانگی اور دلاوری کے جوش میں آکر مرہٹوں کی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ دشمن کے گولہ کے
پیر اوکھیڑ دیے اور اوسکو سنگینوں پر رکھ لیا اور دھکیلتے دھکیلتے اوسکو جوا میں گھسا دیا۔ راجہ
برار تو پہلے ہی بندوق کی آواز سنتے ہی چلتا ہوا۔ سیندھیا بھی اوسکے پیچھے بھاگ گیا۔ پھر فتح
ہوئی اور دشمنوں کی ۹۸ توپیں ہاتھ لگیں اور اوسکے ۱۲۰۰ سو آدمی میدان جنگ میں

حملہ اجل ہوئی۔ انگریزی لشکر مین ۴۲۸ سپاہی مارے گئے اور ۱۳۳۸ زخمی ہوئے غرضکہ نصف و ثلث درمیانی لشکر بیکار ہوگیا۔ اس قیمت مین فتح نہایت گران تہی۔ اس لڑائی پر یہہ اعتراض ہین کہ کسی حصول مقصد کے لئے تنی آدمیونکو ضائع کرنا دانائی سے بعید تہا۔ دوم کرنیل سٹیونسن کے ملنے کا انتظار نہ کیا اگر اوسکو ساتہہ لیکر یہہ لڑائی ہوتی تو فتح کے نتیجے نہایت عمدہ ظہور مین آتے۔ سر طامس منرو نے اپنی رائے اس لڑائی کی نسبت یہہ ظاہر کی کہ اگر اسی مین لڑنا کوئی غلطی کی بات ہو مگر لڑائی نہایت خوبی کے ساتہہ لڑی گئی۔ جنرل ولزلی نے جو کام کیا وہ عقل و دانش سے کیا جس چیز کی ضرورت آ کر پڑی اوسکو مہیا کر دیا۔ جنرل ولزلی نے خود لکہا ہے کہ ایک ضلع کی غلطی نام کے سبب سے یہہ اتفاق دشمن سے مٹ بہیڑ کا ہوگیا۔ اگر یہہ مین لڑائی نہ لڑتا تو دشمن ضرور کچہہ نہ کچہہ نقصان پہنچاتا۔ کرنیل سٹیونسن بہی ۲۴ کو آن پہونچے۔ اور وہ دشمن کے تعاقب مین بہیجے گئے جنرل ولزلی کا لشکر ایسا نہ تہا کہ دشمن کے پیچہے پڑتا۔ اگرچہ دشمن کو یہہ شکست ہوئی تہی مگر اوسکے بہاگنے مین بہی نہ تہی وہ بے خوف مغرب کی طرف دریاے تاپتی کے کنارہ کنارہ جاتا تہا۔ پونہ کیطرف جانیکا ارادہ معلوم ہوتا تہا۔ سپہ جنرل ولزلی نے کرنیل سٹیونسن کو حکم بہیجا کہ وہ پہلے برہان پور اور اسیر گڈہ کے قلعونکو خاندیس مین ختم کرلے۔ یہہ خبر سنکر راجہ برار اور سیندہیا بلکہ بہی جدا ہوگئے۔ اور خاندیس کی حفاظت کے واسطے چلے اب کرنیل سٹیونسن نے برہان پور کو ۱۵ اکتوبر کو بے لڑے بہڑے لے لیا۔ ۱۷ اکتوبر کو وہ اسیر گڈہ کی طرف چلے ہندوستانی اس قلعہ کو کلید دکن کہتے تہی۔ ۱۸ کو کرنیل صاحب نے پیٹہہ لے لیا۔ اور ۲۰ کو توپخانہ قلعہ پر لگا دیا۔ اہل قلعہ نے ایک گہنٹہ کے بعد اپنے تئین حوالہ کر دیا۔ پس ان دو نو قلعونکے ہاتہہ نکلنے سے دکن مین کوئی ملک سیندہیا کا نہ رہا اب فقط برار کی خبر لینی باقی رہی۔ کرنیل سٹیونسن کو حکم ہوا کہ وہ قلعہ گاوال گڈہ کو جاکر محاصرہ کرے راجہ برار کا یہہ قلعہ نہایت مستحکم اور استوار مشہور ہے اور یہہ بہی لوگ کہتے تہے کہ خزانہ اوسکا وہان ہے۔

(۱۳۳) نومبر کے اول ہفتہ مین جسونت راو گوڑپارہ اور ایک اور کوئی ... [illegible]

سیندھیا کی طرف سے پیغام صلح لیکر انگریزی خیمون مین جنرل ولزلی کے پاس آئی۔ اسی لڑائی
کے بعد ۱۰ اکتوبر کو بالاجی کنجر جو پیشوا کا بڑا مدار المہام تھا اور باوجود لڑائی کے سیندھیا
کے خیمہ مین تھا اوسنے جنرل ولزلی کو خط لکھا تھا کہ ایک انگریزی افسر اور ایک نظام کا افسر سیندھیا
کے خیمون مین آپ بھیجدین کہ صلح کے عہد و پیمان مرتب ہوجائین۔ مگر اول اس خط پر سیندھیا
کی مہر نہ تھی دوسرے اسمین یہی انگریزون کی کسرشان تھی کہ دشمن کے پاس ایک افسر اونکا جاے
جس سے ہندوستانیون کے دل مین یہہ یقین ہو کہ انگریز خود صلح کے لئے منت کش ہوئے ہین۔ ان باتون
خیال کر کے جنرل ولزلی نے اپنے افسرون کے بھیجنے سے انکار کر دیا۔ مگر یہہ لکھہ بھیجا کہ جو اوسکے افسر
پیغام صلح لیکر آئینگے تو اونکے حال پر متوجہ ہونگا۔ جب یہہ دو آدمی آئے تھے تو اون پاس کوئی
سند ایسی نہ تھی کہ جس سے معلوم ہوتا کہ وہ سیندھیا کے بھیجے ہوئے آئے تھے۔ اگرچہ وہ اس قابل تھے
کہ بےعزت کر کے نکالدئے جاتے مگر جنرل صاحب نے اپنے اخلاق کے سبب سے کہا کہ کیمپ مین جب تک
رہو کہ تمہارے پاس سند صلح کی پیغام کرنے کی سیندھیا کے پاس سے آجائے۔ پھر اس عرصہ مین ایک
خط سیندھیا کا جنرل صاحب پاس آیا اوسمین گورپارہ کے سفیر ہونے سے انکار کیا اور لکھا کہ مین دوسرا
سفیر بھیجتا ہون۔ اوسپر جنرل صاحب نے ان دونو آدمیون سے کہا کہ اسمین کچھہ تمہارا مکر نہین ہے مگر
یہہ تمہاری آقا کی اوستادی اور چالاکی ہے۔ ایسی احمقانہ باتین سیندھیا کی طرف سے ہوتی رہتین
اور سیندھیا خواستگار مہلت جنگ کا اپنے لئے اور راجہ برار کے لئے ہوا۔ مگر راجہ برار کی طرف سے
نہ کوئی سفیر تھا نہ کوئی اوسکی تحریر تھی۔ اسلئے ان شرائط پر ۲۳ نومبر کو سیندھیا کو مہلت
جنگ دی گئی کہ وہ ایلچپور کے شرق مین چالیس میل کے فاصلہ پر اپنے لشکر کو لیجا کر اقامت
اختیار کرے۔ اور اوسکا لشکر انگریزی لشکر سے جو بالاپور سے لڑے ہمیشہ چالیس میل کے
فاصلہ پیدا کرے۔

سو جب جنرل ولزلی نے دیکھا کہ راجہ برار اپنے ملک کی طرف چلا جاتا ہے اور نظام کے ملک کے
[illegible] تو وہ گاول گڈھ کے محاصرہ مین کوشش [illegible] سے ملنے چلا۔ راجہ برار کی